415

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ،20۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

## سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال11-2010پر عام بحث جاری رہے گی۔

417

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

### اتوار، 20۔جون2010

(یوم الاحد، 7۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر44منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ
عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا
صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿٢٥﴾
فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَن شَاءَ
مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ
رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾

**سُوۡرَۃُ التّکویر آیات 19 تا29**

کہ بے شک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے(19) جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا(20) سردار (اور) امانتدار ہے(21) اور (مکے والو) تمہارے رفیق (یعنی محمد ﷺ) دیوانے نہیں ہیں(22) بے شک انہوں نے اس (فرشتے) کو (آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارے پر دیکھا ہے(23) اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں(24) اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں(25) پھر تم کدھر جا رہے ہو؟(26) یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے(27) (یعنی) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے(28) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدائے رب العالمین چاہے(29)

وماعلینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سکّہ حق چلانے حضور ﷺ آ گئے
نقشِ باطل مٹانے حضور ﷺ آ گئے

معصیت کے عذاب المناک سے
آدمی کو چھڑانے حضور ﷺ آ گئے

بے کسوں پر کھلے باب لطف و کرم
لعل و گوہر لُٹانے حضور ﷺ آ گئے

جو فروزاں رہیں گی رہے زیست میں
ایسی شمعیں جلانے حضور ﷺ آ گئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کا دن بھی بجٹ پر عام بحث کے لئے مقرر ہے۔ ہماری یہ بحث 5:00 بجے تک چلے گی۔ جہاں تک ناموں کی بات ہے تو میرے پاس اس وقت تقریباً اناسی ایم پی اے صاحبان کی لسٹ ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ کس طرح سے ہم اس کو پورا کر پائیں گے۔ ہر معزز ممبر کی خواہش ہے کہ اسے وقت ملے۔ ہم اگر مل جُل کر اس کا تعین کر لیں تو اچھی بات ہو گی تاکہ ہر ایک کو بات کرنے کا موقع مل جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں آج صرف چوبیس کے قریب ممبران بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر دس منٹ کی بجائے پانچ منٹ ٹائم مقرر کر لیا جائے تو زیادہ لوگ بات کر سکیں گے۔ کل میں نے پانچ منٹ کا کہا تھا تو یہاں بڑا شور شرابا ہوا، اپوزیشن کی طرف سے اس بارے میں کافی واویلا مچایا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہم آپس میں کوئی ایسی بات طے کر لیں کہ ہر معزز ممبر نے کتنے منٹ بات کرنی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر ایسا کر لیتے ہیں کہ ایک ایک جملہ رکھ لیتے ہیں، شکریہ ادا کریں اور بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بات تو آپ logically درست نہیں کہہ رہے، یہ تو ناراضگی کا اظہار ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحث پر بحث کرنا ہر ممبر کا right ہے اور ہر ممبر کی خواہش بھی ہوتی ہے کہ وہ بجٹ پر بحث میں حصہ لے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اگر بجٹ پر بحث کے لئے چار دن کی بجائے چھ دن رکھ لئے جائیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اگر یہی اجلاس 14 کی بجائے 12 یا 10۔ جون کو بلا لیا جاتا تو کیا فرق پڑتا تھا؟ بجٹ پر اس House میں سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ اس بحث کا حاصل تو ہوتا نہیں صرف contribution ہوتی ہے۔ ممبران سمجھتے ہیں کہ بجٹ کی بحث میں ہم نے contribute کیا ہے، اپنے علاقے کے مسائل کی نشاندہی کر دی ہے اور ممبران کا بجٹ تقاریر میں نام آجاتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ایسا کر لیتے ہیں کہ جتنے صاحبان آج تقاریر کر سکیں وہ کر لیں گے باقی صاحبان کو ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران زیادہ وقت دے دیا جائے گا۔ کیا خیال ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ بجا ہے کہ جو معزز ممبران رہ جاتے ہیں وہ پھر ضمنی بجٹ کے موقع پر بحث میں حصہ لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بحث کو کھلے دل سے کرنا چاہئے۔ اگر چھ دن بحث رکھ لی جاتی اور تمام ممبران اپنی مرضی سے بحث میں حصہ لے لیتے تو اس سے کیا فرق پڑ جاتا؟ لوگ اس House میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ وہ اپنے علاقے کے مسائل کی نشاندہی کر سکیں۔

جناب سپیکر: بجٹ پر بحث اور منظوری کے حوالے سے schedule ہم نے دے دیا ہے لہٰذا اب مہربانی کریں۔ ہم آج ہی اس کو wind up کرنا چاہتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سعید اکبر نوانی صاحب نے جو کچھ کہا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے جو گزارش کی ہے اس پر کوئی غور نہیں ہو رہا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میری معروضات ساری مکمل ہو جائیں گی تو شاید آپ اس پر اتفاق فرمائیں گے۔ جس دن ہماری Business Advisory Committee کی میٹنگ ہوئی تھی تو وزیر قانون اور آپ کی موجودگی میں ہم نے ایک دن بڑھانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یعنی پانچ دن بجٹ پر بحث کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اگلے دن ہمیں Tentative Schedule of the Budget Session کا جو print out ملا تھا وہ بھی پانچ دن کا ہی تھا۔ بعد میں اس میں amendment ہوئی ہے، شاید یہ کوئی انتظامی وجہ ہے، ورنہ ہم نے تو آپ سے request کر کے پانچ دن بحث کے لئے رکھوائے تھے۔ اگر اس amended schedule کو re-amend کیا جا سکے تو بہتر ہے ہمیں بجٹ پر بحث کے لئے ایک دن اور دے دیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر ہمارے ساتھیوں کو دس منٹ کا وقت دیا جائے کیونکہ ہمارے اب تھوڑے سے ساتھی تقریر کرنے والے رہ گئے ہیں۔ حکومتی بنچوں کے ممبران کو پانچ یا تین منٹ دے دیں کیونکہ وہ آپ سے ویسے بھی

باتیں کرتے رہتے ہیں۔انہوں نے تو ایک ٹوکن کے طور پر بات کرنی ہوتی ہے۔ہماری استدعا ہے کہ ہمارے جو چار یا پانچ ممبران رہتے ہیں انہیں دس دس منٹ کا وقت دے دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی،وزیر قانون صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! پچھلے تین دن سے جو اس House کے اندر بجٹ پر بحث ہوئی ہے وہ بڑی positive, accurate اور facts and figures کے ساتھ ہوئی ہے۔اس کو نہ صرف اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ارکان نے سراہا ہے بلکہ میڈیا نے بھی اسے بڑا positively report کیا ہے۔اس میں ابھی چار دن اور ہیں یعنی ابھی دو دن cut motions پر جو بحث ہونی ہے وہ بھی در حقیقت بجٹ پر ہی بحث ہے۔اپوزیشن کے لئے وہ دو دن بالکل مخصوص ہوں گے۔اس کے بعد پھر ضمنی بجٹ پر بھی ایک دن عام بحث ہو گی اور دوسرے دن cut motions کے اوپر بحث ہو گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ممبران کو کافی زیادہ وقت ملے گا۔اب تک بجٹ کا کوئی ایسا aspect نہیں رہ گیا کہ جس پر حکومتی بنچز کی طرف سے یا اپوزیشن کی طرف سے بات نہ ہوئی ہو۔آج آپ 5:00 بجے تک اجلاس کو لے کر جا رہے ہیں۔اس وقت دیکھ لیں گے ،اگر کوئی کمی بیشی رہی تو پھر ٹائم extend کر لیا جائے گا۔کل رات تقریباً پونے آٹھ بجے تک یہ اجلاس چلا ہے اور آخر میں ہم کتنے صاحبان یہاں پر موجود تھے؟میرا خیال ہے کہ صرف speech کرنے والے موجود تھے اور سبھی صاحبان جو کل بات کرنا چاہتے تھے انہوں نے بات کی ہے تو آج 5:00 بجے کے لگ بھگ اگر آپ دیکھیں کہ واقعی کوئی ایسی صورتحال ہے کہ جس میں مزید ٹائم extend کیا جانا بہت ضروری ہے تو پھر ٹائم بھی بڑھایا جا سکتا ہے یا جیسے آپ حکم کریں گے ویسے کیا جا سکتا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ بالکل معزز اراکین کی منشاء کے مطابق بحث ہونی چاہئے۔قائد حزب اختلاف نے جو یہ بات کی ہے کہ اپوزیشن کے لوگوں کو کم وقت ملے گا تو اس حوالے سے عرض ہے کہ اگلے دو دن specifically اپوزیشن کے لئے ہی ہوں گے۔اس میں حکومتی بنچز کی طرف سے ماسوائے متعلقہ منسٹر کے جواب دینے کے اور کوئی بات نہیں کرے گا،سارا وقت اپوزیشن کے پاس ہی ہو گا۔

**جناب سپیکر:** چودھری ظہیر الدین صاحب!اگر ہم اس کو 5:00 کی بجائے آگے 8:00 بجے تک لے جائیں تو اس پر آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آج کے اجلاس کو 8:00 بجے تک لے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری ایک استدعا ہے۔ میں ایک چیز آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب بھی اس سے آگاہ ہوں گے۔ پہلے یہ طریق کار ہوتا تھا کہ حکومتی بنچز کے ایک یا دو ممبران کے بعد ایک اپوزیشن کے معزز ممبر کو call کیا جاتا تھا۔ آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیجئے گا۔ پہلے دن جناب نے بھی اسی طرح کیا تھا لیکن اس کے بعد جو دو دن گزرے ہیں اس میں سیکرٹری صاحب کی طرف سے آپ کو جو ایک لسٹ مہیا کی گئی ہے اس کے حساب سے آپ نے ممبران کو call کیا ہے۔ یہ party wise کیا جائے۔ آپ بے شک حکومتی بنچوں کی طرف سے دو کی بجائے تین کر لیں لیکن اس کے بعد پھر ایک اپوزیشن کے ممبر کو تقریر کے لئے call کیا جائے۔ یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور جناب نے بھی پہلے دن ایسے ہی کیا تھا۔ آپ بے شک وزیر قانون صاحب سے opinion لے لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس طرح کر لیں گے۔ ہر تین کے بعد آپ کا ایک ممبر آ جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہت شکریہ

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔ رانا صاحب! محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ایک تحریک استحقاق ہے اب اس کا نمبر 23 ہو گیا ہے، پتا نہیں پہلے اس کا کتنا نمبر تھا یہ ایک دفعہ تو ختم ہو گئی تھی اس کے بعد پھر محترمہ نے اپنی تحریک restore کروالی۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

## ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تھانہ فیکٹری ایریا، تھانہ کوٹ لکھپت، تھانہ نشتر لاہور میں مورخہ 15۔مارچ 2010 کو مقدمہ نمبر328/10 بسیں جلانے کا بجرم 324/353,186/427,120B/148, 149 تعزیرات پاکستان ATA 7 کے تحت ایک پرچہ درج کیا۔ اس FIR میں میرے شوہر (خاور حیات) سمیت39 دیگر افراد کو نامزد کیا گیا۔ میں نے اپنے شوہر اور دیگر عزیزوں کے خلاف اس جھوٹے اور من گھڑت پرچے کے اندراج پر ایس ایچ او فیکٹری ایریا عبداللہ علی یوسف کو مورخہ 17۔مارچ2010 کو فون کیا کہ آپ نے جو پرچہ میرے خاوند اور دیگر افراد کے خلاف درج کیا ہے اس میں ایسے افراد کے نام بھی شامل کئے گئے ہیں جو وفات پا چکے ہیں یعنی حاجی عبدالواحد جس کی وفات کا سرٹیفکیٹ ساتھ لف ہے، میرے خاوند اور خاندان کے لوگوں کا بلاوجہ سیاسی انتقام کی خاطر ان کا نام شامل کر لیا گیا تو مذکورہ ایس ایچ او سیخ پا ہو گئے اور بڑے ترش، بدتمیزانہ انداز میں مجھ سے کہا کہ اگر آپ اپنے خاوند کی جان بچانا چاہتی ہیں تو فوراً ان کو میرے پاس حاضر کریں اور یہ جو آپ کہہ رہی ہیں کہ اس FIR میں ایسے افراد کے نام شامل کئے گئے ہیں جو وفات پا گئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ قبروں سے آکر یہاں پر بسوں کو جلا گئے ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اور بھی میرے خلاف نازیبا الفاظ کہے اور آج مورخہ 18۔مارچ2010 کو روزنامہ "ایکسپریس" میں میرے خلاف من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی خبر لگوادی ہے کہ میں (یعنی ثمینہ خاور حیات) نے اسے فون کر کے دھمکیاں دی ہیں اور کہا ہے کہ میرے شوہر کو مقدمے میں ملوث کرنے کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اس نے دھمکیاں بھی مجھے دی ہیں اور مجھ سے ترش اور بدتمیزانہ انداز میں بات کی۔ اس کے باوجود میرے خلاف خبریں بھی اخبارات میں پرنٹ کروا رہا ہے۔ اس کے اس طرز عمل سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک استحقاق پر short statement دینا چاہوں گی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرے سسر (مرحوم) چودھری حیات صاحب جن کا تعلق قصور سے ہے وہ اس معزز اسمبلی کے معزز رکن رہ چکے ہیں اور میرے والد عبدالواحد صاحب آپ کے ہم نوالہ ہم پیالہ رہے ہیں

اور آپ کے بہت قریبی ساتھی رہے ہیں۔ آپ سے بہت محبت اور آپ سے بہت پیار کرنے والے دوست رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پیالے والے میرے ساتھ نہیں رہے۔ (قہقہے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس FIR میں جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے دوست ہیں۔

جناب سپیکر: میں جانتا ہوں، ان سے اچھی طرح سے میری دوستی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! عبدالواحد صاحب جو آپ کے دوست رہے ہیں اس FIR میں صاف طریقے سے لکھا گیا ہے اور یہ ایف آئی آر State کی طرف سے کاٹی گئی ہے۔ میں اس FIR کو word to word پڑھنا چاہتی ہوں، اس کی مدعی پولیس بنی ہوئی ہے تو اس FIR میں State کی طرف سے کوئی غلط لفظ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر میں یا کوئی اور بندہ مدعی بنے تو اس میں غلطی ہو جائے تو وہ قابل معافی ہے لیکن اگر state یا پولیس کا کوئی بندہ اس میں مدعی ہے تو اس FIR میں کوئی غلط لفظ لکھنے پر Police Order 2000 کے تحت ان کے خلاف باقاعدہ پرچہ کٹ سکتا ہے اور ان کو سخت سے سخت سزا ہو سکتی ہے تو میں اس کا مطالبہ کس سے کر سکتی ہوں؟ میرے نزدیک تو یہ مقدس forum ہے، میں آپ سے request کرتی ہوں اور وہ line پڑھنا چاہتی ہوں جو اس FIR میں لکھی گئی ہے کہ اس شخص کو فوت ہوئے تین سال گزر چکے ہیں اور ان کا Death Certificate بھی میرے پاس موجود ہے جو میں نے آپ کو اس FIR کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ اس FIR میں یہ لکھا ہے کہ حاجی عبدالواحد صاحب پسٹل کے ساتھ للکارتے ہوئے پولیس پر فائرنگ کرتے رہے۔ خاور حیات (جو کہ میرے husband ہیں) کے لئے یہ لکھا گیا ہے کہ وہ ڈنڈوں اور سوٹوں کے ساتھ پٹرول چھڑک کر بسوں کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگ لگاتے رہے اور شیشے توڑتے رہے اور میرا بھائی عمر حیات جو اس میں ملوث ہے خاور حیات کے ساتھ موجود تھے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں مانتی ہوں کہ میں vocal MPA ہوں، آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں اپنی پارٹی کے لئے وفادار MPA ہوں۔ میں اپنی پارٹی کے ساتھ کھڑی ہوں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرے خاندان پر اس طرح کے الزامات لگا کر سیاسی انتقامات لئے جائیں۔ وفادار ہونے کا یہ صلہ دیا جا رہا ہے کہ آج میرے خاندان کے اوپر اس طرح کے پرچے کاٹے جا رہے ہیں اور پھر وہ پولیس والا یہ کہہ رہا ہے کہ اس

مردے کو میرے سامنے لے کر آؤ۔ میرے لئے تو مقدس forum میرا یہ House ہے اور میں آپ سے request کرتی ہوں کہ اس میں میری بھرپور help کیجئے۔

**جناب سپیکر:** جی، شکریہ۔ رانا صاحب! اس کو کل یا اگلے دن کے لئے رکھ لیں؟

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! آپ اس کو کوئی دو دن کے لئے pending فرما لیں، اس کا جو بھی انوسٹی گیشن ریکارڈ ہے، اس کی مثل ہے، اس کے انوسٹی گیشن آفیسر کو میں یہاں پر حاضر کر دوں گا، ثمینہ خاور حیات صاحبہ بیٹھ جائیں اور آپ ان کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہیں آپ بھی بیٹھ جائیں اور جو فیصلہ کریں اس کے اوپر گورنمنٹ عملدرآمد کر دے گی۔

## سرکاری کارروائی

### بحث

### سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

**جناب سپیکر:** چلیں، ٹھیک ہے۔ ہم ان کو دو دن کی بجائے تین دن کا ٹائم دیتے ہیں۔ 24۔جون تک کے لئے اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اب بجٹ پر بحث کے لئے آج کی اس لسٹ کے مطابق چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

**چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:** جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے budget philosophy پر بات کروں گا۔ ہمارے چاروں صوبوں، مرکز اور بشمول صوبہ پنجاب میں بجٹ کا انحصار 70 percent indirect taxes پر کیا جاتا ہے اور باقی ماندہ 30 فیصد انحصار direct taxes پر ہوتا ہے۔ میں اسے روایتی بجٹ اس لئے کہوں گا کہ اگر اس بجٹ کے اندر کوئی ایک لفظ بھی ایسا درج کیا جاتا کہ ہم نے indirect taxes پر انحصار کیا ہے لیکن آنے والے وقتوں میں فلاں فلاں مجبوری کی وجہ سے ہم مجبور تھے کہ ہم indirect taxes پر انحصار کریں ہم اس ratio کو 70 فیصد سے بہت کم کرنے کی کوشش

کریں گے یا ہم فلاں فلاں actionلیں گے یا ہم فلاں فلاں نئی techniques استعمال کریں گے جس سے ہمارا بجٹindirect taxesکی بجائےdirect taxesپر انحصار کرنے لگے گا۔

جناب سپیکر!indirect taxes اصل میں ضروریات زندگی پر لگائے ہوئے ٹیکس ہیں کہ ہر وہ فرد جو چاہے جتنا بھی غریب ترین آدمی ہے جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام سے پیسے لیتا ہے یا سستی روٹی کھانے کو ترجیح دیتا ہے یا جو اپنیlivelihoodکو برقرار رکھنے کے لئے جو بھی چھوٹے سے چھوٹا معیار زندگی اپنا کر طرز حیات گزارنے پر مجبور ہے اس فرد کی utilitiesپر ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں اس لحاظ سے میں اس بجٹ کوtraditionalہی کہوں گا۔ میری اپنی ہی حکومت سے استدعا ہو گی اور دونوں coalition partnersسے ہو گی کہ آنے والے وقتوں میں اپنے بجٹ کی فلاسفی میں اس بات کو ضرور شامل کیا جائے کہ ہم فخر کریں گے کہindirect taxesسےdirect taxesکی طرف آئیں۔

جناب سپیکر!پہلے جو صوبہ میں حکمران تھے انہوں نے آبیانے کے اندر فلیٹ ریٹ کا conceptدیا تھا۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ جو کاشتکار جتنی کاشت کرے گا اور جو نسی کاشت کرے گا اس پر اسے ٹیکس دینا پڑے گا۔ اس طرح ایک کماد کا کاشتکار تین سو روپیہ فی ایکڑ دیتا تھا اور سبزی والا چار سو روپیہ دیتا تھا۔ اب فلیٹ ریٹ کے ذریعے سے ہر فرد کی ملکیت پر ٹیکس لگا دیا گیا کہ جو فرد جتنی ملکیت رکھتا ہے اس کے حساب سے -/85 روپے ٹیکس دے گا۔ اس کا فائدہ اپر پنجاب کو یہ ہوا کہ یہاں چونکہ تمام زمینیں زیر کاشت ہیں وہ فرد جو اپر پنجاب میں سبزی اور کماد کاشت کر کے چار سو یا پانچ سو روپیہ فی ایکڑ دیتا تھا آج وہ وہی فصلیں کاشت کر کے -/85روپے دیتا ہے اس کے مقابلے میں جنوبی پنجاب کے اندر لوگ جو زمین کاشت کرتے ہیں وہ اس کا بھی ٹیکس دیتے ہیں اور جو زمین وہ کاشت نہیں کرتے مگر فلیٹ ریٹ کی وجہ سے اس کا بھی انہیں ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ نتیجتاً یہ ہے کہ ساؤتھ میں غیر آباد ٹیلے، ٹبے اور صحراؤں کی وجہ سے ایک فرد اگر تین مربع اراضی کا کاشتکار ہے وہ 75ایکڑ ملکیت رکھتا ہے اور 5ایکڑ صرف کاشت کرتا ہے لیکن فلیٹ ریٹ کی لعنت کی وجہ سے اسے جو آبیانہ دینا پڑتا ہے کہ 75 ایکڑ پر ہی دینا پڑتا ہے۔ اس کے لئے سابقہ حکومت سے ہم نے تھل کینال کےcommand areaکے لئے یہrelief مانگا تھا اور گزشتہ حکومت نے ہمیں فلیٹ ریٹ کے اس ظلم کی وجہ سے آبیانے کے اندر چھوٹ دی تھی۔ ہم نے اپنیcoalition governmentکی دو سال پہلے اس طرف توجہ دلائی تھی لیکن سوا دو سال گزرنے

کے باوجود جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں پر یہ ظلم جاری ہے کہ 75 ایکڑ زمین کا مالک 5 ایکڑ کاشت کرے گا تو وہ آبیانہ 75 ایکڑ کا دینے پر مجبور کر دیا گیا ہے، یہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر: کیا یہ ادھر ہی ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اپر پنجاب میں جو دس ایکڑ کا مالک ہے اس کی ساری زمین زیر کاشت ہے، اپر پنجاب میں غیر آباد زمین نہیں ہے وہاں جس کی جتنی ملکیت ہے وہ اتنی زمین کاشت کرتا ہے اس سے اپر پنجاب کے کاشتکار کو فائدہ ہوا ہے کہ وہ کماد کے ایک ایکڑ کا تین سو روپیہ دیتا تھا اور آج وہ -/85 روپے دیتا ہے۔ جس کے پاس تین مربع زمین ہے وہ تین مربع زمین کاشت کرتا ہے جبکہ ساؤتھ میں ایسا نہیں ہے وہاں غیر آباد زمین زیادہ ہونے کی وجہ سے 75 ایکڑ کا کاشتکار پانچ، دس یا بیس ایکڑ کاشت کر رہا ہوتا ہے لیکن فلیٹ ریٹ کی وجہ سے وہ آبیانہ 75 ایکڑ کا دینے پر مجبور ہے۔

جناب سپیکر: کیا وہ چک بندی میں شامل ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ command area میں شامل ہے۔ پانی کی قلت کی وجہ سے وہ سارا رقبہ کاشت نہیں کر سکتا جس وجہ سے رقبہ غیر آباد ہے۔ اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کی دس میٹنگز ہوئی ہیں اور ان میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ مجھے آج یہ تسلیم کرتے ہوئے یقین کیجئے برا بھی لگتا ہے لیکن سابقہ حکومت کے سامنے جب ہم نے یہ بات رکھی تو انہوں نے ہماری اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے صرف جنوبی پنجاب کے اندر اس فلیٹ ریٹ میں کمی کی تھی۔ ہم نے اڑھائی سالوں سے یہ بات اپنی حکومت کے سامنے رکھی ہے اور اس پر دس میٹنگز ہوئی ہیں۔ میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ کلو صاحب، نوانی صاحب اس کمیٹی کے ممبر ہیں لیکن اس پر آج تک ایک فیصد بھی پیشرفت نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! آج میں ایک دوسرے ظلم کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سابقہ ایک آمرانہ حکومت کے تحت پرویز مشرف نے ارسا کے ممبران میں تبدیلی کی، اس سے پہلے ارسا کے ممبران میں ہر صوبے کا ایک ممبر ہوتا تھا اور ایک مرکز کا ممبر ہوتا تھا۔ اس ڈکٹیٹر نے اس ممبرشپ کو تبدیل کر کے سندھ کے دو ممبران کر دیئے اور تمام صوبوں کا ایک ایک ممبر کر دیا۔ اس سے ہمیں یہ نقصان ہوا کہ ارسا کے غلط فیصلے کی وجہ سے پنجاب کی نہروں کو پانی نہیں مل رہا اور جو پانی ہمیں ملتا ہے اس پر ایک

عجیب وغریب قسم کی پابندی لگادی جاتی ہے۔ارسا کے رولز میں یہ ہے کہ جتنا پانی جس صوبہ کو دیا جائے گا وہ اس پانی کو صوبہ خود تقسیم کرے گا لیکن ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سندھ اور بلوچستان نے پنجاب کے حکمرانوں پر ایک پابندی لگائی ہے کہ ارسا کے ذریعے جو پانی آپ کو ملتا ہے وہ ہم آپ کو فلاں نہر کھولنے کے لئے تو دے سکتے ہیں لیکن فلاں نہر کو کھولنے کے لئے نہیں دے سکتے۔دس ماہ سے سی جے لنک کینال بند ہے جو تمام ساؤتھ کو irrigate کرتی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ نے اچھے انداز میں ارسا کے فورم پر plead نہیں کیا وہ اس لئے کہ ارسا کے دو ممبران سندھ سے ایک ممبر بلوچستان سے اور بد قسمتی سے جو ممبر پنجاب کی طرف سے ہے وہ بھی لاہور کا رہنے والا ہے اور متاثرین جنوبی پنجاب سے ہیں۔وہ ہمارے دکھ کو کبھی نہیں جان سکتا کہ دس ماہ سے اگر سی جے لنک کینال بند ہو تو ساؤتھ کے کاشتکاروں کو اس سے کیا نقصان ہوگا؟

جناب سپیکر!میں وقت کے اختصار کی وجہ سے جنوبی پنجاب کی چند چیزوں کی طرف توجہ دلا کر اجازت چاہوں گا۔5.5۔ارب کا جنوبی پنجاب کے لئے پیکج کا اعلان کیا گیا آج پی اینڈ ڈی نے اس کا جو حشر کیا ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ 505 کروڑ روپے کا جنوبی پنجاب کے پیکج کے تحت200 کروڑ روپے کے منصوبے پاس کئے گئے اور اس میں صرف20 کروڑ روپے کی releases کی گئی ہیں۔بجٹ تخمینوں کا نام ہوتا ہے،allocations کا نام ہوتا ہے میں آج مطالبہ کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ کے اندر گزشتہ بجٹ کی releases کا چارٹ بھی پیش کیا جائے کہ ہم نے جو تخمینے دیئے تھے ان تخمینوں کے ساتھ گزشتہ سال کی releases یہ ہیں۔میں اس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ملک جہانزیب وارن نے کہا تھا کہ 18۔ارب روپیہ بہاولپور کو دیا گیا ہے۔اس کا حشر جو پی اینڈ ڈی نے کیا ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ 18۔ارب کے منصوبے ضرور پاس کئے گئے ہیں اور ان کو ongoing بھی کیا گیا ہے۔ہاں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن جب ان کی releases دیکھیں گے تو وہ تین یا چار فیصد سے آگے نہیں بڑھتیں اور اس کے مقابلے میں جب لاہور کے منصوبوں کو دیکھتے ہیں تو انہوں نے کیا کیا کہ ایک ایک منصوبے کی 13,13۔ارب روپے کی releases اور utilization آپ کو نظر آئے گی۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے حلقہ کے لئے دو ڈگری کالجز جو20 کروڑ روپے مالیت کے ہیں،

دو ٹیکنیکل سنٹر جو دس کروڑ کی مالیت کے ہیں۔ ہاں وہ منظور بھی ہوئے ہیں، پاس بھی ہوئے ہیں، ٹینڈر بھی لگے ہیں اور بننا بھی شروع ہو گئے ہیں لیکن پھر ایک وہی مضحکہ خیز بات یہاں آنے کو ہے کہ 20 کروڑ روپے کے منصوبے کے لئے مالی سال کے اندر کتنے پیسے دیئے گئے ہیں، صرف ایک کروڑ اسی رفتار سے اگر چلتے رہے تو انشاءاللہ دس سالوں میں میرے کالج مکمل ہو جائیں گے اور دس سالوں کے بجٹ کے اندر ہر بجٹ میں شمار کیا جائے گا کہ ہم نے مظفر گڑھ کو دو ڈگری کالج دیئے اور دو ڈگری کالجوں کی مالیت 20 کروڑ روپے تھی۔

جناب سپیکر! میں بڑے زور و شور سے مطالبہ کروں گا کہ آئندہ بجٹ کی کتاب کے اندر گزشتہ سال کی releases ضمنی بجٹ کی طرح لازماً پیش کی جائیں تاکہ یہ پتا چل سکے کہ کون سے area کو کیا دیا گیا۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا مطالبہ Provincial Financial Award سے متعلقہ ہے۔ اس ایوارڈ کے تحت تمام اضلاع کو لوکل گورنمنٹ کے تحت فنڈز دیئے جاتے ہیں اور اس کے فارمولے کے اندر پانچ اصول دیئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ:

> On the basis of population, on the basis of area, on the basis of backwardness, on the basis of tax return and on the basis of efficiency and utilization and utility.

پہلے چاروں نکات جنوبی پنجاب کو support کرتے ہیں لیکن آخری نکتہ چونکہ یہ تختِ لاہور کے حکمرانوں کے بس میں ہے کہ efficiency کیسے آئے گی؟ وہاں پر سرکاری ملازمین کی ہزاروں سیٹیں ایسی ہیں جن پر آپ posting ہی نہیں کریں گے۔ کئی سیٹوں پر لوگوں کی posting ہی نہیں کی جاتی جو کئی کئی سالوں تک خالی پڑی رہتی ہیں۔ جب releases نہیں دی جائیں گی تو آپ کا کیا خیال ہے کہ جنوبی پنجاب کے اندر ترقی ہو سکے گی؟ میں آپ سے ایک مطالبہ اور کروں گا کہ ہمارا کوٹا upper Punjab سے علیحدہ کر دیا جائے same اسی طرح جیسے سندھ میں rural Sindh اور upper Sindh کی طرح علیحدہ ہے اسی طرح ہمارا PMS and CSS کے اندر کوٹا الگ کیا جائے۔ میڈیکل کالجوں اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے اندر بھی کوٹا الگ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب! آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: اس کے علاوہ سول سیکر ٹریٹ کے اندر کوٹا الگ کیا جائے۔ اگر یہ کوٹے علیحدہ کر دیئے جائیں تو ممکن ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام کے حقوق انہیں مل سکتے ہیں ورنہ ہمارا وہی مطالبہ ہے کہ ہمارا صوبہ ہر صورت میں الگ کیا جائے۔ اس سے کسی چھوٹے مطالبے کو ہم نہیں مانیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں آخر پر سرائیکی کا ایک بند آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے سرائیکی وسیب کے Shakespeare اور سرائیکی وسیب کے اقبال فرماتے ہیں اور انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ:

میڈی زندگی وگڑیا دھاگا اے
ایکو تنڑدا وُنڑدا کوئی نئیں
میڈے ٹوٹے کر کے سٹ ڈیندن
ایتے کِن دا گُن دا کوئی نئیں
میاں ہر کوئی چُن دا کلیاں کوں
ڈھٹھے بُھل کوں چُن دا کوئی نئیں
ہن بس کر شاکر رووݨ دی
تیڈی دھاڑ کوں سُن دا کوئی نئیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! حسب روایت میں گوتم بدھ کے فلسفہ دکھ سے چند شعر عرض کروں گی۔

جناب سپیکر: ٹائم آپ کا دس منٹ ہے چاہے آپ شعروں میں گزار لیں، چاہے پڑھ کر گزار لیں چاہے، بول کر گزار لیں، آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!

میرے عزیزو! میری بات کو توجہ سے سننے والو
یہ زندہ رہنے کا، باقی رہنے کا شوق، یہ اہتمام دکھ ہے
سکوت دکھ ہے کہ کون اس کربِ عظیم کو سہہ سکا ہے
کلام دکھ ہے کہ کون اس دنیا میں کہہ سکا ہے
جو ماورائے کلام ہے، دکھ ہے،
یہ ہونا دکھ ہے، نہ ہونا دکھ ہے
ثبات دکھ ہے، دوام دکھ ہے،
میرے عزیزو! تمام دکھ ہے

جناب سپیکر! آج کے بجٹ کے لئے میں صرف یہ کہوں گی کہ واقعی جاذبِ نظر ہے کہ بڑا خوبصورت cover اور بڑی خوبصورت باتیں ہوئی ہیں لیکن exaggerated figures کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ ایسے figures کہ جس کے ساتھ ایک حلف نامہ ہونا چاہئے تھا کہ ایک ایک پیسا ادا بھی ہو گا۔ ان کے پاس اتنے پیسے ہی نہیں ہیں جتنا انہوں نے claim کیا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے ٹیکس فری بجٹ کہا ہے جو ایک عجیب و غریب اور کھوکھلا نعرہ ہے کیونکہ اگر آپ نے اپنا GST ایک فیصد بڑھا دیا ہے تو عوام کی جیب میں سے 40۔ارب روپے کا ڈاکا ڈال دیا ہے۔ 16 سے 17 فیصد پر GST لے جانے کو کیا آپ ٹیکس فری کہتے ہیں؟ 40۔ارب روپے عوام کی جیب پر ڈاکے کو ٹیکس فری کہتے ہیں اور اُس کے بعد یہ بھی کہہ دیا کہ VAT اس سے بہتر ہو گا۔ جب وہ آئے گا تو پھر ان کا یہ claim کرنا کہ اُس سے 12۔ارب عوام کی جیب سے نکلے گا یہ غلط بیانی ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ کم از کم 90۔ارب روپے اس ٹیکس کے زمرے میں لگائے جائیں گے۔ اسی طرح سیدھا سیدھا land registry کے حوالے سے زمیندار کی جیب پر ڈاکا ڈالا جا رہا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ وہ 80 فیصد عوام جو زمیندار ہیں ان

کی registry cost جس کو DC rate کہتے ہیں اب rural area کو urban area کے برابر لایا گیا ہے تاکہ جب کاشتکار رجسٹری کروانے جائے گا تو یہ بھی حکومت کے پاس 80فیصد tax pool میں جائے گا۔ غریب زمیندار جس کو facilitate کرنا اس agricultural Punjab کا فرض تھا بجائے اس کے کہ اسے facilitate کرتی بلکہ ٹیکس بڑھا دیئے ہیں۔ ہماری حکومت ساڑھے 12ایکڑ پر ٹیکس مفت کرتی رہی لیکن آپ کی حکومت نے اس طریقے سے 80فیصد عوام یعنی کسانوں کو tax pool میں گھسیٹا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے اور ممبران نے "شیر آیا، شیر آیا" کے نعروں سے استقبال کیا)

جناب سپیکر! ٹیکس کے نام پر ٹیکس کو وصول کرنے کے لئے زمیندار کے اوپر جو registry cost یا DC rate لگایا گیا ہے اُس سے صرف یہ ہو گا کہ 80فیصد زمیندار جس کو facilitate کرنا پنجاب کی حکومت کا فرض تھا کیونکہ یہ ایک زرعی صوبہ ہے لیکن اب یہ پیسا ان کی جیبوں میں سے ڈاکا ڈال کر نکالا جائے گا لہذا اس لفظ کو واپس لینا چاہئے کہ یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں بلکہ indirect ٹیکس حاصل کرنے والا بجٹ ہے جس کے بغیر صوبہ ویسے ہی بالکل دیوالیہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! NFC ایوارڈ میں گزشتہ اڑھائی برس کے بعد پنجاب غریب ہوتا نظر آیا ہے۔ اگرچہ اس میں بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے محترم شہباز شریف نے کہا کہ ہم نے اس میں قربانی دی ہے، میں اس چیز کو بھی سراہتی ہوں کہ انہوں نے چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھا لیکن جب یہ صوبہ خود اتنے crisis میں ہو اور اُس کے پاس اپنی کوئی income نہ ہو تو وہ بجٹ میں کتنا حصہ ڈال رہا ہے؟ اب آپ خود دیکھیں اور حساب لگائیں کہ بجٹ کی آمدن 548۔ارب روپے بتائی گئی ہے اور NFC ایوارڈ سے جو حصہ آئے گا وہ 434۔ارب ہو گا یعنی پنجاب کی income صرف اور صرف 114۔ارب دکھائی گئی ہے۔ یہ اس بات کا اقرار ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مجھے یہ بتایئے کہ 55فیصد آبادی ہونے کے باوجود NFC ایوارڈ کی کل رقم کی صرف چالیس فیصد ضروریات کو کیسے پورا کرے گی؟ میں یہ بات ببانگ دہل کہتی ہوں کہ اگر NFC ایوارڈ Federation سے آنے والے 434۔ارب روپے میں ذرا

بھی delay ہوئی یا یہ پیسے کم آئے تو یہ صوبہ بالکل ہی دیوالیہ ہو جائے گا۔ NFCایوارڈ میں ایک فارمولے کے تحت population کی بنیاد پر فنڈز distribute کئے گئے لیکن Provincial Formula of Distribution of Fundsیاprovincial Finance Awardکی کیا بنیاد ہے، کیا یہاں پر کوئی Provincial Award یا اس کی سفارشات ہیں؟ میں آپ کو اسی مئی کی statisticsکی مثال دیتی ہوں کہ 40۔ارب روپے NFC ایوارڈ سے آئے تھے۔ 22۔ارب روپے لاہور کو دیئے گئے اور 22 کروڑ روپے میرے خانیوال کو دیئے گئے۔ 22۔ارب اور 22 کروڑ روپوں کو اگر آپ نے آبادی کے تناسب سے بانٹا ہے تو80لاکھ آبادی لاہور کی ہے اور20لاکھ آبادی خانیوال کی ہے۔ اس حساب سے one is to fourکی ratioبنتی ہے۔ اگر آپ 40۔ارب روپے تقسیم کرتے ہیں تو پچھلے مہینے ساڑھے پانچ ارب روپے خانیوال کو ملنے چاہئیں تھے لیکن ساڑھے پانچ ارب روپے نہیں دیئے گئے اور صرف22 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ایک مہینہ کیا، پورے سال میں بھی اس طرح نہیں کریں گے، اسی طرح آپ ہر ضلع کا حساب لگا سکتے ہیں۔ ہر ضلع جو جنوبی پنجاب میں ہے اس کوLahore population versusلگا کر دیکھ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ کتنی زیادتی ہوئی ہے، پھر آپ کہتے ہیں کہ یہ غداری ہے اور جنوبی پنجاب قائم کرنے کی آواز بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر! میںutilization of fundsکے بارے میں آپ کو بتادوں کہ اس کی بار بار تفصیل دی جاچکی ہے لہٰذا میں اس میں نہیں جاؤں گی لیکن میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی یہاں موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کہیں نہ کہیںout of the boc methodologyلائیں۔ آج کل تو یہ رواج ہے کہ C&W کے جو procedures ہیں وہred tapism, ping pong inter-shunting of files between departmentsاور delay tacticsکا شکار ہے۔ اس میں ایک کمیشن مافیا موجود ہے۔ آپ جتنا بھی پیسا بھیجیں وہutilize صرف اس لئے نہیں ہوتا کیونکہ اسC&Wکے اندرhonestلوگ بھی موجود نہیں ہیں جیسا کہ فواد حسن فواد کو بھی ایک منٹ میں transfer کر دیا کیونکہ اس نے کوشش کی کہ اس میں honesty آئے۔ Consultancies, out sourcing, open market competitions and

لائی جائیں۔ آپ کو C&W کو out of the box لانا ہو گا، public private partnerships اس میں آپ کو نئی methodology بھی لانی ہو گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کے حوالے سے میرے پاس ایک چھوٹی سی لسٹ تھی لیکن اس میں بھی اگر آپ دیکھیں تو صحت کے فنڈ میں صرف اور صرف misquote کیا گیا ہے کہ 52 فیصد بڑھایا ہے۔ 52 فیصد نہیں بلکہ صرف 16 فیصد بڑھا ہے اس لئے کہ 12۔ارب روپے سے 14۔ارب روپے تک آپ calculate کریں تو 16 فیصد بنتا ہے لیکن 9۔ارب روپے یا 7۔ارب روپے اگر آپ کے پاس بچ گئے تھے تو اس سے calculate کر کے اس کو 52 فیصد کیسے لکھ دیا؟ میں اس حوالے سے یہ کہوں گی کہ بنگلہ دیش کو donor friendly اسے 22 percent donors friendly provinces province کہیں، لوگوں کو صوبے میں بلائیں کہ ہمارے صحت کے problems ہیں۔ بنگلہ دیش 22 فیصد لوگوں سے لیتا ہے، بھارت 14 فیصد لیتا ہے لیکن پاکستان صرف دو فیصد لیتا ہے۔ جب تک صحت کے حوالے سے آپ بجٹ میں donor friendly policies اور donor friendly agencies کو دعوت نہیں دیں گے یہ مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو سکتا۔ میں دوبارہ آپ سے یہی کہوں گی کہ آپ اس طرف توجہ دیں۔ میں اپنی تجاویز وزیر خزانہ صاحب کو تحریری طور پر submit کروں گی کہ کس طرح School Health Nutrition Supervisor کو permanent کیا جائے یا loans کو کس طرح lay off کیا جائے یا ہسپتال کو کیسے کیا جائے؟

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہاں موجودگی میں یہ point out کرنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے لوگوں کو دو سال سے زکوٰۃ فنڈ کی مد میں پیسے نہیں ملے۔ خدارا جس حکومت نے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو اس سے کس طرح برکت پڑے گی؟ ہم سب کی طرف سے آپ کو درخواست ہے کہ دو سال سے بیت المال اور زکوٰۃ کے پیسے پنجاب کے غریب عوام کو نہیں ملے اس طرف توجہ فرمائیں اور امسال سمیت تین سال کی واجب الاداز کوٰۃ غریب لوگوں کو دیں اور ان سے دعائیں لیں۔ خدا آپ کی اس حکومت میں اور اس وقت میں ضرور برکت ڈالے گا۔ شکریہ

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! جب یہ معزز ایوان اپنی بجٹ کی ساری کارروائی کو مکمل کرے گا تو میں اپنی چند معروضات آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اس معزز

ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ میری بہن نے لاہور کے حوالے سے 22۔ارب روپے کی figure دی تو میں ان facts پر روشنی ڈالوں گا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے بنائی گئی بوگی کے غبارے سے مکمل طور پر ہوا نکالی جاچکی ہے۔ معزز وزیر خزانہ اور معزز ممبران نے اس پر facts کی بنیاد پر بات کی ہے لیکن لاہور کے حوالے سے میں آپ کے توسط سے اپنی بہن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں ان کے facts اس ایوان میں لے آؤں گا۔ پچھلی حکومت کے دور میں رنگ روڈ کے حوالے سے جو الائنمنٹ change کی گئی اور خاص طور پر مشرقی الائنمنٹ کو شہر کے اندر لایا گیا۔ میں بغیر کسی point scoring اور الزام تراشی کے عرض کروں گا کہ دنیا بھر میں یہ established فلسفہ ہے کہ شہروں کے گرد رنگ روڈ بنتے ہیں تو اس کا خیال کیا جاتا ہے کہ جال شہر سے باہر ہو تا کہ آئندہ کے لئے expansion اور ضروریات پوری کر سکے نہ کہ شہر کے اندر اس کو لایا جائے۔ رنگ روڈ کی الائنمنٹ 1980 یا 1990 کی دہائی میں یا ہمارے پچھلے دور میں بنائی گئی تھی مگر اس کو شہر کے اندر لایا گیا حتیٰ کہ فیروز پور روڈ کو اس کا dividing line بنادیا گیا۔ کبھی رنگ روڈ شہر کے اندر بنتے ہیں، اس سے میں یہ آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں اور اپنی بہن کی خدمت میں عرض کردوں کہ کئی زمینوں کی قیمتوں میں اضافہ کر کے ان کے کاروبار کو فروغ دیا گیا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں یہ بات facts کی بنیاد پر کر رہا ہوں اور میں انشاءاللہ یہ ایوان میں پیش کروں گا کہ اگر وہ original الائنمنٹ ہوتی تو اس صوبہ کے اربوں روپے بچائے جاسکتے تھے۔ رنگ روڈ تو نہ بنا لیکن زمینوں کے کاروبار میں اربوں روپے خُورد بُرد ہو گئے اور یہی وجہ ہے میری بہن کہ لاہور کو طعنہ زن کیا جاتا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس بجٹ پر بحث کے موقع پر اتنا متوازن، خوبصورت، عوام دوست، ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میری مراد خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور صوبہ پنجاب کے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم میری مراد سیکرٹری خزانہ، ان کے رفقائے کار، Planning and Development Department کو

مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس موقع پر میں اپنے دوستوں اور ان ناقدین کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ موجودہ بجٹ ایک عوام دوست بجٹ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں Education, Poverty Health, alleviationاور دیگر تمام social sectorsمیں allocationکو بڑھایا گیا ہے۔ اگر آپ Educationکو دیکھ لیں، زراعت کو دیکھ لیں، Irrigationکو دیکھ لیں، Healthکو دیکھ لیں، Livestock کو دیکھ لیں بلکہ میری مراد تو یہ ہو گی کہ زندگی کے تمام شعبہ جات کو دیکھ لیں، فنڈز کو بڑھایا گیا ہے اور ان میں transparencyکے عمل کو ترجیح دی گئی ہے تو میں 580 روپے سے زائد حجم کے صوبائی بجٹ کو پیش کرنے پر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب، اپنے وزیر خزانہ پنجاب کو دوبارہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں باقی تمام departments اور تمام special initiativesجو میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے لئے گئے ہیں یا ان کی ٹیم کی طرف سے لئے گئے ہیں جن پر میرے تمام دوستوں نے اس کے حق اور مخالفت میں اپنے دلائل دیئے لیکن میں صرف اور صرف چند منٹوں میں ایک ہی چیز پر بحث کرنے کے لئے جناب سپیکر کی اجازت چاہوں گا جس پر میرے کچھ دوستوں اور اس صوبہ کے کچھ ناقدین کو بڑا شدید اعتراض ہے۔ مجھے پتا ہے کہ انہیں یہ اعتراض کیوں ہے۔ یہ اعتراض انہیں اس لئے ہے کہ یہ پروگرام اور یہ سکیم صرف اور صرف غریبوں کے لئے ہے اور یہ اس صوبہ کے غریبوں کے لئے سکیم ہے اس لئے میرے دوستوں کو اس پر بہت problemہوتی ہے اور بہت اعتراض ہوتا ہے کیونکہ میرے قائد اور اس صوبے کے چیف ایگزیکٹو نے تاریخ پاکستان کی سیاست میں پہلی دفعہ صوبہ کے وسائل کا منہ براہ راست غریبوں کی طرف موڑ دیا ہے اس لئے انہیں problemہوتی ہے اور انہیں ایسے جھوٹے الزام لگانے سے پہلے سوچنا چاہئے اور اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ Asian Development کی 2000 سے لے کر 2005 تک کی رپورٹ جو 2006 میں شائع ہوئی اس میں یہ بات بڑی واضح تھی کہ گورنمنٹ اور سول سوسائٹی نے غربت مکاؤ اقدامات کئے۔ اس میں سب سے کم فائدہ صوبہ پنجاب کی عوام کو پہنچا اور وہ رپورٹ صفحہ مثل پر آج موجود ہے تو اسی لئے میرے قائد نے صوبہ پنجاب کی عوام کی غربت مکاؤ پروگرام کے لئے یہ پہلا اقدام اٹھایا جس کا فائدہ directغریب عوام کو ہوتا ہے۔ میرے دوستوں کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ یکم مئی کو ہمارے ایک

فیڈرل منسٹر جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے، جنہوں نے لاہور میں میڈیا میں بات کرتے ہوئے کہا جن کا نام سینیٹر وقار احمد خان ہے جو Minister for Investment ہیں انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ سستی روٹی سکیم بہت اچھی سکیم ہے اور اس سکیم کو باقی تین صوبوں کو بھی شروع کرنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر میرے کسی دوست کو وہ خبر چاہئے تو وہ The Nation کی خبر ہے یہ ملاحظہ فرمالیں۔ میری بات کو تقویت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یکم جنوری 2010 کو Provincial Coordination Committee کی میٹنگ میں (ق) لیگ کے ایک رکن قومی اسمبلی شیخ وقاص اکرم نے یہ فائنل سٹیٹمنٹ دی کہ سستی روٹی سکیم بہت اچھی سکیم ہے اور اس کو باقی تین صوبوں کو بھی شروع کرنا چاہئے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ سکیم ہے جس کو ہمارے دوست مانتے بھی ہیں، recommend بھی کرتے ہیں لیکن جب ان کو اس کی افادیت کا علم ہوتا ہے، جب ان کو یہ پتا چلتا ہے کہ ہم نے تو گزشتہ پانچ سال کسی غریب کا نہ سوچا۔ ہماری حکومت براہ راست غریبوں کا سوچ رہی ہے اور غریبوں کو فائدہ ہو رہا ہے تو اس پر ان کو problem ہوتی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ جس طرح ہمارے ناقدین نے یہ الزام لگایا کہ یہ سکیم rural areas کے لئے نہیں ہے یہ صرف urban areas کے لئے ہے تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ اس رپورٹ میں تمام صوبہ میں سستی روٹی کے لئے تنور کھولے گئے ہیں جس میں ڈی.جی خان، رحیم یار خان، راجن پور، اٹک سرگودھا، لیہ، بہاولنگر اور تمام اضلاع میں۔۔۔

**معزز ممبران حزب اختلاف:** کتنے کتنے تنور کھولے گئے ہیں؟

**جناب سپیکر:** نہیں، No cross talk, No cross talk

**چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں چیلنج سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں آبادی سے کم تنور کھولے گئے ہیں، یہ ایک جھوٹا الزام ہے۔ آپ آبادی کی تعداد اور تنوروں کی تعداد کا تناسب منگوا کر ملاحظہ فرمالیں۔ آبادی کے تناسب سے جتنے تنور لاہور میں چاہئیں تھے ان سے کم ہیں۔ یہ میں چیلنج سے کہتا ہوں اور جتنے تنور ڈی.جی خان، راجن پور، رحیم یار خان، اٹک، لیہ، بہاولنگر اور بہاولپور میں ہیں ان کی تعداد آبادی کے مطابق ہے۔ لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد ان میں آبادی کے مطابق تعداد نہ ہے۔ اب ہم اس میں دوبارہ review کرنے جا رہے ہیں۔ اب ہم آٹا دینے کی بجائے direct

تنور مالک کے اکاؤنٹ میں cash دیں گے۔ ہم اپنے ناقدین کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ یہ جھوٹے الزام تراشی کرنے کی بجائے آئیں اور ہمیں بتائیں کہ کہاں غلط کام ہو رہا ہے، ہم جہاں بہتر سمجھیں گے اور جہاں کوئی گڑبڑ ہو گی اسے ٹھیک کریں گے۔ آئیں ہمارے ساتھ مل کر transparency کو ترویج دیں نہ کہ جھوٹے الزام لگائیں۔ جیسا کہ میرے قائد نے کہا کہ کہیں اگر بجلی چوری ہو گی، گیس چوری ہو گی یا پانی چوری ہو گا تو کیا بجلی روک دی جائے گی، گیس روک دی جائے گی یا پانی روک دیا جائے گا؟ نہیں، نہیں، نہیں بلکہ اس میں transparency کے عمل کو دہرایا جائے گا۔ میں انہی گزارشات کے ساتھ اجازت لوں گا اور آخر میں ایک شعر عرض ہے کہ:

اپنا شیوہ ہے کہ جلاتے ہیں اندھیروں میں چراغ
ان کی سازش ہے کہ زمانے میں یونہی رات رہے

**جناب سپیکر:** آپ کا بہت شکریہ

**محترمہ ثمینہ خاور حیات:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**محترمہ ثمینہ خاور حیات:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے ابھی جو بات کی ہے جو انہوں نے اخبار سے سینیٹر وقار کی سٹیٹمنٹ پڑھ دی ہے کیا یہ آپ کو بتانا پسند کریں گے کہ 26۔ اپریل سے لے کر 26۔ مئی تک پنجاب میں کتنی خودکشیاں ہوئی ہیں؟ اس کی ratio نکالی گئی ہے وہ 280 لوگ ہیں، کیا یہ House میں وہ سٹیٹمنٹ بتانا پسند کریں گے کہ ان خودکشیوں کا ذمہ دار کون ہے؟ وقار کی سٹیٹمنٹ تو ان کو یاد ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔order in the House منڈ اصاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں آپ سے اور معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے دونوں طرف کے معزز اراکین سے یہ گزارش ہے کہ یہ جواب الجواب کا اگر سلسلہ شروع ہو گا تو قائد ایوان نے ایک exception لی اسی طرح سے قائد حزب اختلاف بھی کسی موقع پر exception لے سکتے ہیں لیکن اگر ہم اسی طرح سے جس طرح سے تین دن بہت سے ہمارے حزب اختلاف کے اراکین نے بہت سی باتیں کیں جن کا جواب اسی وقت دیا جا سکتا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب الجواب کا اگر سلسلہ شروع ہو جائے گا تو پھر ایوان کا ماحول اور decorum قائم نہیں رہے گا۔ جب ان کی طرف سے کوئی دوست بات کرے اور اگر وہ اس وقت جواب دینا چاہے تو وہ دے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک مقرر کے بعد دوسرے مقرر کو دعوت ملنی چاہئے اور پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب بات کی جائے تو چیئر کو مخاطب کر کے کی جائے، ہماری طرف اشارے کر کے بات نہ کی جائے۔ اگر کوئی ہم سے مخاطب ہو کر بات کرے گا تو پھر ہم بھی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب منڈا صاحب بول رہے تھے تو وہ مجھے ہی address کر رہے تھے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں آپ کو اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا، آپ تشریف رکھیں۔ ایسا نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل بھی جو ہوا وہ آپ کے علم میں ہے کہ انہوں نے کس طرح مجھے روکا۔ آج میں صرف محترم وزیر اعلیٰ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صرف دو منٹ لوں گا جو کہ بہت ضروری ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔۔۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کو خاموش کرا لیں ورنہ میں آج اس عورت کی وہ حقیقت بتاؤں گا جو آپ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ مجھے address کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آج اس عورت کی حقیقت بتاؤں گا کہ یہ اصل میں کیا چیز ہے؟ آج آپ میرا مائیک نہیں روکیں گے، میں نے کل بھی اس کو برداشت کیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں، آپ ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف کے دور میں، میں 93-1992 میں پاکستان کا distributor تھا۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

شیخ علاؤالدین: میاں نواز شریف نے جس طرح اس کے خاندان کو فائدہ پہنچایا۔۔۔(شور وغل)

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف پوائنٹ آف آرڈر پر آیا ہوں۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اپنی تقریر کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ House کو آپ نے چلانا ہے یا میں نے چلانا ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

**شیخ علاؤالدین:** یہ اپنے ساتھیوں کو بتاتی ہے کہ میں بڑی گاڑی میں آئی ہوں۔ یہ ان کو بھی پریشان کرتی ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** نہیں۔ اچھا پھر آپ کی مرضی ہے، آپ کی مرضی ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔۔۔(شور وغل)

**معزز خواتین ممبران حزب اختلاف:** لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! میں لگژری ٹیکس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور عوام کے فائدے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے؟

**جناب سپیکر:** جی، آپ ایسے بات نہ کریں۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! 5۔ارب روپے کا لگژری ٹیکس پر سالانہ نقصان ہو رہا ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں گے، آپ تشریف رکھیں گے؟

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! آپ مجھے کیوں نہیں بات کرنے دیتے؟

**جناب سپیکر:** شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں ورنہ میں کچھ اور کرنے والا ہوں، میں آپ کو بتا دوں۔

**شیخ علاؤالدین:** کیا آپ مجھے باہر پھینکوا دیں گے؟

**جناب سپیکر:** شیخ صاحب! میری بات سنیں، آپ اس معزز ایوان کا کچھ احساس کریں، آپ کی مہربانی ہے۔۔۔

**معزز خواتین ممبران حزب اختلاف:** لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ میاں رفیق صاحب!

**محترمہ ساجدہ میر:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** نہیں، No, point of order آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک نہیں کھولنا۔ میاں رفیق صاحب!۔۔۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں نے ان کو floor دے دیا ہے۔ جی، میاں رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں روایتی طور پر اس بجٹ کو متوازن بھی قرار دیتا ہوں، pro people بھی قرار دیتا ہوں، pro poor اور ٹیکس فری بھی قرار دیتا ہوں جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision اور ان کی ٹیم اور وزیر خزانہ کی ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپوزیشن کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا جواب دوں گا۔ ایک الزام تو انہوں نے یہ لگایا تھا کہ یہ اعداد و شمار کا مجموعہ ہے اور اس کے ثمرات عوام تک نہیں پہنچیں گے اس کے جواب میں میرا جواب یہ ہے کہ پرویز مشرف کی hatchery میں جو مافیا پیدا کیا گیا وہ مافیا تھا کرپشن مافیا، کمیشن مافیا اور مہنگائی مافیا تھا اور وہ مافیا یقیناً اس بجٹ کے ثمرات ممکن ہے نہ پہنچنے دے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ پچھلی حکومت کے دور میں یہ باب پاکستان کے لئے اٹلی سے 96 کروڑ روپے کا سنگ مرمر درآمد کرنے پر ایک زر کثیر خرچ کیا تھا جس کو وزیر اعلیٰ صاحب نے آکر اس منصوبہ کا جائزہ لیا اور اس کے بعد اسے روک کر زر مبادلہ بچایا اور ملکی وسائل سے ایک چوتھائی میں باب پاکستان کو مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے جس کے لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو کہ قومی وسائل میں بچت کی ایک نادر مثال ہے، اس کے بعد انہوں نے اپنے سیکرٹریٹ کا بجٹ بھی 25 فیصد کم کیا ہے اور وزراء کی تنخواؤں میں بھی 25 فیصد کمی کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ادھر سے زراعت، آبپاشی اور خوراک کے حوالے سے بھی الزام آیا ہے لیکن زراعت اور خوراک کے حوالے سے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ 67 لاکھ ٹن گندم ابھی تک موجود ہے اور پھر زراعت ہماری آبپاشی کے ساتھ جُڑی ہوئی ہے اور آبپاشی کے سلسلے میں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 12۔اکتوبر 1996 سے پہلے جب نواز شریف صاحب مرکزی حکومت میں وزیر اعظم تھے تو واجپائی کو یہاں پر بلایا گیا، انہوں نے مینار پاکستان آکر پاکستان کو تسلیم کیا، اپنے تاثرات ریکارڈ کئے اور ایک اکارڈ تیار ہوا جس میں کشمیر اور دریائی پانیوں کا مسئلہ حل ہو جانا تھا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ برداشت نہیں کیا کہ یہ اکارڈ تسلیم ہو جائے اور 12۔اکتوبر 1999 کو ایک غیر قانونی قبضہ کے ذریعے پرویز مشرف

تشریف لے آئے اور اس کے بعد ہمارے پاکستان کے تینوں دریا جہلم، چناب اور سندھ ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے کہ ہم تو ان پر ڈیم بنا نہیں سکتے، جو آج کالا باغ ڈیم بنانے کا شور مچاتے ہیں اپنے وقت میں تو بنا نہیں سکے اور ہندوستان کے حوالے کر دیئے کہ بھئی! آپ ان پر ڈیم بنالو۔ انہوں نے بگلیہاڑ ڈیم، کشن گنگا ڈیم اور سندھ سے tunnel کے ذریعے پانی لا کر بھی ڈیم بنا رہے ہیں اس طرح پاکستان کو بنجر کرنے کی یہ ایک سازش ہے اور یہ سازش پرویز مشرف کی hatchery میں تیار ہوئی اور پیدا ہونی والی قیادت کے اندر انہوں نے ان کو ثابت کیا اور approve کیا، یہ تینوں دریا ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر! یہ تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں اور تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی ہے اس میں نئے سکولوں، نئے کالجوں، نئے ہسپتالوں اور نئے ٹیچنگ ہسپتال کا اجراء اور اس کے علاوہ بڑی بات جو میں اپوزیشن اور ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ سب کو معلوم ہو گا کہ چیف منسٹر صاحب نے اس ایوان اور پارلیمانی پارٹی کے اجلاس کے اندر یہ اعلان کیا تھا کہ تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوں گی اور ایجوکیٹر کی جتنی بھرتیاں بھی ہوئی ہیں وہ میرٹ پر ہوئی ہیں لیکن ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر اس میں کچھ بدانتظامی ہوئی اور وہاں کے ڈی سی او صاحب کا کچھ کردار شامل ہے کہ انہوں نے مجھے بروقت اطلاع دی اور میں چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لایا۔ چیف منسٹر صاحب نے انکوائری کروائی تو ان لوگوں کو جیل جانا پڑا۔ EDO اور باقی لوگوں کو جیل جانا پڑا، جنہوں نے اس میں بدانتظامی کی تھی اور میرٹ پر بھرتیاں نہیں کی تھیں اور دوبارہ دو دو، تین تین بار بار اس کو circularize کر کے میرٹ پر بھرتیاں کی گئی ہیں، یہ ایک سنہری کارنامہ ہے۔ آپ کے سامنے اور آپ کے توسط سے میں اپوزیشن کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ان کے دور حکومت میں ایجوکیٹر کی بھرتی کے لئے کوٹے مقرر ہوئے۔ استاد اور استانیاں کوٹا پر بھرتی کی گئیں، نالائق ٹیچرز اور نالائق استاد بھرتی کئے گئے جن کو درخواست بھی لکھنا نہیں آتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح سے Prosecution میں جو Prosecutors بھرتی کئے گئے وہ بھی کوٹے پر بھرتی کئے گئے اور وہ لوگ بجائے عدالتوں میں Prosecution کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنے مخالفوں کے ساتھ وہ انتقام لے رہے ہیں جو (ق) لیگ کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ تھے۔

جناب سپیکر! TEVTA کے حوالے سے بھی میں بات کروں گا کہ اس پر بھی اعتراض ہوئے اور TEVTA کے ذریعے سارے پنجاب کے اندر جال پھیلایا گیا تاکہ غریبوں کے بچے فنی تعلیم حاصل کر سکیں اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ پچھلے ہی دور میں جب قانون اور قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں TEVTA کا جو چیئرمین مقرر کیا گیا وہ (ق) لیگ کا شکست خوردہ امیدوار تھا جس نے (ق) لیگ کے students کو داخلہ دیا اور انہی کو انہوں نے کامیاب کروایا۔ اب ان کا اعتراض دانش سکولوں پر ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چیف منسٹر صاحب کا سب سے بڑا انقلابی قدم ہے۔ کم وسائل والے لوگوں کی طرف وسائل کا موڑنا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جتنی ہماری elite class ہے، جتنی ہماری بیوروکریسی ہے یہ ان کے لئے تکلیف دہ ہے۔ ان کو یہ تکلیف ہے کہ غریبوں کے بچے ان دانش سکولوں میں پڑھ کر ان کے برابر آجائیں گے۔ جیسے یہ کنیئرڈ کالج ہے، جیسے یہ ایچی سن کالج ہے ان کے معیار پر یہ لوگ تعلیم حاصل کر کے ان کی جگہ لے لیں گے۔ ان کو صرف یہی مروڑ ہے یہی تکلیف ہے۔ غریب بچوں کے لئے یہ نادر موقع ہے کہ وہ بھی انہی کالجوں اور انہی سکولوں کے برابر تعلیم حاصل کر کے بیوروکریسی میں آسکیں، سی ایس ایس کا امتحان دے کر آسکیں، انجینئر بن سکیں، ڈاکٹر بن سکیں یا حکومتوں کے اندر آسکیں اور یہاں پر خواجہ سلمان صاحب نے اپنی ایک تقریر میں یہ بات کہی تھی اور فیض صاحب کے شعر کہے تھے اور میرے ایک دوست نے طبقاتی نمائندگی کے حوالے سے بھی یہاں پر بات کی تھی تو میں ان کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ آنے والے وقت میں وہ نوے فیصد لوگ جو محروم ہیں ان میں سے پچھتر فیصد دیہاتوں میں آباد ہیں، مزدور ہیں، چھوٹا کاشتکار ہے، باقی مزدور ہیں یہ نوے فیصد لوگ ہیں جو کہ اقتدار سے بھی محروم ہیں، اختیارات سے بھی محروم ہیں۔ آنے والے وقت میں، انہی دانش سکولوں کے ذریعے اور انہی تعلیمی اداروں کے ذریعے ان تک شعور اور آگاہی پہنچ رہی ہے۔ وہ وقت قریب آرہا ہے جب وہ بھیک نہیں مانگیں گے بلکہ حق حکمرانی مانگیں گے۔ بس مجھے ایک شعر پڑھنے کی اجازت دے دیجئے۔

اب سوچ کا محور بھی بدلنا ہو گا، اب نظام زر بدلنا ہو گا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بھی، بادشاہ کا سر بدلنا ہو گا

شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ ابھی سی ایم صاحب کے پاس آئی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ مجھے آپ کے اقدامات بہت پسند ہیں اور میرا پورا خاندان آپ کے ساتھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں۔ اچھے انسانوں کی آپ قدر کیا کریں۔ میں نے ادھر floor دیا ہوا ہے۔ جی۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے یقیناً بڑے اچھے الفاظ میں اور بڑے اچھے انداز میں تیسری دفعہ یہ بجٹ پیش کیا ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ہمیشہ کی طرح اربوں اور کھربوں کی باتیں کی گئی ہیں لیکن وہ ارب اور کھرب کہاں گئے کوئی پتا نہیں۔ حکومت کا کوئی منصوبہ بھی مکمل نہیں ہو سکا۔ کسی منصوبے میں، کسی کام میں کوئی vision نظر نہیں آتا۔ ہر دفعہ نئے targets کا آغاز کرتے ہیں، ہر دفعہ نئے target fix کرتے ہیں اور پھر اگلی دفعہ ایک نیا محاذ کھول لیا جاتا ہے۔ Budget utilization کے حوالے سے اس حکومت کے اداروں کی کارکردگی انتہائی غیر تسلی بخش ہے جیسے اس دفعہ بجٹ میں ڈویلپمنٹ فنڈ کا استعمال 43 فیصد ہوا تو آپ اسی سے اندازہ لگا لیں کہ بجٹ کی جو utilization ہے اس کا کیا حال ہے؟ میں یہاں پر یہ بھی کہوں گی کہ اس صوبہ کی یا اس گورنمنٹ کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب یہ گورنمنٹ میں آئے تو انہوں نے جمہوریت کے نعرے لگائے، بڑا واویلا کیا، ڈیموکریسی کے اداروں کو مضبوط کرنے کی بات کی گئی اور میثاق جمہوریت پر بھی جب sign ہوئے تو اس میں سب سے پہلے یہ کہا گیا کہ جمہوریت کو بحال کریں گے، اداروں کو مضبوط کریں گے لیکن آج یہ حال ہے کہ سرکاری ملازمین پر انحصار کیا گیا ہے اور ایک International Transparency Report کے مطابق Administrators کی تقرری کے بعد بلدیاتی اداروں میں corruption زیادہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایجوکیشن کے حوالے سے یہ بتانا چاہوں گی کہ وزیر خزانہ صاحب نے وزیر اعلیٰ کے ایماء پر 16۔جون 2008 کو کسی مغربی مفکر کے حوالے سے یہ فرمایا جس کا نام انہوں نے آج تک نہیں بتایا، اس مفکر کے قول کے مطابق "جس قوم کی لائبریریوں اور لیبارٹریوں کی بتیاں روشن رہتی ہیں وہ قوم کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔" تو میں حکومت کے ذمہ داران سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کہاں ہیں وہ لائبریریاں اور کہاں انہوں نے وہ بتیاں روشن کی ہیں؟ میری اطلاع کے مطابق صوبہ کے 28ہزار423 سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ تیس ہزار چھ سو چار سکولوں میں سیوریج سسٹم نہیں ہے۔ سولہ ہزار آٹھ سو تین سکولوں میں واش رومز نہیں ہیں۔ اس وقت پنجاب دہشتگردی کے خوف کے سائے میں ہے اور وہ دہشتگرد عبادت گاہوں اور تعلیمی اداروں کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں لیکن سرکاری سکولوں کا یہ عالم ہے کہ یہاں پر تقریباً سولہ ہزار سرکاری سکول گیٹ سے محروم ہیں اور تین ہزار چوکیداروں کی اسامیاں خالی ہیں۔ نو ہزار آٹھ سو چالیس سکول پینے کے پانی کی سہولت سے محروم ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ صوبہ میں علمی انقلاب لانے کی باتیں ہو رہی ہیں اور آج کی تاریخ تک صوبہ پنجاب کے سرکاری اداروں میں پچیس ہزار اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ تین دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپیہ، جبکہ تریسٹھ ہزار سکولوں کے لئے 4۔ارب روپے۔ تین دن سے اخبار میں اکیس colleges کو ٹھیکے پر دینے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ ہم اپنے عوام کے بچوں کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ ہم اربوں روپے چند سکولوں پر لگا رہے ہیں اور ایک طرف colleges کو ٹھیکے پر دے رہے ہیں۔ ویسے تو یہ آدھا صوبہ ٹھیکہ پر ہی چل رہا ہے، کچھ مشیر بھی ٹھیکوں پر ہیں اور task forces بھی ٹھیکوں پر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو غریب بچے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کا مستقبل خراب کرنے کی بجائے اس صوبہ کو ٹھیکے پر دے دیا جائے تو شاید یہ بچ جائے۔ گزشتہ اڑھائی سالوں میں لائبریریوں کی بتیاں روشن کرنے والی حکومت نے کسی سرکاری سکول میں لائبریری نہیں بنائی ہے اسی لئے دانشور کہتے ہیں کہ "پہلے تولو پھر بولو"۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اٹھارہویں ترمیم کے حوالے سے جس کے تحت آپ نے بھی حلف لیا ہے اور بلدیاتی اداروں کے الیکشن جو ہیں وہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کروائے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ 2کروڑ 38لاکھ روپے کس کھاتے میں رکھے گئے ہیں؟ جب الیکشن اتھارٹی کا کوئی کردار ہی نہیں رہا تو پھر پیسے کھانے کا یہ کوئی نیا منصوبہ ہے؟ یہ مقروض صوبہ کے ساتھ سراسر زیادتی

ہے۔ میں یہاں پر ذکر کروں گی cottage industry میں 60 to 70 percent economy کا بہت بڑا contribution ہے اور یہ غریب کی انڈسٹری ہے جس کا اس بجٹ میں کہیں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ یہ بہت زیادتی ہے کہ مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، crime rate بڑھ رہا ہے، جرائم بڑھ رہے ہیں لیکن میں لاہور کی بات کرتی ہوں جہاں پر good governance کی مثال دی جاتی ہے۔ اس لاہور شہر میں کتوں بلیوں کا گوشت کھلایا جارہا ہے اور یہاں پر یہ حال ہے کہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ایک فیملی ہسپتال میں گئی تو اسے دھکے دے کر ہسپتال سے باہر پھینکوا دیا گیا۔ یہ good governance ہے؟ اسی لاہور میں غربت کے خاتمے کی باتیں ہو رہی ہیں، غریب کو انصاف دلانے کی باتیں ہو رہی ہیں، کاشتکار مر رہا ہے مگر غریب کے لئے سستی روٹی مہیا کی جا رہی ہے۔ اس پنجاب کے دل لاہور میں جب بجٹ پیش کیا گیا تو پوری بجٹ تقریر میں industry cottage کے لئے ایک لفظ نہیں بولا گیا حالانکہ یہ ایک غریب کی انڈسٹری ہے اور اس کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ہیلتھ کے حوالے سے بات کروں گی کہ دل کے مریض کوئٹہ میں بھی ہیں، پنڈی میں بھی ہیں، لیہ میں بھی ہیں بھکر میں بھی ہیں، یہ مرض ہر جگہ پر ہے تو مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ جب راولپنڈی میں پہلے ہی cardiology Hospital موجود ہے تو یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ وہاں پر ایک اور Cardiac Centre بنایا جائے۔ ایک طرف تو ہم جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات کرتے ہیں، میں بڑا appreciate کروں گی کہ یہاں پر ہمارے treasury benches کے بھائی احسان الحق نولاٹیا صاحب نے بھی اس چیز کو support کیا ہے اور جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کیا ہے بلکہ ہمارے بہت سے treasury benches کے بھائیوں نے اس چیز کو support کیا ہے۔ ہم ایک طرف تو ان کی محرومیوں کی بات کرتے ہیں اور یہی ہسپتال ہم ڈیرہ غازی خان میں بھی بنا سکتے تھے، یہی ہسپتال ہم لیہ میں بھی بنا سکتے تھے اور یہی ہسپتال ہم بھکر میں بھی بنا سکتے تھے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ یہاں پر دوبارہ ایک ہسپتال بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟ چونکہ میرا تعلق گجرات سے ہے اور اس حوالے سے میں کہوں گی کہ وزیر آباد کا جو Cardiac Centre ہے اس کی بلڈنگ موجود ہے صرف اس کو functional ہونے کی ضرورت ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس کو functional کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا اس سے گجرات کے لوگ مستفید ہو جائیں گے

اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر نہیں بنایا گیا۔میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں کہا تھا اور میری موجودہ حکومت سے یہ گزارش ہے کہ گجرات صوبہ پنجاب کا حصہ ہے وہاں بھی پنجاب کی عوام رہتی ہے اس لئے مہربانی فرما کر ان کے ساتھ اس طرح کی زیادتیاں نہ کی جائیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر بیرونی قرضوں کے متعلق ذکر کروں گی کہ 10-2009 اور11-2010 میں جو قرضے لئے گئے اور جتنا ہم نے ان کا سود ادا کیا، پچھلے دو تین دن سے ہم نے یہاں این ایف سی ایوارڈ کا بہت ذکر کیا ہے اور اس کے share کی بڑی باتیں ہو رہی ہیں۔میرا خیال یہ ہے بلکہ facts and figures کے مطابق این ایف سی ایوارڈ کا جو ہمیں share ملے گا اور اس سے تو ہم سارا قرضہ ہی ادا کر دیں گے اور ہمارے ہاتھ خالی کے خالی ہوں گے۔مہربانی کریں اور ایسی چیزوں پر غور کریں جس سے ہمیں آئندہ future میں کوئی فائدہ ہو اور ہم آگے کی طرف بڑھیں کیونکہ اس وقت ہماری حالت دن بدن worse ہوتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!خواتین کا اگر اس بجٹ میں ذکر ہو ہی گیا، دو تین سال بعد خواتین کا نام آیا ہے، اس میں لکھا گیا ہے کہ 15۔ارب روپے اس مد میں دیئے جائیں گے۔میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اپنی wind up تقریر میں یہ ضرور بتائیں کہ وہ 15۔ارب روپے کہاں استعمال ہوں گے، کیسے استعمال ہوں گے اور کہاں سے خواتین کو اس سے فائدہ حاصل ہو گا؟ مہربانی کریں اور اس کے متعلق تفصیل بتائیں۔جتنے بھی میرے بھائی ہمارے اس معزز ایوان کے رکن ہیں میری ان سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر اسمبلی میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک بند کیا جائے کیونکہ ہم بھی آپ لوگوں کی مائیں ہیں، بہنیں ہیں اور بیٹیاں ہیں۔ہم یہاں پر بڑی معزز families سے آئی ہوئی ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اس ایوان کی عزت کا خیال رکھیں۔ہم بھی اس طرح ہیں جس طرح آپ کے گھر میں ماں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں۔یہ جان کر بھی بڑی خوشی ہوئی کہ ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج مفت کتابوں کی فراہمی اور سابق حکومت کا منصوبہ mass transit ہو یا آئی ٹی پارک کا منصوبہ ہو بالآخر انہیں اڑھائی سال نفرت کا نشانہ بنائے رکھنے کے بعد دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔اسی طرح Rescue 1122 کے متعلق بھی میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس کو ہم اور شہروں میں بھی اس کا آغاز کریں گے اس پر میں ان کی بڑی مشکور ہوں، چلیں

آخر دیر آید درست آید۔ ان کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ اچھے منصوبے تھے اور دو سال انہوں نے good governance کی وجہ سے وقت ضائع کیا۔ میں یہاں پر ٹاسک فورسز کی بات کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ جب بھی ہم نے ٹاسک فورسز پر تنقید کی ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب آپ wind up کریں۔

**محترمہ خدیجہ عمر:** میں wind up کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ٹاسک فورسز اس لئے بنائی گئی ہیں کہ ان کی recommendation سے محکموں میں بہتری آئے گی۔ ویسے تو بتیس ٹاسک فورسز ہیں اگر ان کا میں پرسان حال بتاؤں تو وقت میرے پاس نہیں ہے لیکن ایک ٹاسک فورس سے آپ سمجھ جائیں گے کہ باقیوں کا کیا حال ہے۔ ایک ٹاسک فورس جس میں تیرہ recommendations دی گئیں لیکن ان میں سے ایک کو بھی consider نہیں کیا گیا۔ یہ ٹاسک فورس جیل خانہ جات کی ہے جس کے چیئرمین جناب حمزہ شہباز شریف ہیں۔ اب آپ خود سمجھ جائیں کہ باقی ٹاسک فورسز کا کیا حال ہو گا۔ میں آخر میں یہ کہوں گی کہ ہیلتھ کے حوالے سے بھی 16-جون 2008 کو ادا کئے ہوئے جملے کا حوالہ دوں گی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم سرکاری ہسپتالوں کو اس مقام پر لے آئیں گے جس میں مریض کی حیثیت کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ مریض کو دیکھا جائے گا۔ میں یہاں پر آپ کو ایک اخبار کی تصویر دکھاتی ہوں جس میں حافظ آباد میں ایک خاتون تڑپ رہی ہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور وہ ہسپتال کے باہر گری ہوئی ہے، اسے کوئی نہیں پوچھ رہا۔ یہی آپ دیکھ لیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، بہت مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

**محترمہ آمنہ الفت:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ان کی بات سن لیں۔

**محترمہ آمنہ الفت:** شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا جس وقت خادم اعلیٰ موجود تھے اس وقت آپ مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کرتے۔

**جناب سپیکر:** کون جی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! جب خادم اعلیٰ موجود تھے تو ان کی موجودگی میں اگر آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے کا موقع دے دیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ یہ کتنا importantکام ہے جو کہ عرصہ اڑھائی سال سے رکا ہوا ہے اور یہ directاس اسمبلی کی چھت تلے کام کرنے والے غریب ملازمین کا مسئلہ ہے، ان کی زندگیوں کا مسئلہ ہے اور اس کے لئے آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اس کمیٹی نے اپنی سفارشات پیش کیں انہوں نے فیصلہ کیا ان فیصلوں کو bulldoze کرتے ہوئے جس جگہ پر غریب ملازمین کے کوارٹرز تعمیر ہونے تھے وہاں پر تھانہ بنایا جارہا ہے اور کسی کمیٹی کی سفارش کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پیپلز ہاؤس میں اس وقت جو کوارٹرز ہیں ان کی چھتیں برسات میں ٹپکتی رہتی ہیں وہ سخت مخدوش حالت میں ہیں، اگر یہ کوارٹرز نہیں بنانے تو حکومت بتائے۔اس چھت کے نیچے کام کرنے والوں کو تحفظ دینے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔ خدارا ان کی کم از کم repairہی کروا دیں اور ان کو اس قابل بنادیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، میں وہ رپورٹ دیکھتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ بہت مہربانی۔ یہ پیپلز ہاؤس والی بات وزیر اعلیٰ کو سنانے والی بات ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب! پھر کس کو بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، پیپلز ہاؤس کے لئے میں آپ کا خادم بیٹھا ہوا ہوں۔ محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی بات سے light mood میں، میں بھی ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہوں گا کہ ویسے تو قائد ایوان کا ایوان میں تشریف لانا ہمیشہ بہت ہی بہتر ہوتا ہے اور اس کے بہت فائدے ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات کوئی نہ کوئی ضرر اس طرح سے بھی ہو جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے بھائی میاں رفیق صاحب نے جو تقریر تیار کی تھی اس کے بارے میں مجھے تھوڑا سا علم تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مجھے بھی پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): لیکن وزیر اعلیٰ صاحب جب بیٹھے تھے تو انہوں نے تقریر بالکل بدل دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ انہیں ایک دفعہ دوبارہ موقع دیا جائے کیونکہ انہوں نے جو تقریر تیار کی تھی وہ بھی سننے والی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آخر میں ان کو بھی موقع دے دیں گے۔ محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ سب سے پہلے میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو خراج عقیدت پیش کروں گی۔ کل ان کی سالگرہ ہے اور آج ہم پنجاب حکومت کا تیسرا budget discuss کر رہے ہیں اور یہ محترمہ کا دیا ہوا ہی تحفہ ہے۔ یہ جمہوری حکومت یہ coalition Government پورے پاکستان میں چل رہی ہے۔ محترمہ کے خون سے سینچ کر ہمیں یہ جمہوریت ملی ہے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ اس کی ہم اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کریں۔ محترمہ ہی کا دیا ہوا یہ تحفہ ہے اور ہم آج یہاں نہ ہوتے اگر محترمہ کی مفاہمت کی پالیسی نہ ہوتی، محترمہ کی فہم و فراست نہ ہوتی اور محترمہ اپنی جان کی قربانی نہ دیتیں۔ میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان کی سیاسی بصیرت، فہم و فراست اور مفاہمت کی پالیسی کی وجہ سے ہی آج ہم Government coalition میں اپنا تیسرا budget discuss کر رہے ہیں۔ میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کی ہمت کی داد دیتی ہوں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں تو کیا پوری دنیا کی تاریخ میں ایسا کبھی ہوا ہی نہیں کہ ایک شخص جو اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا ہو اور اپنے ہاتھ سے اپنے اختیارات اور اپنی powers دوسروں کے حوالے کر دے۔ اس کے لئے بہت بڑا حوصلہ، ہمت اور جگر چاہئے اور اس کا اعزاز پاکستان پیپلز پارٹی اور ہمیں ہی ملا ہے، ہمارے قائد کے پاس ہی یہ حوصلہ اور ہمت ہے۔ coalition Government اور جمہوریت کا استحکام بہت اہم ہے۔ coalition Government کے لئے شاعر نے کہا ہے:

عجب سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں رشتہ دار
جدا ہوں تو دھواں دیں ملیں تو جلنے لگیں

جناب والا! بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ بجٹ تو ایک دن پیش ہوتا ہے، یہ ایک دن کا process نہیں ہے، یہ جو موٹی موٹی کتابیں ہیں ان کی بھی اتنی اہمیت نہیں ہے۔، بجٹ وہ ہے کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ بجٹ کی implementation کے بارے میں سوچیں۔ سال میں 365 دن ہوتے ہیں، ہر روز ہمیں بجٹ کے بارے میں سوچنا ہے، انصاف کے بارے میں سوچنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ہے کہ ظلم کے ساتھ تو معاشرہ چل سکتا ہے، انصاف کے بغیر معاشرہ نہیں چل سکتا اور انصاف صرف وہی نہیں ہوتا جو عدلیہ میں ہوتا ہے کیونکہ وہ تو صرف 5 percent of the population کو pursue کرتے ہیں۔ آبادی کے سو فیصد کو معاشی، سیاسی، معاشرتی اور معیشتی انصاف چاہئے۔۔۔ اٹھارہویں ترمیم انصاف ہے، این ایف سی ایوارڈ کی منصفانہ تقسیم، صوبوں کو خود مختارانہ حقوق انصاف ہے۔ گورنمنٹ ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ انصاف ہے۔انصاف یہ نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں سات لاکھ روپے روزانہ خرچ ہوتے ہیں۔ لاہور جیسے شہر میں گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں ایسے پرائمری سکول ہیں جہاں پر آج بھی بچے درختوں کے نیچے پڑھ رہے ہیں، یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے کہ گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ میں لڑکیوں کا صرف ایک ہی کالج ہے جو پہلے فزیکل ایجوکیشن کا کالج تھا اب اسی کو ڈگری کالج بنا دیا گیا ہے لیکن ان کے پاس proper facilities نہیں ہیں۔ ہم باتیں تو ماحول کی آلودگی کی کرتے ہیں کہ ہمارا ماحول آلودہ ہو رہا ہے اور ہمیں environment پر focus کرنا چاہئے مگر ہم نے اس سال environment کا بجٹ 21 فیصد گھٹا دیا ہے، یہ انصاف نہیں ہے۔ ہم باتیں تو کرتے ہیں کہ غریب کو فوائد دینے ہیں، غریب کے لئے subsidy دینی ہے اور low income housing جو ہمارے بجٹ کا significant programme ہے اس میں پچھلے سال سے 20 فیصد بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! سستی روٹی بہت اچھی سکیم ہے، میں آج صبح بھی اپنے گھر میں غریب خواتین سے سستی روٹی کے بارے میں بات کر رہی تھی تو انہوں نے مجھے کہا کہ "کتھے اے سستی روٹی، سستی روٹی مینوں کپڑے نہیں دیندی، سستی روٹی مینوں بس دا کرایہ نہیں دیندی" ہمیں minimum wages کی implementation پر کام کرنا ہے۔یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ جب وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب چاند باغ سکول جاتے ہیں جہاں پر میرے جیسے لوگ تو اپنے بچوں کو بھیجنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔

جہاں پر امراء سے بھی امراء کے بچے جاتے ہیں-میرے خیال میں اس سکول کی ماہانہ فیس بائیس پچیس ہزار روپے ہے - وہ چاند باغ سکول کو تو چھ کروڑ روپے دیتے ہیں اور ہمارے ہاں پرائمری سکولوں، سیکنڈری سکولوں میں بچوں کے پاس بیٹھنے کے لئے کمرے نہیں ہیں، جہاں کرسیاں نہیں ہیں اور سکولوں کے gatesتک نہیں ہیں - یہ انصاف نہیں ہے- یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ پنجاب حکومت جماعت الدعوۃ کو جو کالعدم جماعت ہے، جو دہشتگرد جماعت ہے اسے 8 کروڑ روپے دیتی ہے- یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ---

**جناب سپیکر:** آپ کی بجٹ پر بحث ہے؟ پلیز بجٹ پر بحث کریں-

**ڈاکٹر آمنہ بٹر:** جناب سپیکر! میں بجٹ پر بحث کر رہی ہوں اور یہ میرا استحقاق ہے-

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے، کیا جماعت الدعوۃ بجٹ ہے؟

**ڈاکٹر آمنہ بٹر:** جناب سپیکر! بجٹ پر بات ہو رہی ہے اور یہ پیسا حکومت پنجاب کی طرف سے گیا ہے- کل پرسوں لوگوں کا جو بھی دل چاہا انہوں نے بولا ہے لیکن بہر حال میں بجٹ پر ہی focus کر کے بول رہی ہوں-

**جناب سپیکر:** آپ ٹائم کے اندر بات مکمل کریں-

**ڈاکٹر آمنہ بٹر:** یہ کون سا ٹائم ہے؟ میرے تو دو منٹ میں دس منٹ ہو جاتے ہیں اور باقی لوگوں کو بیس منٹ- میں بہت مختصر بات کر رہی ہوں-

**جناب سپیکر:** میں ٹائم کا بڑا پابند ہوں- میں آپ کے ٹائم سے اوپر ایک منٹ بھی نہیں دوں گا-

**ڈاکٹر آمنہ بٹر:** جناب سپیکر! یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ ہم نئے ہسپتال بنانے کی بات کرتے ہیں، ہم میڈیکل کالجز بنانے کی بات کرتے ہیں لیکن وہ ڈاکٹر جو دس، پندرہ پندرہ، بیس بیس سال محنت کر کے آتے ہیں وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں، حکومت کے ہسپتالوں میں کام کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی تنخواہ ایک کلرک کی تنخواہ سے بھی کم ہے- اس وجہ سے brain drain ہو رہا ہے- ہمارے intelligent ترین لوگ ملک سے باہر جا رہے ہیں- یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ پاکستان کی پنجاب کی یونیورسٹیز میں جو یہاں کا پروفیسر ہے اس کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہے اور foreign Professor کی تنخواہ تین لاکھ روپے ہے- یہ

بھی انصاف نہیں ہے کہ ہم نے ٹیوب ویل کے لئے subsidy کے لئے پیسے promise کئے تھے وہ نہیں دیئے گئے۔انصاف یہ بھی نہیں ہے کہ ہم نے ستر ٹاسک فورسز بنائی ہوئی ہیں مگر تیرہ وزارتیں خالی ہیں۔ یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ اس وقت ایوان میں مسلم لیگ کا کوئی وزیر نہیں بیٹھا۔میاں محمد شہباز شریف گئے ہیں تو وہ وزراء بھی چلے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم women empowerment کی بات کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** آپ کیا کرتے ہیں، انہیں بار بار کیوں disturb کرتے ہیں؟

**ڈاکٹر آمنہ بٹر:** ہم women empowerment کے لئے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر ہماری اسمبلی میں خاتون کی عزت نہیں ہے۔یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ خواتین کو فنڈز نہیں دیئے جا رہے۔میں زراعت کے شعبے کے حوالے سے بات کروں گی، آپ زمیندار ہیں، میں بھی کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ہم نے اپنے ڈویلپمنٹ بجٹ میں زراعت کے لئے صرف 3 فیصد رکھا ہے اس میں بھی زراعت، لائیو سٹاک، فشریز اور فوڈ کو ملا کر رکھا ہے۔یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہماری source of income تو زراعت ہے، ہم کسان کے بچے ہیں مگر ہم کسان کو ہی اس کے حقوق نہیں دے رہے۔

جناب والا! یہ انصاف نہیں ہے کہ ہم اربوں روپے کی کروڑوں ایکڑ زمین ملٹی نیشنل کمپنیوں کو lease کر دیں، ہم باہر سے آئے ہوئے لوگوں کو دے دیں گے تو وہ مزارعے جو سو سال سے حکومت پنجاب کی زمین پر مختلف farms میں اپنا خون دے رہے ہیں لیکن ہم ان کو حقوق نہیں دے رہے۔ "جھیڑا واہوے اُہی کھاوے" یہ تمام باتیں مساوات کی ہیں بلھے شاہ نے کہا اے:

چل او بلھیا اُتھے چلئے جتھے سارے انے
نہ کوئی ساڈی ذات پچھانے نہ کوئی سانوں منے

جب تک ہم اس بات کو نہیں سمجھیں گے، غریب عوام، خواتین بچے رو رہے ہیں ہمیں ان کے حقوق کی implementation کے لئے بات کرنی ہے۔جان اللہ تعالیٰ کو دینی ہے اور ہمیں یہ یاد رکھنا ہے کہ غریب، کسان، مزدور، کھیت مزدور اور شہروں میں کام کرنے والے لوگ رو رہے ہیں، ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ سستی روٹی، سستی روٹی، سستی روٹی، ہمیں

سوچنا چاہئے کہ ہم Queen Marry and Anthony کی طرح ہو گئے ہیں جس نے کہا کہ لوگوں کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں تو انہیں کیک دے دو۔ہم کہتے ہیں کہ لوگوں کے پاس بس میں چڑھنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔کرائے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ہم انہیں سستی روٹی تو دے رہے ہیں۔ہمیں یہ سوچنا ہے کہ سستی روٹی کی طرح فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا لیکن وہ کرپشن کی وجہ سے ختم ہو گیا۔اپنے کارکنوں اور کرپٹ لوگوں کو دینے کے لئے ایسے پروگرام بناتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر پیش کرنا چاہتی ہوں۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہء گندم کو جلا دو

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ غریبوں کو جگا دو، پاکستان کے غریبوں کو امریکہ میں رہ کر جگا دو۔ان سے پوچھیں کہ ان کی شہریت کون سی ہے؟

جناب سپیکر: پلیز! آپ اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہاں پر معزز ممبران کو حقائق پر بات کرنی چاہئے۔انہوں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر کی تنخواہ کلرک سے کم ہے۔محترمہ یہ بات ثابت کریں کہ کس ڈاکٹر کی تنخواہ کلرک سے کم ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ پنجاب میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مخلوط حکومت ہے۔ پنجاب میں چالیس فیصد حصہ پیپلز پارٹی claim کرتی ہے اور ساٹھ فیصد پاکستان مسلم لیگ (ن) پچھلے تین دن سے پیپلز پارٹی کے متعدد اراکین نے تقاریر کی ہیں تو ان کی تقاریر کی tone اپوزیشن والی ہے۔میں اس پر سخت احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات اپنی پارٹی میٹنگ میں کریں۔یہ میرے متعلقہ نہیں ہے۔بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ غلط طریق کار ہے۔بغل میں چھری منہ میں رام رام۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ یہ بات اپنی پارٹیوں میں کریں۔

شیخ علاؤالدین: وہ صحیح بات کر رہے ہیں، انہیں بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی پارٹیوں میں بات کریں، مجھے کیا اعتراض ہے؟ آپ ان کے وزراء کے notice میں لائیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: ان کی طرف سے جو تقریر بھی آتی ہے وہ اپوزیشن کی زبان بولتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ یہ بات اپنی پارٹی میں کریں۔ یہ باتیں میرے سامنے کرنے کی نہیں ہیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ House میں ایسی باتیں نہ کریں، جا کر کسی چینل پر کر لیں۔ان کا حق ہے وہ جو کچھ بولتے ہیں آپ سنتے جائیں۔ آپ اس کا جواب چینل پر دیں یا اپنی پارٹی میٹنگ میں دیں ۔ یہاں بیٹھ کر بات نہ کریں۔ محترمہ! اپنی سیٹ پر ہو جائیں۔اب چودھری عبداللہ یوسف صاحب کی باری ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: شکریہ۔ جناب سپیکر! لوگ زیادہ وقت مانگتے ہیں لیکن میں سب سے کم وقت لوں گا۔ جس صوبہ میں لوگ غربت، افلاس اور بھوک سے تنگ آ کر بیوی بچوں سمیت خودکشیاں کر رہے ہوں، جہاں corruption rampant ہو، جہاں تعلیم کی سہولتیں نہ ہوں، جہاں غریبوں کے علاج کے لئے دوائی میسر نہ ہو، جہاں Law and Order نہ ہو اور جہاں غریب کی عزت محفوظ نہ ہو میں ایسی حکومت کے ایسے بے کار بجٹ پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں under protest اپنے آپ کو disassociate کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری عبداللہ یوسف as a protest تقریر کئے بغیر بیٹھ گئے)

جناب سپیکر: جیسے آپ کی مرضی۔ جی، جناب خالد جاوید اصغر گھرال!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! وہ ابھی تقریر نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے اپنا time مجھے دیا ہے۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب! آپ میری بات سن لیں کہ اب آپ کو time مشکل سے مل سکے گا۔ میں نے آپ کو time دیا ہے اور آپ نے آگے کہہ دیا ہے۔ .Let me tell you میں بعد میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔ جی، علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا اور اس کے ساتھ میں اس معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس جمہوری حکومت نے اس سال اپنا تیسرا بجٹ پیش کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر انسان کے دل میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہو تو راستے خود بخود اپنی منزل کا رستہ بتانے لگتے ہیں اور انسانی عزم و ہمت کے سامنے تمام مشکلات، تکالیف اور مصیبتیں ریت کی دیوار ثابت ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے گزشتہ سال بھی بجٹ پر بحث کے دوران یہ بات کہی تھی کہ شاید ہماری یہ حکومت دودھ اور شہد کی نہریں نہ بہا سکے لیکن یہ حکومت جو کام کرے گی وہ ایمانداری اور نیک نیتی کے ساتھ کرے گی۔ غریبوں کی خدمت اور ان کے دکھوں کو کم کرنے کے جذبے کے ساتھ کام کرے گی۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہمارے کاموں سے ترقی کا رُخ غربت زدہ علاقوں کی طرف مڑ جائے۔

جناب سپیکر! ہم شاید دودھ اور شہد کی نہریں واقعی نہیں بہا سکے لیکن دیئے کی روشنی میں پڑھنے والا غریب کا وہ position holder بچہ جسے وسائل نہ ہونے کے باعث کبھی کالج کے گیٹ سے آگے نہیں جانے دیا جاتا تھا آج وہ بچہ یورپ کی عظیم درسگاہوں میں پاکستان کا سرکاری مہمان ہونے پر فخر کر رہا ہے۔ میرے سکول کے وہ بچے جنہیں کبھی قلم اور کتاب بھی میسر نہ تھی آج کمپیوٹر کے ذریعے پوری دنیا ان کی انگلیوں کے نیچے ہے اور ان بچوں کے دلوں میں یہ امید جاگ چکی ہے کہ آج وہ بھی ایچی سن کے مقابلے میں دانش سکولوں میں بیٹھیں گے اور علم و دانش کے وہ موتی چن سکیں گے جو غربت کی تاریکی میں گم ہو چکے تھے۔ ان بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے والا استاد جو کہ ایک باپ کا درجہ رکھتا ہے آج وہ بھی مطمئن ہے کہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر اس کے ہاتھوں کو بھی چوما جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! نئے مالی سال میں حکومت نے میڈیکل کالجوں کی سیٹیں بڑھا کر اور چار نئے میڈیکل کالج تعمیر کر کے ہر سال ایک ہزار نئے ڈاکٹرز بنانے کا جو منصوبہ تیار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس اقدام سے ان طالب علموں کو بھی ڈاکٹر بننے کا موقع مل سکے گا جو 80 اور 90 فیصد نمبر حاصل کرنے کے باوجود اپنے خوابوں کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھتے تھے۔ میڈیکل کالجوں میں کم نشستوں کے باعث ان کے مقدر پر سیاہ لکیر کھینچ دی جاتی تھی۔

جناب سپیکر! وہ بوڑھی ماں جو ٹوٹی چارپائی پر دوائی نہ ملنے کے باعث، علاج نہ ہونے کے باعث اپنے بچوں کے سامنے دم توڑ دیتی تھی آج اس جیسی ہزاروں ماؤں کو مفت ادویات فراہم کرنے کے لئے حکومت نے 6۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ آج انہیں بھی مفت Dialysis کی سہولت حاصل ہے۔ وہ سہولت جو آپ کے بندوق اٹھائے ایک آمر نے ایک شاہی حکم کے ذریعے ختم کر دی تھی۔ آج جگر کے مرض میں مبتلا میرے صوبے کے غریب لوگ بھی Liver Transplant کروانے کا خواب دیکھ سکتے ہیں۔ اب دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے لوگ موبائل ہسپتالوں کے ذریعے گھر کی دہلیز پر صحت کی سہولتیں حاصل کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے صرف پنجاب کی عوام کا نہیں سوچا بلکہ 2۔ارب روپے کے کارڈیالوجی ہسپتال کا تحفہ بلوچی بھائیوں اور بہنوں کو بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر! آج میرے صوبہ کی زمین جس پر ناجائز قابضین قابض تھے، جو کہ قبضہ groups کے قبضہ میں تھی آج اس زمین کو حق داروں کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے 4 لاکھ ایکڑ اراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم ہو گی۔ میری ان اپوزیشن کے بہن بھائیوں سے گزارش ہے کہ یہ بھی سوچیں کہ حکومت کے اس اقدام سے کتنے گھروں میں خوشحالی آئے گی، کتنے چہروں پر مسکراہٹ آئے گی اور ان جاگیر داروں کے کتنے مزارعے مالک بنیں گے کہ جن کی کئی نسلیں اپنا خون پسینہ زمین میں دفن کر دیتی تھیں لیکن پھر بھی غربت ان کا مقدر رہتی تھی۔

جناب سپیکر! میرے پیپلز پارٹی کے وہ بہن اور بھائی جو بلاوجہ اس بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں میں انہیں کہوں گا کہ یہ اب ایک grace show کریں۔ یہ اس بجٹ کے اوپر تنقید کر رہے ہیں لہٰذا یہ

grace show کریں اور اس بجٹ کو ووٹ نہ دیں کیونکہ یہ اگر اس بجٹ پر ووٹ کریں گے تو وہ منافقت کے زمرے میں آئے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ زرعی گریجوایٹس کو سرکاری زمین lease پر دینے سے نہ صرف اضافی رقبہ زیر کاشت آئے گا بلکہ پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا اور ہاتھوں میں ڈگریاں پکڑے ہوئے وہ بے روزگار جو کہ بے روزگاری کا طعنہ سنتے تھے اب وہ بھی خود مالک بنیں گے۔

جناب سپیکر! عوام کو وہ وقت یاد ہے کہ جب پچھلے پانچ سالہ دور میں حکومت نے جنوبی پنجاب کو اس کے حق سے محروم رکھا۔ وہ رقم جس پر جنوبی پنجاب کے بھائیوں کا حق تھا ایک ڈکٹیٹر کے جلسے کرانے پر لُٹا دی گئی۔ اس وقت عوام کے ان منتخب نمائندوں نے آمریت کا ساتھ دیا اور انہوں نے آمریت کا ساتھ دے کر پرویز مشرف کو دس بار وردی سمیت صدر بنانے کا جو عہد کیا تھا عوام نے 2008 کے الیکشن میں جمہوریت کے پردے میں چھپے ان آمروں کو وہ سبق سکھایا کہ آج وہ شرم کے مارے مشرف کے سائے سے بھی دور بھاگتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

**جناب سپیکر:** آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ کیا آپ خاموش نہیں رہ سکتے؟

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! ہم تو ان کی مزاحیہ باتوں کو enjoy کر رہے ہیں۔ ہم تو ان کی مزاحیہ تقریر کو enjoy کر رہے ہیں۔

**محترمہ ثمینہ خاور حیات:** جناب سپیکر! یہ خواب سنا رہے ہیں، یہ نیند میں ہیں۔

**جناب سپیکر:** نہیں، وہ مزاحیہ باتیں نہیں کر رہے بلکہ صحیح باتیں کر رہے ہیں۔ جی، علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

**جناب علی حیدر نور خان نیازی:** جناب سپیکر! جمہوریت کے پردے میں چھپے ہوئے ان آمروں کو 2008 کے الیکشن میں عوام نے وہ سبق سکھایا کہ آج یہ لوگ مشرف کے سائے سے بھی دور بھاگتے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے لئے 52۔ ارب روپے کی رقم جو بجٹ میں مختص کی گئی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری حکومت نے 62 سالہ محرومیوں کو دور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور آج جنوبی پنجاب کے بھائی اس

دھارے میں شامل ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے وسائل پر 31 فیصد حصہ رکھنے والا علاقہ ترقیاتی بجٹ کے 36 فیصد کا مالک ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ hints لے رہے ہیں۔ وہ ماشاء اللہ خود ہی بہت سمجھدار ہیں۔ وہ صرف اپنے hints لے رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! Chief Minister Punjab کا یہ vision ہے کہ ہم انشاء اللہ جنوبی پنجاب کی 62 سالہ محرومیوں کو دور کریں گے اور آج جنوبی پنجاب کا وارث ہونے کا دعویٰ کرنے والوں سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پانچ سالہ دور میں جنوبی پنجاب کے لئے کیا کیا؟ انہوں نے اپنے پانچ سالہ دور میں 68۔ارب روپے کی رقم خرچ کی اور اس میں سے 80 فیصد رقم کرپشن کی نذر ہو گئی جبکہ موجودہ حکومت نے تین سال میں جنوبی پنجاب کے لئے 120۔ارب روپے کے funds مہیا کر کے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو اپنا سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ ملک کے معاشی حالات ٹھیک نہیں ہیں اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے عوام کی مشکلات میں اضافہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود خادم اعلیٰ پنجاب نے ایوان وزیر اعلیٰ اور وزراء کی تنخواہوں کو 25 فیصد کم کر کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کو 50 فیصد بڑھا دیا ہے اور وہ 50 فیصد تنخواہیں بڑھا کر ہم نے ان لوگوں کے آنسو پونچھنے کی کوشش کی ہے اور میرے وہ retired بزرگ جن کی تیس، چالیس سالہ خدمات کا صلہ 2000/1500 روپے کی صورت میں پنشن میں ملتا تھا آج اس پنشن کی شرح کو کم از کم -/3000 روپے کر کے حکومت نے ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اب ایک ایسا آئینہ دکھانا چاہتا ہوں جس میں سرکاری مال لوٹنے والے لٹیروں کے چہرے بڑے صاف نظر آئیں گے۔ بنک آف پنجاب پر اربوں روپے کا ڈاکا مارنے والے ڈاکوؤں کے چہرے اس آئینے میں دیکھے جا سکتے ہیں، کرپشن کے محلات کھڑے کرنے والے اور مزارعوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے والے اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے، موجودہ حکومت پر تنقید کرنے والے براہ مہربانی Transparency International کی رپورٹ پڑھ کر دیکھیں جس کے اعداد و شمار چیخ چیخ کر ہماری سچائی، ہماری ایمانداری، ہماری نیک نیتی اور اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ قوم کا ایک ایک پیسا خلوص، ایمانداری اور عوامی جذبے کے تحت خرچ کیا جائے

گا۔ ہم نے کوئی bullet proof گاڑیاں درآمد نہیں کیں، ہم نے secret funds کے اربوں روپے نہیں لوٹے بلکہ یہی رقم غریب آدمی کو سستی روٹی دینے پر خرچ کی ہے، ہم نے یہی رقم سستا آٹا دینے پر خرچ کی ہے، ہم نے اپنے کسان بھائیوں کو یہی رقم سستے ٹریکٹر خریدنے پر خرچ کی ہے اور یہی رقم آبپاشی کے ان منصوبوں پر خرچ کی ہے جن سے میرے پنجاب کا کسان بہتر فصل اُگا سکے گا، جس سے میرے پنجاب کے دیہات میں دوبارہ خوش حالی آئے گی، جس سے میرے پنجاب کی محرومیاں اور اندھیرے ترقی کے اجالوں میں بدل جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نا امیدیاں پھیلانے والے سن لیں کہ حکومت آج بھی پُر امید ہے، میں آج بھی پُر امید ہوں، عوام آج بھی پُر امید ہے، ہماری ہمت اور جذبوں سے مسائل کے اندھیروں میں امید کے جگنوؤں کی روشنی بالآخر ان ڈوبتے اندھیروں میں روشنی کا سیلاب لے کر آئے گی جو ان مسائل کو ختم کر دے گا، اس غربت کو ختم کر دے گا، اس بھوک کو ختم کر دے گا، اس مہنگائی کو ختم کر دے گا، اس بے روزگاری کو ختم کر دے گا اور انشاء اللہ ہم عوام اور اپنے خدا کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ میں حکومتی اور اپوزیشن ارکان سے درخواست کرتا ہوں کہ آیئے اس معزز ایوان میں یہ عہد کریں کہ اب تیز آندھیاں چلیں یا طوفان آئیں ترقی اور خوش حالی کا یہ سفر اب رکنے نہیں پائے گا اور اب غریب کو اس کی دہلیز پر انصاف ملے گا، اب دہشتگردی کا جڑ سے خاتمہ ہو گا اور اب صحراؤں، زرخیز میدانوں اور برفیلے پہاڑوں کے دامن تک علم کی روشنی پھیلے گی اور بجٹ کے اعداد و شمار اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہماری نیتیں صاف ہیں، ہم کام کریں گے، کام کریں گے اور انشاءاللہ مسائل آہستہ آہستہ حل ہوتے جائیں گے اور میں اس دعا کے ساتھ آپ سے اجازت لوں گا کہ:

خدا کرے میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گُل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جب پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے

ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
خدا کرے کہ نہ خم ہو سرِ وقارِ وطن
اس کے حسن کو تشویشِ ماہ و سال نہ ہو
ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوج و کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو
خدا کرے کہ میرے اِک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو
خدا کرے میری ارضِ پاک پر اُترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! نیازی صاحب نے اپنی تقریر میں بنک آف پنجاب میں 50۔ارب روپے کے فراڈ کا ذکر کیا اور انہوں نے محسن لغاری صاحب کی طرف دیکھا تو یہ ان کا قصور تو نہیں ہے۔ محسن لغاری صاحب اس قرضے میں ملوث نہیں ہیں وہ اور لوگ ہیں جو منظر عام پر آ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جو لوگ اس فراڈ میں ملوث ہوں گے وہ اپنی سزا بھگتیں گے، آپ ان کو کیوں نشانہ بنا رہے ہیں؟ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس وقت تو میں نے آپ سے point of order پر ٹائم مانگا تھا آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو میں جو رویہ پچھلے تین دن سے اس ایوان میں دیکھ رہی ہوں، تقریر تو کچھ اور تھی جیسے کہ روایت ہے کہ آپ بجٹ تقریر میں بجٹ کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں کر سکتے ہیں اور آپ جو باتیں کرنا چاہتے ہیں، جو نکتے آپ اٹھانا چاہتے ہیں وہ آپ budget speech میں اٹھا سکتے ہیں۔ یہ رویے جو ہم سب نے یہاں پر adopt کئے ہوئے ہیں، مجھ سے پہلے جب میرا بھائی تقریر کر رہا تھا اس میں، میں نے لوگوں کے جو رویے دیکھے ہیں میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں کہ یہ طرزِ سیاست اب پنجاب کے لوگوں کو قبول نہیں ہے۔ اس طرز سیاست کی پاکستان میں اب کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپس میں لڑیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپس میں مقابلہ

کریں تو وہ مقابلہ ایسا ہونا چاہئے کہ کس طرح اس ملک سے کرپشن کا خاتمہ، ٹھیکیدار مافیا کا خاتمہ، غربت کا خاتمہ، بھوک اور افلاس کا خاتمہ کیا جائے۔ خدارا آج نہ صرف پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان ہم سب کو دیکھ رہا ہے کہ پنجاب پاکستان کا وہ صوبہ ہے جس کی طرف ہر بشر کی نظر ہے اور ہر پاکستانی باشندے کی نظر ہے تو آپ ایسا تماشا کر کے لوگوں کو نہ دکھائیں کہ لوگ آپ کو سیاستدان سمجھنے کی بجائے تماشا گیر سمجھنا شروع کر دیں اور اسمبلیوں میں آنے والے لوگوں کو بیوقوف اور نااہل سمجھیں۔ خدا کے لئے اس طرز سیاست کو تبدیل کیجئے۔ خدا کے لئے پاکستان کے ان غریب، بھوکے ننگے اور بے سروسامان بے روزگار نوجوانوں کے بارے میں سوچیں نہیں تو ایک دن اس طرح آئے گا کہ وہ نوجوان اٹھیں گے اور سب کچھ اپنے ساتھ بہا کر لے جائیں گے پھر کسی کی سیاست نہیں بچے گی۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ہم سیاست کریں گے ایک دوسرے کے اوپر point scoring کر کے، دشنام طرازی کر کے سیاست کریں گے تو میں اس ایوان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ کسی کی سیاست نہیں بچے گی۔ ہم سب اس میں جائیں گے اور پھر کوئی فوج آپ کے ملک میں نہیں آئے گی بے روزگار، بے سروسامان کچی آبادیوں اور کچے مکانوں میں رہنے والے لوگ آئیں گے وہ آپ سب کو بہا کر لے جائیں گے۔

جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے جو میں پچھلے تین دن سے یہاں پر دیکھ رہی ہوں کہ ہڑتالیں کر کے اور اس ایوان میں shout کر کے کہتے ہیں کہ ہم اور صوبے بنائیں گے۔ صوبے بنانے چاہئیں لیکن انتظامی بنیادوں پر بنانے چاہئیں، لوگوں کو relief دینے کی بنیادوں پر بنانے چاہئیں لیکن کسی وڈیرے کو وزیراعلیٰ بنانے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے صوبے نہیں بننے چاہئیں۔ صوبے بنانے کے لئے آئین میں ایک طریق کار موجود ہے۔ آئیں ہم اپنی مرکزی حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ عدلیہ کا ایک کمیشن قائم کرے اور پاکستان میں صوبوں کی نئی حدبندیوں کے بارے میں بات کرے اور ان سفارشات کو ایوانوں میں پیش کیا جائے اور ان صوبوں کو اس ملک کے رہنے والے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے حدبندیاں کی جائیں اور انتظامات کی بنیاد پر حدبندیاں کی جائیں کسی وڈیرے کو وزیراعلیٰ بنانے کی خواہش میں صوبے نہیں بنیں گے، ہم اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور دیوار بنیں گے۔ پاکستان کے آئین میں اس کا طریق کار موجود ہے۔ میں یہ جو ساری باتیں کر رہی ہوں تو آپ یقین کریں کہ میں دل سے سوچ کر آئی تھی کہ میں اس ایوان میں تقریر نہیں کروں گی۔ میں تقریر

کرنے کے لئے سوچ کر ہی نہیں آئی تھی لیکن جو رویہ پچھلے تین چار دن سے میں اس ایوان میں دیکھ رہی ہوں اس پر میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں اس طرز سیاست کی گنجائش ختم ہو گئی ہے۔ ہم سب کے پاس یہ آخری موقع ہے کہ ہم نے پاکستان کے غریب عوام کے مستقبل کے لئے کیا کرنا ہے تو آئیں آج بھی ہمارے پاس موقع ہے، آئیں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر رکن جس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہے، کسی بھی سیاسی سوچ سے ہے، آئیں ہم مل کر اس پاکستان کو بچالیں۔ ہم مل کر پاکستان کے ہر بچے کو وہ روشن مستقبل دینے کی کوشش تو کریں، آئیں ہم کرپشن مافیا کو ختم کرنے کی کوشش تو کریں، آئیں ہم لڑیں اور اس بات پر لڑیں کہ ہم کیسے معصوم بچوں کو بچا سکیں گے۔ آئیں ہم اس معزز ایوان میں آج یہ عہد کریں کہ ہم کس طرح اپنے ملک کو آگے لے کر جائیں گے؟ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم سب اس میں ملوث ہیں۔ آئیں ہم سب مل کر اس کرپشن کے خاتمے کے لئے پاکستان کے پھول سے معصوم بچوں کے مستقبل کی خاطر آج یہ عہد کریں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر سیاسی جماعت کے، ہر فرد سے، ہر کارکن سے میری التجاء اور التماس ہے کہ ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے والی سیاست کو دفن کر دیں، اس کو ختم کر دیں اور اس کو آگے نہ بڑھنے دیں کہ یہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کو لے کر نہیں چل سکے گا۔ آئیں پاکستان کے روشن مستقبل کے لئے ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر آگے چلیں۔

جناب سپیکر! چند اشعار مجھے یاد آرہے ہیں جو میں کہنا چاہتی ہوں کہ:

تسلیم کہ رات اندھیری ہے الام کی گھمن گھیری ہے
تیرا تن زخموں سے چُور بہت میرا دل غم سے رنجور بہت
اے کعبہ دل اے معبدِ جاں تجھے زخمی چھوڑ کے جاؤں کہاں
میرے جیتے جی ان شہروں پر ان کھیتوں پر ان نہروں پر
آسیب کی زردی چھائے کیوں تیرے نین کنول مرجھائیں کیوں
اے میرے دیار وفا و یقیں خوشحال سدا آباد سدا تیرے بازوٗ گبھرے لال سدا

سر رکھ دیں گے ہر پتھر پر دل رکھ دیں گے ہر ڈالی پر

ہم آنچ نہ آنے دیں گے کبھی اس خاک کی خوش اقبالی پر

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کل مجھے بات کرنے کا مکمل موقع نہیں دیا گیا لیکن تین معاملات ایسے ہیں جو میں وزیر خزانہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جس سے بہت بڑا مسئلہ اس قوم کو اس وقت درپیش ہے۔ اس وقت ایک معاملہ یہ ہے کہ encashment کا ریٹ 6 فیصد سے بھی اوپر چلا گیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس بات کو فوری سمجھ لیں گے کہ اڑھائی فیصد زکوۃ لینے کے بعد capital کو white قرار دے دیا جائے تاکہ رجسٹریوں کے اندر ان کو اربوں روپے کا فائدہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے Pay Orders اور Drafts پر جو 03. فیصد لگایا ہے اسی ایوان نے دو دفعہ قرارداد پاس کی تھی کہ cash withdrawal پر ٹیکس نہ لیا جائے اس سے مرکزی حکومت اربوں روپیہ پنجاب سے لے رہی ہے اور اب Orders Pay اور Bank Drafts پر لگا دیا گیا ہے۔ یہ میری main تقریر کا حصہ تھا لیکن مجھے بولنے نہیں دیا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس بات کو دیکھ لیں کہ اس سے اتنا بڑا طوفان آئے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ گاڑیوں پر luxury tax فوراً ختم کر دیا جائے۔ اس سے پنجاب کو سالانہ پانچ چھ ارب نقصان ہو رہا ہے کیونکہ گاڑیاں اسلام آباد اور کراچی میں رجسٹرڈ ہو رہی ہیں۔ یہ میری تین ایسی گزارشات ہیں جن پر مجھے اس ایوان کی مدد کی ضرورت ہے، اس قوم کے لئے مدد کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ سب آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ جی، طاہر اقبال چودھری صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ 11-2010 پر مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ مجھ سے پہلے اراکین نے اپنی اپنی تقریر میں بجٹ 11-2010 پر بات کی ہے۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں

کہ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش کیا گیا ہے جب ہمارا صوبہ پنجاب بد ترین معاشی، مالی اور انتظامی بد حالی کا شکار ہے۔ بجٹ کسی بھی حکومت کی آئندہ کی حکمت عملی ہوتی ہے، اس کا کوئی پروگرام یاvisionہوتا ہے، اس کی عکاسی کرتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جس طرح مجھ سے پہلے بھی لوگوں نے کہا کہ ہمارا صوبہ تقریباً90۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ہر ماہ کی 30 تاریخ کو وفاقی حکومت ہماری مدد کے لئے نہ پہنچے تو اس صوبہ کے پاس تنخواہیں دینے کے لئے بھی پیسے ناکافی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کے جو اہداف ہوتے ہیں وہ ٹیکسوں کی وصولی کے حوالے سے ہوتے ہیں۔ پچھلے سال 10-2009 کے ٹیکسوں کا ہدف 149۔ارب روپے رکھا گیا تھا پھر اُس کو کم کر کے 137۔ارب روپے کر دیا گیا۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اس ہدف کو بڑھا کر 191۔ارب روپے کر دیا گیا ہے، یہ لوگوں کو بے وقوف بنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ پہلے جو ہدف مقرر کیا گیا تھا اس میں حکومت ناکام ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں اب زراعت کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب بلکہ پورے ملک کی معیشت زراعت سے وابستہ ہے اور اس کے لئے 10-2009 میں 3.2۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا تھا لیکن اس میں سے صرف 2.3۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت کی پالیسی کسان دوست ہے اس حوالے سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جتنا بجٹ کسانوں کے لئے رکھا گیا تھا اس میں حکومت کی دلچسپی نہیں ہے۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گندم کی فصل تازہ تازہ آئی تھی اب اس حوالے سے کسانوں کے ساتھ ظلم و زیادتی جو ہوئی ہے اس کی مثال پچھلے جتنے بھی ادوار گزرے ہیں ان میں نہیں ملتی۔ میں یہ حقیقت بتا رہا ہوں کہ گندم خرید کرنے کا جو ہدف رکھا گیا تھا اس سے بہت کم کسان سے گندم خریدی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے گندم خریدنے کا پھر ایک ایسا طریق کار وضع کر دیا کہ اس کے اندر پٹواری کو شامل کیا گیا حالانکہ موجودہ حکومت بھی یہ سمجھتی اور کہتی ہے کہ پٹواری کسان کا استحصال کر رہا ہے لیکن اس دفعہ گندم کی خریداری بھی پٹواری سے منسلک کر دی گئی کہ جب تک کوئی زمیندار اپنی فردِ ملکیت یا فردِ کاشت لے کر نہیں آئے گا تب تک اُس کی گندم نہیں خریدی جائے گی، اس دوران پٹواریوں نے لاکھوں روپے کمائے ہیں اور یہ ساری ملی بھگت تھی۔ کسانوں سے ان کی جو گندم خریدی گئی ہے اس کی ابھی تک بہت ساری وصولیاں بھی نہیں ہو سکیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ کوئی بھی حکومت صنعتی ترقی کے ذریعے اپنے لوگوں کو لے کر چلتی ہے۔ 10-2009 میں صنعت کے لئے جو بجٹ رکھا گیا تھا وہ 3.50۔ارب تھے لیکن ان کی bad governance کی وجہ سے اس میں سے جو خرچ کئے گئے ہیں وہ 2.91۔ارب ہیں۔اب انڈسٹری کے لئے اس بجٹ کو کم کر کے 2.20 کر دیا گیا ہے۔جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس صوبہ کے اندر انڈسٹری کو فروغ دیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس کے بجٹ میں کمی کر کے اس میں ترقی لے آئیں گے۔

جناب سپیکر!مجھ سے پہلے بھی کچھ ارکان نے زکوٰۃ کے حوالے سے بات کی ہے اور آپ بھی اس کو تسلیم کریں گے کہ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے اڑھائی سال سے زکوٰۃ کا محکمہ عملاً ختم ہو چکا ہے اور صوبہ پنجاب کے اندر زکوٰۃ کی رقم تقریباً 5۔ارب روپے بنتی ہے۔مستحقین،بیوہ عورتوں،مساکین اور جہیز فنڈ وغیرہ کے لئے رقم نہیں رکھی گئی۔اس سال کے بجٹ میں بھی زکوٰۃ کے بجٹ میں کوئی پیسا نہیں رکھا گیا۔ اس کے علاوہ سستی روٹی کے حوالے سے یہاں پر بڑا شور ہوا ہے۔سستی روٹی کو بلاشبہ ایک اچھا اقدام کہا جا سکتا ہے لیکن آپ نے دیکھا اور آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بھی آئی ہے کہ سستی روٹی سکیم میں ایک ارب 6 کروڑ کا گھپلا ہوا ہے کیونکہ اس کا طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔سستی روٹی سکیم کو دیکھیں تو 70 لاکھ آبادی پر ایک تنور ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس سے سارا صوبہ مستفید ہو رہا ہے،یہ کیسے ممکن ہے کہ 70 لاکھ آبادی پر ایک تنور ہو اور تمام لوگوں کو سستی روٹی مہیا کی جاتی ہو؟

**جناب سپیکر:** جی،آپ اعداد و شمار کا خیال رکھیں۔

**جناب طاہر اقبال چودھری:** جناب سپیکر!اس کے علاوہ انسانی حقوق اور اقلیتی امور کے لئے حکومت کہتی ہے کہ ہم یہاں کی اقلیتوں کے لئے بڑا کام کر رہے ہیں۔گزشتہ بجٹ میں اس کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے صرف 2 کروڑ 70 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔موجودہ حکومت کی minorities کے ساتھ محبت،پیار یا جو کچھ یہ کرنا چاہتے ہیں میرے خیال میں یہ دستاویزات کافی ہیں۔ بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** جی،بہت شکریہ۔محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ!

**جناب اللہ رکھا:** پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس حوالے سے میرا جو دوست بات کر رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: کر رہا تھا نہیں، کر رہے تھے۔ وہ معزز ممبر ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! لاہور کے حوالے سے میں بات کروں گا کہ 25 سے 30 ہزار کی آبادی پر مشتمل ایک یونین کونسل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب آپ کو بولنے کا وقت ملے گا تو اُس وقت بتا دیجئے گا۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! بس میری بات ختم ہو گئی ہے۔ میں بتا رہا تھا کہ 25 سے 30 ہزار کی آبادی پر مشتمل ایک یونین کونسل ہے جس میں 15 تنور ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، بہت اچھا۔ اسے correct کر لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس حساب سے دو سے اڑھائی ہزار بنتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہمارے معزز اراکین دو اڑھائی لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی تنقید کرنا بجا ہے لیکن اس کا کوئی alternate حل بھی بتائیں اور تجاویز بھی دیں۔ تنقید کی بجائے اگر حل بتائیں تو پھر فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا حل آپ خود ہی ڈھونڈیں۔ جی، زوبیہ رُباب صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس 11-2010 کے بجٹ میں آپ نے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ آپ کی اجازت سے اس بجٹ کی کتاب میں کچھ points ہیں جنہیں میں پڑھنا چاہوں گی۔ صفحہ نمبر 4 پوائنٹ نمبر 12 میں لکھا ہوا ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وزارتِ

اعلیٰ کا منصب سنبھالنے کے بعد اپنی حکومت کی جن جن ترجیحات کا ذکر کیا تھا ان میں فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ، غربت میں کمی، غریب اور ضرورت مند طبقہ کو سہولیات کی فراہمی، تعلیم کا فروغ اور محنتی اور ہونہار طلباء کی حوصلہ افزائی، صحت عامہ کی سہولیات کو فروغ دینا، زراعت کی ترقی اور کسانوں خصوصاً چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ سرفہرست ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سب ترجیحات بہت ہی اہم اور بہت ہی ضروری ہیں۔ اس چیز سے میں بھی انکار نہیں کر سکتی لیکن ان تمام ترجیحات میں سب سے اہم issue غربت میں کمی کا ہے۔ غربت ایک ایسا core issue ہے جسے ختم کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس وقت پنجاب کے پانچ کروڑ سے بھی زیادہ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

**معزز ممبران حزب اختلاف:** شیم، شیم۔

**محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتے ہوئے کہنا چاہتی ہوں کہ غربت ہی ایک ایسی چیز ہے جسے اگر ہم ختم کریں گے تو فوری اور سستے انصاف کی فراہمی ممکن ہو گی۔ تعلیم کو فروغ اسی وقت ملے گا جب غربت ختم ہو گی، صحت عامہ کی سہولیات تبھی فروغ دی جائیں گی جب غربت ختم ہو گی۔ زراعت کی ترقی اور کاشتکاروں کو تبھی اچھا موقع فراہم ہو گا جب غربت ختم ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ یہ بجٹ بناتے وقت اس بات کا سوچا گیا کہ غربت کا analysis کیسے کیا جائے اور اسے کیسے ختم کیا جائے تو مجھے بتایا جائے کہ 1947 میں جب آبادی اڑھائی کروڑ کے قریب پنجاب کی تھی اور اب 2010 میں آبادی آٹھ کروڑ ہو گئی ہے اور پورے پاکستان کی اٹھارہ کروڑ آبادی ہے تو عدالتوں کی تعداد وہی ہے، آپ کیسے کہتے ہیں کہ فوری اور سستا انصاف ملے گا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

آج تک کسی نے اس بات پر point out کیا ہے کہ 1947 سے لے کر 2010 اب جبکہ آبادی کی ratio اٹھارہ کروڑ کے قریب پہنچ گئی ہے اور عدالتوں کی تعداد وہی ہے تو میں چاہوں گی کہ انصاف کی بات جب ہوتی ہے جب اعداد و شمار کے مطابق بجٹ بنے کیونکہ عدالتیں وہی ہیں اور ان کی تعداد وہی ہے اور ان کا structure اتنا ہی ہے مگر آبادی بڑھ گئی ہے تو ایسے کس طرح انصاف ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ایک انسان کے پاس فیس دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو انصاف تو دور کی بات وہ فیس جمع کروائے گا تو سستا انصاف ملے گا۔

جناب سپیکر! تیسری اور اہم بات تعلیم کو فروغ دینے کی ہے تو میں یہاں پر توجہ دلانا چاہوں گی کہ جب ہم تعلیم کی بات کرتے ہیں تو انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں 75 فیصد بچے ابھی سکول ہی نہیں جا رہے جو تعلیم سے محروم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا اس پر توجہ دی گئی کہ 75 فیصد بچے تعلیم حاصل کیوں نہیں کر رہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ دانش سکول حکومت پنجاب کا ایک اچھا اقدام ہو گا لیکن کیا سوچا گیا کہ وہ تو ان بچوں کے لئے ہیں جو سکول جا رہے ہوں گے کیا ان بچوں کے بارے میں بھی سوچا گیا جو سکول ہی نہیں جا رہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے صوبہ پنجاب میں 65 ہزار سکول ہیں اور ان 65 ہزار میں سے 15 ہزار سکولوں کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کا اس بجٹ میں بتایا گیا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ باقی سکولوں میں بچے نہیں جاتے، کیا ان میں بنیادی سہولیات نہیں چاہئیں؟ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ باقی سکول جہاں پر غریبوں کے بچے جاتے ہیں، ان کو بھی دیکھا جائے اور انہیں بھی سہولیات دی جائیں۔ دانش سکولوں کے لئے مختص 3۔ارب روپے سے cut کر کے ان سکولوں میں سہولیات کی فراہمی پر خرچ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت عامہ کی سہولیات کے متعلق عرض کرتی ہوں کہ ہمارے پاس ہسپتالوں تک جانے کا کرایہ نہیں ہو گا تو صحت عامہ کیسے اچھی ہو گی اور کیسے ہیں وہ بچے، وہ بیوی، وہ بہن، وہ بھائی جن کے پاس پیسے نہیں ہیں کہ وہ میو ہسپتال پہنچیں، وہ کیسے ہسپتال جائیں گے؟ وہ تو وہیں دم توڑ جائیں گے اور دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں زچگی کے دوران اتنی بڑی تعداد میں مرنے والی عورتوں کا حساب کون دے گا؟ ہم صحت عامہ کی بات کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس بجٹ میں ہیپا ٹائٹس کے لئے 33 کروڑ روپے کا فنڈ رکھا گیا ہے جو کہ 15 فیصد ہے اور ایک آدمی پر -/33 روپے لگتے ہیں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ -/33 روپے میں ہیپا ٹائٹس کے ایک مریض کا علاج ہو جائے گا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے صوبہ پنجاب کے ہسپتالوں میں 36 ہزار بیڈ ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک بیڈ 2500 انسانوں کے لئے کافی ہے (شیم، شیم)

یہ صحت عامہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ دلاؤں گی کہ صحت کی طرف بھی کچھ ایسا کام کیا جائے کہ لوگوں کو سہولیات ملیں اور موبائل سسٹم شروع کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بارے میں مجھے اور آپ کو زیادہ ضرورت ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! چوتھی بات زراعت کی آتی ہے کہ یہاں پر زراعت کیسے ہو گی، جب پانی نہیں ہو گا، بجلی نہیں ہو گی اور کسانوں کے لئے کوئی کام نہیں ہو گا، زراعت کیسے ترقی کرے گی؟ میں مانتی ہوں کہ زراعت ہماری معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے تو میں چاہوں گی کہ آپ کو ایک chain بتاؤں جو ہماری غربت کی اس chain کو explain کرے اور وہ chain یہ ہے کہ توانائی یعنی بجلی اور گیس نہ ہونے کی وجہ سے ہماری انڈسٹری برباد ہو گئی، پانی نہ ہونے، کھاد اور بیج مہنگا ہونے کی وجہ سے زراعت برباد ہو گی، انڈسٹری اور زراعت کی بربادی سے بے روزگاری اور مہنگائی پیدا ہو گی، بے روزگاری کی وجہ سے میں دوبارہ کہوں گی کہ غربت پیدا ہو گی اور غربت کی وجہ سے خودکشیاں ہوں گی۔ (شیم، شیم)

آپ دیکھیں کہ کل ڈیرہ غازی خان میں ایک باپ نے دو بچوں کے لئے دودھ نہ ملنے پر خودکشی کر لی۔ اگر ہم ان خودکشیوں کو بند کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان تجاویز پر کام کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ کی پارٹی کے ادھر ڈی جی خان میں بندے نہیں ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ آپ حکومت کو تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کے افراد کا بھی فرض ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! میں غربت ختم کرنے کی تجاویز دینا چاہتی ہوں کہ بند انڈسٹریز کو چلائیں اور توانائی کے بحران کو ختم کریں۔ غربت ختم کرنے کے لئے ہمیں دو کام کرنے ہوں گے جن میں Green revolution اور white revolution لانا ہو گا۔ Green revolution کو سبز انقلاب جسے آپ لائیو سٹاک کہتے ہیں۔ ہمارے پاکستان میں اس وقت 15 من فی ایکڑ گندم نکالی جاتی ہے جبکہ بھارت میں 28 من ہوتی ہے تو انہوں نے اس revolution کو اپنایا ہے یہ ہوا ہے میں چاہتی ہوں کہ پنجاب میں

بھی سبز انقلاب کو لایا جائے کیونکہ ہمارے پاس اس طرح کی چیزیں عام ہیں اور اس میں ہمیں کوئی زیادہ محنت بھی نہیں کرنا پڑے گی۔ ایک اور آخری بات یہ ہے کہ کسانوں کو بغیر سود کے قرضے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، محترمہ ساجدہ میر! یہ ٹائم نوٹ کرلیں ایک بج کر20 منٹ ہو چکے ہیں اور ٹھیک30 منٹ پر آپ کی بات ختم ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے میں پانچ منٹ لوں گی اس لئے کہ میں مزید ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی کیونکہ بجٹ پر بہت سے لوگوں نے بات کرلی ہے۔ سب سے پہلے وزیر خزانہ محترم جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اتنے مشکل حالات میں انہوں نے جس طرح اس بجٹ کو پیش کیا اس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ہم سے تجاویز لی گئی تھیں اسی حوالے سے بات کروں گی۔ یہ کسی کی ذات کی point scoring نہیں ہے لیکن فلاحی ریاست بنانے کے لئے اگر ہم ایک فلاحی بجٹ پیش کرتے۔ آج تیس لاکھ نوجوان ڈگریاں لے کر ہاتھوں میں نوکریوں کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ اس کے بعد صوبائی خود مختاری کے حوالے سے صوبہ کے پاس محصولات بھی بڑھ گئے ہیں اور تعلیمی نظام مرکز سے نکل کر صوبائی حکومت کے پاس آ گیا ہے۔ میں ان سے یہی گزارش کروں گی کہ سب سے پہلے نظام تعلیم کو equal کیا جائے اور پانچ طرح کی تعلیم کے نظام کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر انڈسٹری لگانے سے ایک تو بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا اور دوسرا وزراء کی مراعات اور ہماری مراعات بھی اگر کم کر کے یہاں عوام کی بہتری ہوتی ہے تو ضرور بہتری کرنی چاہئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر خواتین کے لئے 15۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے لیکن اس کی پلاننگ کوئی نہیں ہے کہ وہ کس جگہ پر استعمال ہو گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس کی تفصیل اس بجٹ میں ہونی چاہئے تھی کہ آیا آپ ہمیں کس سیکٹر میں دیتے ہیں۔ اس میں ورکنگ وومن کا مسئلہ ہے ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کا مسئلہ ہے، آپ دیکھیں کہ پچھلے دس سالوں میں TEVTA کا 2۔ارب روپیہ lapse ہوا اس کے بعد پھر TEVTA کو 2۔ارب روپے دے دیا گیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی آتی ہیں لیکن ہمیں ہنر مند بنانے کے لئے بالخصوص اس بجٹ میں کوئی ایسا فلاحی طریق کار رکھنا چاہئے تھا کہ واضح ہو تا کہ اس ملک میں خواتین 52 فیصد ہیں یہ پیسے

ان کی فلاح کے لئے کیسے خرچ کئے جائیں گے؟ یہاں پر چار کروڑ ایکڑ اراضی کا فیصلہ کیا گیا کہ غریب کسانوں کو لیز پر دی جائے گی۔ میں نے پہلے بھی اپنی بجٹ تجاویز میں یہ بات کی تھی تو یہاں پر چیف منسٹر صاحب بیٹھے تھے اور آپ نے مجھے بات نہیں کرنے دی۔ اس زمین کو دینے کا طریق کار کیا ہوگا؟ جو انہوں نے طریق کار طے کیا اس میں ایگریکلچر کے graduate، اب آپ دیکھیں، خود سوچیں کہ ایک کھیت میں کام کرنے والی خاتون جو دن رات کھیتوں میں کام کرتی ہے وہ graduation تو نہیں کر سکتی، اس نے تو محنت کرنی ہے۔ وہ محنت کش خاتون ہے۔ اگر مردوں کے ساتھ ساتھ ایسے مزارع جو سالہا سال سے اپنے جاگیرداروں کی زمینوں پر کام کرتے ہیں ہم ان کو یہ زمینیں دے دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کے چالیس لاکھ گھروں میں ایک معاشی خوشحالی آسکتی ہے۔ یہ صوبہ پنجاب کی خوش قسمتی ہوگی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ انقلابی کام ہوگا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب خود کہتے ہیں کہ معاشی بدحالی اتنی ہے کہ کہیں خونی انقلاب نہ آجائے۔ میں یہ بات کہوں گی کہ ان کی بات سچ ہے لیکن اس کے لئے ہمیں یہ سوچنا ہے، یہ ہمارے پاس فورم ہے اور ہم نے ہی legislation کرنی ہے اور ہم نے ہی لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے۔ رہی بات جنوبی پنجاب کی تو یہ بہت اچھا کام کیا ہے کہ 52-ارب روپیہ ان کے لئے رکھا ہے۔ ان کا احساس محرومی تو چلیں اب ختم ہوا لیکن دوسری بات ہے کہ ان کی ڈویلپمنٹ اور فلاح کے لئے کام ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ صحت کی مد میں بہت کم پیسے رکھے گئے ہیں۔ ہم as a volunteer آپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہیں، یہاں پر ہیلتھ منسٹر بھی ہوں گے۔ آپ میو ہسپتال میں ایک کاؤنٹر لگا کر بیٹھ جاتے ہیں وہاں پر دیکھتے ہیں کہ دیگر اضلاع سے کتنے مریض آتے ہیں جن کو بنیادی صحت نہیں ملتی۔ ہم نے ہر ضلع کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے ہیں تو پھر آپ جنرل ہسپتال میں جاکر دیکھیں، آپ PIC میں جاکر دیکھیں، آپ سروسز ہسپتال میں جاکر دیکھیں، آپ ملتان کے نشتر ہسپتال میں جاکر دیکھیں کہ جو دوسرے چھوٹے ضلعوں سے لوگ آتے ہیں کیا وہاں کا ایم ایس یا ای ڈی او ہیلتھ ہے وہ ان کو بنیادی صحت دیتا ہے؟ ان کے لئے بھی ایک strategy plan کرنی پڑے گی۔ یہ بجٹ بہت اچھا ہے، متوازن ہے لیکن میں امید کرتی ہوں کہ جب تک یہاں پر ایک فلاحی ریاست نہیں بنے گی اتنی دیر تک آپ کوئی ٹیکس نہ لگائیں۔ عوام آپ پر آنکھیں لگا کر بیٹھی ہوئی ہے کہ

یہاں پر غربت کا خاتمہ ہو۔ جب فلاحی ریاست بنے گی تو یہاں پر کوئی خودکشی نہیں کرے گا۔ ٹھیک ہے کہ سستی روٹی بنیادی ضرورت ہے میں اس کوcriticize نہیں کرنا چاہتی ہوں اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بھی ایک اچھی بات ہے لیکن اس سے بڑھ کر ایک قدم اور ہمیں غریبوں کے لئے کام کرنا چاہئے جو سب کے لئے اجتماعی ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح یہ صوبہ اور بہتری کی طرف جائے گا۔ میں وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ واقعی وزیر خزانہ فلاحی ریاست کے لئے کام کرکے یہ ثابت کریں گے کہ جس طریقے سے انہوں نے اتنی محنت سے بجٹ بنایا وہ بالخصوص خواتین کے لئے پلاننگ کریں گے، جس کے لئے ہم سےrecommendations لی تھیں، یہ ان کو سامنے رکھ کر پلاننگ کی جاتی تاکہ پتا چلتا کہ 15۔ارب روپیہ کہاں خرچ ہونا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ خالد اصغر گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے انداز میں اس دن تقریر کی اور بڑی اچھی آواز میں ہمیں تقریر سنائی۔ جہاں تک اس بجٹ کے ٹیکس فری ہونے اور عوام دوست ہونے کی باتیں ہو رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوام کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے جب فیڈرل گورنمنٹ کا بجٹ آتا تھا یا صوبہ کا بجٹ آتا تھا تو لوگ بڑی توجہ کے ساتھ وہ بجٹ سنتے تھے۔ ان کو امید ہوتی تھی کہ شاید اس بجٹ میں ہمارے لئے کوئی ریلیف ہوگا لیکن آج جو بجٹ پیش کئے جا رہے ہیں اور جو بجٹ پنجاب حکومت نے پیش کیا ہے اس میں کروڑوں اور اربوں کے اعداد و شمار اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر رکھ کر ہمیں سنا دیا گیا ہے۔ اگر اس کو غور سے دیکھیں تو ہمیںgood governance اور پنجاب کی کارکردگی کہیں نظر نہیں آتی۔ اگر good governance بھوک اور افلاس کو کہتے ہیں تو وہ تو بہت بڑھ چکی ہے۔ اگر good governance آپ کرائم کو کہتے ہیں تو اس کی ratio بھی کم از کم تیس فیصد بڑھ چکی ہے۔ ڈکیتیاں بہت بڑھ چکی ہیں، چوریاں ہو رہی ہیں اور قتل و غارت ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اگرeducation sector میں دیکھیں تو چالیس سے پچاس ہزار سکول اس وقت بھیbasic facilities سے عاری ہیں۔ تعلیم کا دوہرا معیار شروع کر دیا گیا ہے یہ دنیا کے کسی ملک میں

حکومتی سیکٹر میں نہیں ملے گا کہ کچھ لوگوں کے لئے آپ اربوں روپے رکھ دیں اور لاکھوں، کروڑوں لوگوں کے لئے بھی آپ اتنے ہی پیسے رکھ دیں۔ اس بات کی سمجھ کم از کم مجھے نہیں آسکی کہ اس کا ultimately کیا فائدہ ہوگا؟ جو کروڑوں بچے ہیں وہ کہاں پر بیٹھے ہیں اور چند ہزار بچوں کو آپ کہاں پر لے کر جارہے ہیں؟ پچھلی گورنمنٹ کے کچھ mega projects تھے جیسے لاہور سے سیالکوٹ روڈ، گجرات اور سیالکوٹ کے درمیان دریا چناب پر ایک شہباز پور پل تھا،وزیر آباد کا Cardiac Hospital تھا اگر وہ جلدی مکمل ہوجائے تو اس سے کم از کم چھ اضلاع فائدہ اٹھائیں گے لیکن صرف اور صرف ان پراجیکٹ کو slow کر دیا گیا اور اس میں funding بہت کم کر دی گئی صرف اس لئے کہ شاید ان کے نزدیک گجرات بستا ہے لیکن گجرات کے عوام بھی پنجاب کے عوام ہیں ان کو شمار کیا جائے اور ان لوگوں کی جو مشکلات ہیں ان کو دیکھا جائے۔ جناب وزیر موصوف خود گجرات سے تعلق رکھتے ہیں تو خود وزیراعلیٰ صاحب کو میرے خیال میں ان معاملات کو بخوبی سمجھا بھی سکتے ہیں۔ میں درخواست کروں گا وزیر خزانہ صاحب ان چیزوں کو ضرور وزیراعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں پچھلے سال میں کسان کو بہت نقصان ہوا ہے،چاول کی فصل میں دیکھ لیں اور پھر جب گندم آئی تو گورنمنٹ نے کہا کہ ہم یہ گندم کسان سے خریدیں گے لیکن اس کا طریق کار اتنا غلط رکھا گیا کہ کسان کو بالکل اس حد تک فائدہ نہیں ہو سکا بلکہ اس میں لوگ ذلیل وخوار زیادہ ہوئے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کالاباغ ڈیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بھی کالاباغ ڈیم پر بہت بحث ہوئی اور پھر اے این پی اور سندھ کے کچھ وڈیروں نے بھی مخالفت کی۔ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو کالاباغ ڈیم کو ہر صورت میں بنانا ہے۔ اگر پاکستان میں یہ نہ بن سکا تو کم از کم ہمیں پنجاب کی طرف سے کالاباغ ڈیم کے مقام پر پنجاب کے حصہ کے پانی کو سٹور کر کے ایک ڈیم بنانا چاہئے اس کا نام بے شک آپ کالاباغ ڈیم رکھیں یا کچھ اور رکھیں لیکن یہ بات ممکن ہو سکتی ہے اگر ہمارے Irrigation Department اور وزیراعلیٰ صاحب اس پر غور وخوض کریں کہ اگر اسی جگہ پر جو صرف پنجاب کا پانی ہے اس کو سٹور کیا جائے اور اس پر جو اس کی بلندی ہے اس کو پہلے سے تھوڑا کم کر لیا جائے تا کہ سرحد اور کسی دوسرے صوبے کا کوئی اعتراض نہ رہے اور وہ ڈیم صرف اور

صرف پنجاب کے لئے ہو اس پر ضرور غوروخوض کرنا چاہئے،Irrigation Department اور specialist لوگوں کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترم یعقوب ندیم سیٹھی صاحب!۔۔۔نہیں ہیں، سید احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب!۔۔۔نہیں ہیں، ڈاکٹر اسماء ممدوٹ صاحبہ!۔۔۔نہیں ہیں، جناب خرم نواب صاحب ہیں؟ نہیں ہیں۔عارفہ خالد صاحبہ مجھے کہہ گئی ہیں کہ میں چند منٹ کے بعد آتی ہوں، یہ ٹائم ان کا ہے۔ آگے سردار شیر علی گورچانی صاحب!۔۔۔نہیں ہیں، کرنل نوید صاحب کا بھی نام ہے، وسیم افضل صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں؟، جناب طاہر احمد سندھو صاحب! جی، آپ کے فوری بعد پھر عارفہ خالد صاحبہ کا نمبر آئے گا۔ عارفہ خالد صاحبہ آگئی ہیں۔سندھو صاحب! excuse me وہ اپنے نمبر پر آگئی ہیں۔بہت مہربانی، ان کے بعد آپ کا نمبر ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب اور حکومت پنجاب کو آج کے challenges کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انہوں نے بہترین بجٹ پیش کیا اس کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو کچھ انگلش کے sentences آجائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں جی، میں اس کی اجازت نہیں دوں گا، آپ اردو میں تقریر کریں، اس کی اجازت نہیں ہے، اگر آپ کو اجازت دوں گا تو پھر باقیوں کو بھی دینی پڑے گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہم نے بڑے مشکل حالات میں حکومت کا چیلنج قبول کیا کیونکہ جو حالات over the year create کئے ہوئے تھے ان کے اندر یہ والا چیلنج ایک بڑا چیلنج بن جاتا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ?Who can deny کہ جو terrorism ہے وہ ہماری ایک ایک گلی میں اور ایک ایک محلہ میں، دیہاتوں میں اور ہر جگہ پہنچا ہوا ہے۔ان حالات کے اندر اس وقت صوبہ کو امن وامان سے چلانا، باقی مسائل کا خیال رکھنا یہ سارے کا سارا بہت بڑا چیلنج ہے، وہ پنجاب حکومت کو ورثہ میں ملا۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ بھی ہم deny نہیں کرسکتے کہ بہت سی قومیں اس وقت اپنی

geographical territory سے باہر نکل کر جی رہی ہیں اور دوسری قوموں کے مسائل حل کرنے کی شکل میں ان کے مسائل بڑھا بھی رہی ہیں اور ہماری negative forces کو نہ صرف support دے رہی ہیں ایسی forces کو انہوں نے اس حد تک ہمارے لئے بھیانک شکل اختیار کروادی ہے کہ ہمیں ان کو handle کرنے کے لئے بہت بڑا بجٹ چاہئے۔ ان سارے challenges کو سامنے رکھنے کے باوجود ہم لوگوں نے اس وقت جس طرح کا متوازن بجٹ پیش کیا ہے یہ بالکل مبارکباد دینا ہم سب کا فرض بنتا ہے ،اس میں ،میں یہ ضرور add کروں گی کہ جس طرح آج کل globalization and media کا دور ہے اور کوئی چیز اس وقت دنیا میں کہیں چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اسی سال کے اندر International Transparency Report آئی ہے اور اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ جو 2006 کی صوبہ پنجاب کے حوالے سے رپورٹ تھی اس میں پنجاب most corrupt صوبہ تھا اور اس وقت پنجاب کو ماشاءاللہ بہترین صوبوں کے اندر consider کیا گیا تو یہ ایک چھوٹی بات نہیں ہے اس میں کوئی political influence شامل نہیں تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب چیزیں کسی کے کہنے پر نہیں بنائی جاتیں اور ایسی reports خود سے تیار نہیں کی جاتیں بلکہ یہ بہت بڑا indicator ہوتی ہیں کہ پنجاب جو ہے وہ ترقی کی طرف کس طرح گامزن ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایک بات لانا چاہوں گی کہ already پنجاب کو میں کہوں گی کہ a drop in ocean ہے اور آپ اس drop کے کتنے حصے کریں گے، کیا یہ سب کے مل جل کر رہنے کا ٹائم نہیں ہے، کیا اس وقت جو terrorism ہمارے بارڈر سے سرائیت کر کے اندر آچکی ہے اس کو اکٹھے fight کرنے کا ٹائم نہیں ہے؟ اس وقت اس قسم کی باتیں کرنا تو میں صرف یہی کہوں گی کہ جب بہت سے صوبے بنانے کی باتیں کی جاتی ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ negative forces اپنا کام ضرور کر رہی ہیں جو اپنے geographical territory سے باہر ہو کر جی رہی ہیں اور ہمارے geographical territory کے بارے میں الٹے سیدھے خیالات لوگوں کے ذہن میں ڈالتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ چونکہ آج ترقی کا دور ہے اور چیلنج بہت بڑا ہے تو ہمیں اپنی speed کا جو pace ہے اس کو اس کے مطابق کرنا ہے۔ اس وقت دنیا جس pace پر چل رہی ہے اس کے اندر industrialization کا بہت بڑا role ہے اور اس وقت میں industrialization کے

حوالے سے چھوٹی سی مثال دوں گی کیونکہ ٹائم مخصوص ہے فی الحال پنجاب انڈسٹریل سٹیٹ نے جس کو ہم سب PIE کے نام سے جانتے ہیں۔ انہوں نے سندر کے پلاٹس جو پانچ سال سے بیکار پڑے ہوئے تھے اور جن کی مدت صرف چھ مہینے کی تھی اور چھ مہینے کے اندر وہاں پر انڈسٹری لگنی تھی، ان پلاٹس میں انڈسٹری نہیں لگی، ان پلاٹس کو cancel کیا گیا اور وہاں دوبارہ نئے طریقے سے ان کو rehabilitate کرنے کے لئے اس سلسلے میں نیا پروگرام دیا گیا ہے اور لوگوں کو تین مہینے کا ٹائم دیا گیا ہے کہ وہ دوبارہ سے ان کے اندر اپنی انڈسٹری کو واپس لے کر آئیں، otherwise یہ ان لوگوں کو دیئے جائیں گے جو لوگ اس وقت industry لگانے میں serious ہیں اور industry نہ لگنے کی ایک بہت بڑی وجہ میرے خیال میں hydel projects کا نہ لگنا تھا جو 1996 میں لگ جانے چاہئیں تھے اور ان پر کام ہونا چاہئے تھا، اس وقت کی problems کی وجہ سے پچھلی حکومت نے اس پر کوئی کام نہیں کیا تو ہمارے وہ سارے projects collapse ہوتے چلے گئے اور eventually یہ میاں محمد شہباز شریف کی بہت بڑی effort ہے کہ انہوں نے دوبارہ سے ان کو پنجاب حکومت کے لئے restore کروایا اور اب انشاءاللہ industries کے اندر آپ کو اس کی ترقی کے کوئی نہ کوئی راستے نظر آئیں گے۔ میں یہاں پر یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ جو three new industrial estate شیخوپورہ، رحیم یار خان اور سرگودھا میں چیف منسٹر نے جو پروگرام approve کیا ہے اس کے ساتھ 82 ہزار لوگوں کی employment کا بندوبست ہوگا اور three hundred and thirty thousand لوگوں کی indirect employment ہوگی۔ Which is a very big thing اور پنجاب میں اس کی بہت سخت ضرورت تھی۔ جب بھی کسی جگہ کوئی industrial activity ہوتی ہے تو اس جگہ پر صوبہ کی ترقی آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہے۔ صرف یہی project اگر ٹھیک سے ہو گئے تو آپ یقین کریں کہ آپ ایک نیا پنجاب دیکھیں گے جس کو آپ کسی طرح سے بھی غریب صوبہ نہیں کہہ سکیں گے۔

جناب سپیکر! اسی جگہ میں تھوڑا سا سستی روٹی کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ بار بار اس کو criticize کیا گیا، اس کو تھوڑی دیر کے لئے ضرور ہم نے freeze کیا کیونکہ اس میں corruption ہوئی، اس سے ہم deny نہیں کرتے۔ جہاں پر corruption ہوتی ہے ان چیزوں کو بند نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو دوبارہ سے بہتر بنا کر واپس لایا جاتا ہے اس لئے 13 ہزار 980 تنوروں کی بجائے 10 ہزار 660 تنور دوبارہ سے واپس

آئے اور ان تنوروں کو خاص طور پر ان areas میں لگایا گیا جیسا کہ کچی آبادی، ریلوے کالونیز، بس سٹاپس اور ایسی جگہیں تھیں جہاں صرف غریب غرباء کا رہنا تھا جبکہ ہمیں کہا گیا کہ آپ کے تنور گلبرگ میں لگے ہوئے ہیں اور آپ کے تنور ایسے areas میں کام کر رہے ہیں جہاں پر امراء رہتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ ان کو check کیجئے، یہ تنور خاص طور پر وہاں ہیں جہاں آبادی زیادہ ہے اور غریب غرباء کی رہائش ہے۔

جناب سپیکر! دانش سکول کا بار بار ذکر ہوا، دانش سکول اس وقت already بننے کی stage میں ہیں، چشتیاں، رحیم یار خان اور حاصل پور میں یہ سکول زیر تکمیل ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کہاں ہیں؟ ان کی شکل دکھائیں اور جب ہم اس کو mention کرتے ہیں تو پھر ان کو شاباش بھی دینی چاہئے۔ Because I think کہ اگر ہم ان کے سوال کا جواب دے دیں تو atleast being together living in the same Province ہم یہ ضرور deserve کرتے ہیں کہ ہماری حکومت کو شاباش ضرور دی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شاباش۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اسی طرح being a woman میرا جو بات کرنے کا right ہے وہ یہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ عورتیں itself ایک institution ہوتی ہیں اور آپ ایک inherent factor سے deny نہیں کر سکتے That every woman is a mother وہ ایک mother instinct کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ عورت کا دل ماں کے جذبہ کے ساتھ even کہ ایک چھوٹی بچی کے اندر آپ یہ چیز note کر سکتے ہیں کہ اس کے اندر ایک ماں کے احساسات ہوتے ہیں تو Being a woman I am very pleased to say that کہ جو 15 بلین کا بجٹ خواتین کے لئے رکھا گیا، ان کو empowerment کے لئے دیا گیا یہ ایک بہت بڑا اقدام ہے۔ اس کے اندر سب سے بڑی بات جو میں خواتین کے لئے کہوں گی کہ مجھے فخر ہے کہ یہاں پر نہ صرف خواتین اور handicapped بچوں کے لئے 250 ملین دیئے گئے ہیں اس میں صرف یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ان کو گورنمنٹ سکولوں میں بیٹھنے کی بھی اجازت دی جائے تاکہ جو normal بچے ہیں وہ بھی ان کو سمجھ سکیں کہ ان بچوں کی کیا responsibility ہے؟

جناب سپیکر: جی، Wind up کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میں wind up کر رہی ہوں۔ آپ مجھے تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دے دیں۔ میں خواتین کے حوالے سے صرف تھوڑا سا ٹائم لینا چاہتی ہوں۔ خواتین کے لئے جو Sports Complex بنائے جا رہے ہیں، جس میں cricket grounds ہیں، Gymnasium ہیں اور Tennis Courts ہیں۔ All these things are there. We are making these things in the cluster of schools. یہ ہم cluster of schools دیکھ کر ان کے درمیان میں ایسے complexes بنا رہے ہیں تاکہ خواتین benefits حاصل کر سکیں۔ 159 ملین کا بجٹ صرف social protection کے لئے خواتین کو دیا گیا ہے اور اس بجٹ کی جو schemes ہیں وہ صرف اور صرف gender reforms پر خرچ ہوں گی۔ یہ بہت بڑی achievement ہو گی اور اس میں جو سب سے بڑی achievement خواتین کے حوالے سے ہے اس کا میں ذکر کرنا چاہوں گی جو block allocation of Rs. 200 millions just for women کی گئی ہے یہ ایک بہت بڑی چیز ہو گی جس میں public representatives بتائیں گے کہ کس طریقے سے کہاں پر problems ہیں اور اس میں صرف خواتین اور gender related issues کو سامنے لا کر دور کیا جائے گا۔ اس پر میں سمجھتی ہوں کہ میں اپنے پورے صوبہ کے لوگوں سے جس میں ہماری سب parties شامل ہیں انہیں above party line ہو کر appreciate کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح کے بجٹ کی آج سے پہلے allocation کبھی نہیں کی گئی تھی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! آپ نے تو آتے ہی میرا ٹائم ختم کر دیا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گی کہ social reforms, women empowerment, handicapped children یہ ساری چیزیں جو fragility کے دائرے میں آتی تھیں ان کو زندگی میں پہلی بار اس طریقے سے address کیا جا رہا ہے۔ آج اس forum پر کھڑے ہو کر میں یہ بات بڑے فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ آج کی خاتون کو اپنے social, political and legal rights کا پتا ہے۔ انشاء اللہ ہم سب مل کر حکومت کا ساتھ دیں گے اور اس کے ساتھ مل کر چلیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بہت شکریہ۔ اب طاہر احمد سندھو صاحب!

**جناب طاہر احمد سندھو:** شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کل جو عوام کی حالت ہے میں اس کا آغاز فیض کے اشعار سے کروں گا۔ فیض صاحب فرماتے ہیں کہ:

ربّا سچیا توں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ اے توں

ساڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
ساڈا نیب تے عالیجاہ اے توں
ایس لارے تے ٹور کد پُچھیا اے
کیہہ ایس نمانے تے بیتیاں نیں
کتے دھونس پولیس سرکار دی اے
کتے دھاندلی مال پٹوار دی اے
ایویں ہڈاں اچ کلپے جاں میری
جیویں پھائی اچ کونج کرلاندی اے
چنگا شاہ بنایا ای ربّ سائیاں
پولے کھاندیاں وار نئیں آوندی اے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کی حالت بہت ابتر ہے اور انسان جو اشرف المخلوقات ہے کیا یہ پولے کھانے کے لئے یہاں آیا تھا، کیا ہم آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے یہی حالات چھوڑ کر جا رہے ہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں حلقہ میں جاتا ہوں تو میری گاڑی کے پاس بچے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تن سے ننگے، پاؤں سے ننگے، وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کون سا پاکستان تھا، قائد کے پاکستان نے ہمیں کیا دیا، کیا ہم انسان نہیں ہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزاد پیدا نہیں، کیا ہمارا مقدر غلامی ہے؟ جب ان کی سرخ آنکھوں سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ معصوم

چہروں سے مجھے کہہ رہے ہیں کہ تم جس گاڑی پر آئے ہو یہ ہم تم سے چھین لیں گے، ہاں! چھین لیں گے اگر تم نہیں دو گے تو تمہارا گلا کاٹ کر لے جائیں گے۔ یہ genuine حالات ہیں جو ہمارے ملک میں اس وقت ہیں۔ باتیں تو بہت سی کرنے والی ہیں لیکن گزارش یہ ہے کہ پچھلے باسٹھ سال میں ہم جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں۔ ایک اُمید کی کرن وہ یہی تھی کہ یہاں جمہوریت آئے گی، لوگوں کے مسائل کا حل ہو گا اور خدا گواہ ہے کہ میں نے ایک مسیحا کو ووٹ دیا تھا۔

جناب سپیکر! ایک دن میں سڑک پر جا رہا تھا تو میرا ڈرائیور کہتا ہے کہ یہ لائٹیں تب جلیں گی جب میاں شہباز شریف آئیں گے۔ الحمد للہ اس وقت پنجاب گورنمنٹ کی کارکردگی اپنی جگہ لیکن میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ سب سے جو بُری مرض ہے، جان لیوا مرض ہے وہ کرپشن ہے۔ کرپشن کی سرکوبی کے لئے ہماری حکومت دن رات کوشاں ہے اور انشاءاللہ العزیز آپ دیکھیں گے کہ وقت کے ساتھ ساتھ کرپشن کو کنٹرول کر لیں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کرپشن کو کنٹرول کر لیں تو آج ہمارا بجٹ اگر 522۔ارب روپے کا ہے تو سمجھیں کہ وہ 1500۔ارب کا بن سکتا ہے کیونکہ کرپشن کی وجہ سے ہمیں کافی مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں نے پہلے بھی فیض کے اشعار سے عرض کیا کہ قائد محترم نے جب پہلے دن تقریر کی تھی تو انہوں نے ایک اعلیٰ نباض کی طرح صحیح نبض پر ہاتھ رکھا تھا اور مجھے آج بھی ان کی وہ statement یاد ہے کہ اگر کسی شعبے میں ایمرجنسی کی ضرورت ہے تو وہ ایجوکیشن کا شعبہ ہے۔ اس شعبے میں اگرچہ ہماری حکومت نے خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کی ہیں، آئی ٹی لیب، لائبریریاں اور الحمد للہ 35ہزار ایجوکیٹرز کی میرٹ پر بھرتی کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اور ابھی منازل طے کرنے کے لئے ہمیں شبانہ روز محنت کرنا ہو گی۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہیلتھ کے شعبے میں الحمد للہ ہماری حکومت نے بہت ہی احسن اقدامات کئے ہیں اور کافی investment کی ہے، اس کے بڑے خاطر خواہ نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میرے حلقہ کی ایک غریب بچی جس پر تین لاکھ روپے خرچ ہوتا تھا، فیصل آباد میں جو پی آئی سی ہسپتال ہے وہاں سے free of cost انہوں نے علاج کروایا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور قائد محترم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک امن عامہ کا مسئلہ ہے تو میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ ہمارا ملک ایک state of war میں ہے۔ ہمارا ملک جو ایک میدان جنگ بنا ہوا ہے، ہم proxy war لڑ رہے ہیں جو کہ ہمیں ایک ڈکٹیٹر دے کر گیا ہے لیکن اس کے باوجود الحمد للہ یہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے دنوں بھی تین ڈویژن کی ایک میٹنگ ہوئی تھی اس میں فیصل آباد، سرگودھا اور راولپنڈی ڈویژن کی میٹنگ ہوئی تھی اور وہاں ہمارا یہ consensus تھا کہ crime rate کافی حد تک نیچے آ گیا ہے اور انشاءاللہ جس طرح ہماری گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ اچھے آفیسر RPO اور DPO level پر تعینات کئے جا رہے ہیں انشاءاللہ العزیز وقت آنے پر خاطر خواہ نتائج نکلیں گے۔

جہاں تک good governance کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے قائد محترم مبارکباد کے مستحق ہیں کہ پہلی دفعہ پاکستان میں welfare estate کا concept introduce کروایا گیا ہے۔ پہلی دفعہ یہاں پر مفت تعلیم، مفت علاج اور سستی روٹی کا introduction کروایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہمارے لئے باعث فخر ہے اور انشاءاللہ العزیز اگر اس قسم کی سوچ ہو گی تو بہتر سے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں دہشتگردی کی activities کی وجہ سے ہمارے پولیس کے کافی نوجوان شہید ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ وہ ہمارے صوبہ اور وطن کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں ان کو مختلف سوسائٹیوں میں entitlement کے مطابق پلاٹ دینے چاہئیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور عوام کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک ہمارے accountability laws ہیں، بجٹ پر جن کا براہ راست اثر ہوتا ہے وہ ہے inefficiency اور corruption ہمیں چاہئے کہ وہ laws جو ہیں ان کو نئے سرے سے revise کریں، ان کو update کریں اور active کریں تاکہ احتساب کا عمل جو ہے وہ نہ صرف شفاف ہو بلکہ مؤثر بھی ہو تاکہ ہمارے ملک میں کرپشن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور روز روشن کی طرح ہمارا ملک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گاڑیوں کے لگژری ٹیکس کے حوالے سے ایک مسئلہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس پر اپنا point of view بتا دیں۔ میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، جاوید صاحب بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھیں کہ وہ کوئی جواب دینا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلے speeches کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، آپ صرف پانچ منٹ دے دیجئے، ان سے پوچھ لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ بات کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، انہیں پتا ہے۔ آپ پوچھ تو لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! شیخ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ٹیکسز کے بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: ہم بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! بعد میں کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات کرنی ہے تو پھر ان سے جا کر کر لیں۔ جب ان کو بھی نہیں پتا، House کو بھی نہیں پتا تو آپ ان سے مل لیں۔ in the meanwhile ایک ممبر speech کر لیتے ہیں اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ اگر وہ کہتے ہیں تو آپ take up کر لیجئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کے آنے سے پہلے شیخ صاحب House میں بات کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب تک ایک ممبر بات کرتا ہے تو اتنی دیر میں آپ ان سے بات کر لیں۔ جی، عبدالحفیظ خان صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ خان صاحب جی، محترمہ!

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! میں آپ کے knowledge میں ایک بات لانا چاہتی ہوں، مجھے اُمید ہے کہ وہ already آپ کے نوٹس میں ہوگی۔ یہاں House میں صبح جو بھی ہوا مجھے اس بات کا بہت افسوس ہوا کہ hon'able CM صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے اور ان کے منع کرنے کے باوجود، بہت سارے منسٹر صاحبان کے intervene کرنے کے باوجود جو language use کی گئی اور جو بھی ہوا میڈیا obviously سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اس وقت عالم یہ ہے کہ میں نہیں سمجھتی کہ یہ الفاظ اس قابل ہیں کہ میں انہیں repeat کروں کہ جو tickers میڈیا پر چل رہے ہیں This is too much یہاں جو ہوتا ہے وہ سب دیکھتے ہیں، کسی کو یہ right نہیں ہے کہ وہ کسی کے بارے میں اس طرح کی زبان استعمال کرے۔ آپ یہ باتیں کر کے اپنی brought up، اپنا background show کرتے ہیں، جو زبان آپ بولتے ہیں وہ آپ کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتی ہے لیکن hon'able Sheikh Ala-ud-Din صاحب کے نام سے جو tickers میڈیا پر چل رہے ہیں اور جو باتیں میڈیا پر چل رہی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ کسی عورت کے بارے میں ایسی باتیں کرنا سراسر زیادتی ہے۔ میں اس کو condemn کرتی ہوں اور تمام اپوزیشن کے ممبران کی جانب سے میں یہ کہتی ہوں کہ ہم اس اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں اور ہم شیخ علاؤالدین کے خلاف اپوزیشن کی طرف سے ایک Privilege Motion پیش کریں گے اور میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ اس کو justify کریں گے؟ جو زبان شیخ علاؤالدین صاحب نے استعمال کی اور میں آج یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ چیف منسٹر صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ایسے لوگوں کو وہ اپنی پارٹی میں لے کر گئے ہیں۔ ایسے لوگ جو ان کی بات بھی سننے کو تیار نہیں ہیں، ایسے لوگ جو منسٹر صاحبان کی عزت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور شیخ صاحب یہ کس کو بتائیں گے کہ ثمینہ خاور حیات کو کس نے نوازا، اس کے خاندان کو کس نے نوازا؟ شیخ صاحب پہلے یہ بتائیں کہ ان کو کس کس نے نہیں نوازا؟ یہ کون ہوتے ہیں ہماری ممبر کے بارے میں ایسی باتیں کرنے والے، یہ پہلے یوں کر کے تو دیکھیں کہ ان کا اپنا دامن کتنا پاک ہے؟ ان کو کیا حق ہے کہ ایک عورت کے بارے میں یہ ایسی باتیں کریں۔ ان کو شرم آنی چاہئے۔ کیا اس House میں بیٹھا کوئی ممبر اس language کو justify کرے گا، کیا کوئی اس زبان کو justify کرنے

کے لئے تیار ہے، ایک عورت کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ میں اس کی کرتوتیں بتاؤں تو کیا مطلب ہے ان باتوں کا؟

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب پہلے بات کر لیں۔

**شیخ علاؤ الدین:** جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینے کی اجازت چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ پہلے لاء منسٹر صاحب کی بات سُن لیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جب شیخ صاحب نے پہلے بات کرنا چاہی تو اس وقت چیف منسٹر صاحب بھی موجود تھے۔ اپوزیشن کی طرف سے جب روکا گیا تو یہ جذبات میں آ گئے اور انہوں نے ایک فقرہ ایسا بولا اور میں اس بات کو بالکل تسلیم کرتا ہوں کہ ایسے فقرے personal level پر جا کر ممبران کو ایک دوسرے کے خلاف نہیں بولنے چاہئیں۔ میرے خیال میں اپوزیشن کے ممبران بھی خود اس وقت دیکھ رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے کہا کہ آپ شیخ صاحب کو سمجھائیں اور انہیں روکیں حالانکہ جو بات یہ کرنا چاہتے تھے غالباً یہ اب وہی بات کریں گے جو میں sense کر رہا ہوں۔ پھر انہیں روکا گیا کہ آپ اس بات کو چھوڑیں اور next جو مقرر ہے اس کو پھر بات کرنے کی اجازت دی گئی۔ دیکھیں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میڈیا کیا ticker چلا رہا ہے۔ اگر تو وہ الفاظ جو ادا نہیں ہوئے اس سے علیحدہ کوئی ticker media اپنے پاس سے چلا رہا ہے تو بالکل ہم میڈیا سے بھی بات کرنے کو تیار ہیں لیکن یہاں پر اگر کوئی ایسی بات ہو گی جو کہ بعد میں ہمیں دیکھ کر یہ محسوس ہو کہ یہ بات درست نہیں ہے یا ہمارے لئے کوئی فخر کا باعث نہیں ہے یا شرمندگی کا باعث ہے تو بات یہ ہے کہ اس بات کا پھر ہمیں خود خیال کرنا چاہئے۔ اگر media exaggerate ہے تو ہم بالکل میڈیا سے بات کرنے کو تیار ہیں۔ ہم ان کے سامنے بھی یہ بات کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں فلاں جگہ پر exaggeration کی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں، لغاری صاحب اس وقت تشریف فرما ہیں، اگر قائد حزب اختلاف اور سپیکر صاحب بیٹھ جائیں، میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں۔ اگر اس بارے میں آپ یہ طے کریں کہ جو ممبر اس حد تک جائے اور دیکھیں یہ ہوتا دونوں

طرف سے ہے یعنی اگر آج یہ بات point out ہو گئی ہے تو یہ علیحدہ بات ہے لیکن ہوتا دونوں طرف سے ہے۔ اگر Chair چاہے اور Chair کے پاس بالکل یہ اختیار ہے اگر آپ مناسب سمجھیں کہ جو ممبر اس fault میں پایا جائے، آپ تین sitting سے یا rest of the session سے اسے House میں آنے سے روک دیں تاکہ discipline enforced ہو اور یہ personalized قسم کا character نہ ہو۔ آج سے کچھ دن پہلے بھی اسمبلی چیمبر میں دو خواتین کی طرف سے اس قسم کا مظاہرہ ہوا۔ میں نے اس سلسلے میں پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ سے بھی بات کی ہے۔ کل میری بات ہوئی ہے غالباً آج راجہ صاحب نہیں آئے۔ پارٹی سطح پر بھی action ہوا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ House کی سطح پر بھی action ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیموکریسی maturity کی طرف اسی وقت جائے گی جب ہم ان چیزوں کا خیال رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے خیال میں اس پر واک آؤٹ کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ قیمتی وقت ہے آپ نے بجٹ پر بحث کرنی ہے۔ آپ قائد حزب اختلاف کا پتا کروالیں اگر وہ موجود ہیں تو پھر سپیکر صاحب، ڈپٹی سپیکر صاحب بھی موجود ہیں اور ہم آج ہی بیٹھنے کو تیار ہیں لیکن اس میں یہ دیکھنے والی بات ہے کہ اگر آپ کی طرف سے کسی کے خلاف action ہو تو پھر آپ اسے بھی اتنی ہی فراخدلی سے لیں اور اگر ہماری طرف سے ہوا تو انشاء اللہ ہم اس میں قطعی طور پر کسی رُو رعایت سے کام نہیں لیں گے۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے مشکور ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** سیمل کامران صاحبہ! ایک منٹ۔ شیخ صاحب! ذرا آپ بھی ایک منٹ تشریف رکھئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر آفس یا سپیکر کا عہدہ Custodian of the House ہوتا ہے اور تمام ممبران نے مل کر اس House کی sanctity کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ ایک طرح سے ہم لوگ باقی تمام معاشرے کے لئے role model بھی ہوتے ہیں کیونکہ جن سے آپ ووٹ لے کر آئے ہوتے ہیں یا جن کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان کے نمائندے جا کر کیا کر رہے ہیں؟ اگر ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں تو پھر عوام کو ایک اچھا message نہیں جاتا۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب نے جو تجویز دی ہے اس میں قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھ اپوزیشن کی طرف سے

کوئی بھی ایک ممبر جو آنا چاہئیں وہ آجائیں - لاء منسٹر صاحب، میں اور سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب اگر اپنے ساتھ کسی کو رکھنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! میرے خیال میں اس میں راجہ صاحب یا کائرہ صاحب کو تو لے لیں گے لیکن اگر قائد حزب اختلاف اپنے ساتھ کسی ممبر کو لانا چاہیں تو بے شک لے آئیں لیکن میرے خیال میں ان کی موجودگی ازخود personal بھی ضروری ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، بالکل ٹھیک ہے۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شیخ صاحب! ذرا میں اپنی بات مکمل کر لوں پھر آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بیٹھ کر پہلے تو وہ پورا transcript نکلوائیں گے اور اسے دیکھیں گے۔ آپ یہاں پر issues اور policies پر ضرور بات کریں لیکن میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ personal attacks سے گریز کیا جائے تاکہ ہم اسمبلی کو smooth چلا سکیں۔ میرے خیال میں اب ہم اس پر بیٹھ جائیں گے اور اس پر جو بھی فیصلہ ہوتا ہے اسے آئندہ کے لئے course of action بنالیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

**شیخ علاؤالدین:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل جس طرح مجھے روکا گیا تھا۔ میں floor پر انتہائی اہم issues لانا چاہتا تھا جو نہیں لانے دیئے گئے۔ ان میں ایک اہم مسئلہ یہ تھا کہ جس طرح پنجابیوں کو بلوچستان میں قتل کیا جا رہا ہے جب میں اس point پر تھا تو محترمہ ثمینہ نے اٹھ کر shouting شروع کی اس کے بعد ہنگامہ ہوا، naturally میری تقریر کو روکا گیا۔ کل جو واقعہ ہوا وہ بھی آپ دیکھ لیجئے گا کہ اس میں میرا کوئی قصور ہے؟ میں بہترین طریقے سے کوشش کرتا ہوں کہ میرا ان کے ساتھ رویہ اچھا ہو۔ میں ان کو بالکل ایک لفظ بھی کہنا اور نہ ہی بولنا چاہتا ہوں۔ میں اس خاتون کی خاص طور پر حیات صاحب کی وجہ سے عزت کرتا ہوں کہ وہ میرے بھی بڑے تھے اور میرا ان سے تعلق رہا ہے لیکن یہ نہیں سمجھتی۔ آج صبح انہوں نے تحریک استحقاق کے ذریعے ایک personal business matter اٹھایا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ ذاتی بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: میں نے اس کے اندر انہیں support کیا کہ ہاں ٹھیک ہے یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔میں نے ایک لفظ نہیں بولا کیونکہ میں ان کی تکلیف کو سمجھتا تھا کہ یہ جو بات کر رہی ہیں صحیح کر رہی ہیں۔اس کے بعد جب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے تھے، میرے تین issues تھے، آپ بھی بزنس کو سمجھتے ہیں کہ اب وفاقی حکومت نے Pay Order اور Draft پر بھی 3 فیصد لگا دیا ہے۔ اسی اسمبلی میں میری دو قرار دادیں تھیں جو اسمبلی نے پاس کی تھیں کہ cash withdrawal پر ٹیکس نہ لیں اس سے اس قوم سے اربوں روپیہ لیا جا رہا ہے اور اب یہ کھربوں روپیہ لیا جائے گا۔ اس پر مجھے محترمہ نے نہیں بولنے دیا۔میں چاہتا تھا کہ white money کے لئے اڑھائی فیصد زکوۃ allow کر دی جائے۔تیسرا میں یہ چاہتا تھا کہ خدارا لگژری ٹیکس ختم کر دیں اس سے پنجاب کا بے پناہ نقصان ہو گیا ہے۔میں بالکل minimize کر کے بات کرنا چاہتا تھا لیکن محترمہ پھر کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے مجھے روکا۔اب بار بار یہ کیا کہتی ہیں؟ ان کے ساتھ محترمہ سیمل بیٹھی ہیں آپ ان سے پوچھ لیں اور یہ پورا House سن رہا ہے۔انہوں نے ایک دن مجھ سے کہا تھا کہ آپ ہمیں tissue نہ کہیں۔میں نے کہا کہ آئندہ نہیں کہوں گا انہوں نے اس کے باوجود لوٹا لوٹا کہا۔آپس میں بات ہوئی تھی کہ اب میں tissue نہیں بولوں گا اور میں نے اس اجلاس میں tissue کا ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا لیکن انہوں نے پھر لوٹا لوٹا بولا۔ اب آپ مجھے بتائیے اور خود انصاف کیجئے کہ آخر میں چار لاکھ لوگوں کا نمائندہ ہوں۔خدا جانتا ہے کہ میں ہر نماز میں پورے پنجاب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ میرے ہاتھوں سے کچھ ہو جائے۔اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مجھ سے انہیں کیا مسئلہ ہے؟ میرا ان کے خاندان سے بیس بائیس سال سے continuous تعلق ہے۔ جب تک یہ مجھے کچھ نہ کہیں میں ان کے بارے میں derogatory لفظ کیوں بولوں گا؟ آج صبح کا واقعہ ہے کہ میں نے ان کو support کیا ہے اور میں نے کہا ہے کہ ہاں یہ صحیح کہہ رہی ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ پچھلا اجلاس دیکھ لیں، اس سے پچھلا دیکھ لیں آخر میری ایک غلطی تو بتائیں کہ میں ان کو کچھ کہتا ہوں؟ اگر میرا کوئی بھائی، ادھر سے یا ادھر سے floor پر بتا دے کہ میں نے پہلے ایک لفظ بھی initiate کیا ہو تو آپ یقین کیجئے کہ مجھ پر plenty بھی لگائیں اور میں resign

کرتا ہوں لیکن اگر میں نے کوئی کام کیا ہی نہیں ہے اور میں ان کی عزت کرتا ہوں۔میں ان کے ہر معاملے میں ان کے ساتھ چلتا ہوں۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ کیا زیادتی کی ہے؟ یہ خود مانتی ہیں اور انہوں نے floor پر مانا ہے کہ میرا ان کے ساتھ family relation ہے۔خاک family relation ہے؟ مجھے سیمل نے کہا I have great regard for the lady اس نے کہا کہ آپ آئندہ tissue نہیں کہیں گے، میں نے کہا کہ نہیں کہوں گا۔جب میں ان کی بات ہی نہیں کرتا، ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تو انہیں میرے سے ہی کوئی مسئلہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو بات کی اسے کمیٹی دیکھے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ جتنا ہم شیخ صاحب کا regard کرتے ہیں شاید ہی کوئی کرتا ہو for the simple reason کہ یہ بہت اہم issues کو House تک لے کر آتے ہیں لیکن اس وقت ہماری بھی burning heart ہوتی ہے کہ جب بڑی مشکل سے ہمارا سوال take up ہوتا ہے اور ہم honourable Minister سے اس کا جواب accept کرتے ہیں لیکن وہ جواب شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے آرہا ہوتا ہے۔شیخ صاحب نے جو دوسری بات کی ہے کہ کل بھی اپوزشن نے ان پر اعتراض کیا۔جب ہمارا ٹائم ختم ہو جاتا ہے تو Chair پر آپ ہوں یا سپیکر صاحب ہمیں بات کرنے کے لئے allow نہیں کرتے۔اس House میں جتنے بھی لوگ ہیں وہ ہمیشہ بہت ہی important discussion کرتے ہیں، ان کے پاس اپنے اپنے حلقہ کے بہت ہی اہم issues ہوتے ہیں۔ یہاں پر اپنے گھر، اپنی فیملی اور اپنے بچوں کی باتیں کرنے کوئی نہیں آتا۔ہر بندے کا issue اس کی نظر میں بہت اہم ہوتا ہے۔جب اپوزیشن کو ٹائم نہیں دیا جارہا تو پھر سب کے لئے وہ rules apply ہونے چاہئیں ۔آج بھی اسی بات پر احتجاج ہوا تھا کہ جب ہمیں ٹائم نہیں ملتا تو پھر شیخ صاحب کو extra time کیوں دیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہم نے جو کمیٹی بنا دی ہے سب اس میں دیکھ لیں گے۔اب ہم House کی کارروائی کو آگے چلالیں۔میں دوبارہ کہوں گا کہ ہم سب نے مل کر اس House کی sanctity کو برقرار رکھنا ہے۔اگلے مقرر عبدالحفیظ خان صاحب ہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوۃ و عشر، بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان):** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب، سیکرٹری فنانس صاحب، چیئرمین P&D اور ان کی تمام ٹیم کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ میں خصوصی طور پر این ایف سی ایوارڈ پر مبارکباد پیش کروں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ جن کا اس میں خصوصی کردار رہا ہے اور اس کے ساتھ وفاقی حکومت اور چاروں وزرائے اعلیٰ کو این ایف سی ایوارڈ کی کامیابی پر خصوصی مبارکباد پیش کروں گا۔ Transparency International کی رپورٹ کہ پنجاب پاکستان کے اندر تمام صوبوں سے کم کرپٹ ہے، یہ تو نہیں ہے کہ ہم کرپٹ نہیں ہیں لیکن کم کرپٹ ہیں چلو اس پر بھی ہمیں خوش ہو جانا چاہئے، جیسے کہتے ہیں کہ اندھوں میں کانا راجہ۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں کرپشن کی جو حالت ہے وہ بہت زیادہ خراب ہے ہر محکمے میں ہر جگہ پر کرپشن ہے۔ اگر ایک ایم پی اے، ایم این اے کرپٹ نہیں ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ٹھیکوں میں سے کمیشن نہیں لیتا مجھے جو فنڈ ملا ہے وہ پورے کا پورا میرٹ پر لگے لیکن یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ٹھیکیدار بغیر کمیشن دیئے اپنے پیسے وصول کر لے۔ جنوبی پنجاب neglected feel کر رہا تھا یہ بھی بڑی خوش آئند اور اچھی بات ہے کہ اس دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی فنڈز رکھے گئے ہیں اور South Punjab کا خصوصی خیال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں غریب لوگوں کے لئے پانچ مرلہ کے پلاٹ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہمارے سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، پنشنروں کی پنشن بڑھائی گئی ہے اور ان کو میڈیکل الاؤنس بھی دیا گیا ہے۔ یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کے لئے 5۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ بہت اچھی سکیم ہے لیکن پچھلے سال اس میں جو corruption ہوئی ہے اس پر بڑی تنقید کی گئی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس کرپشن کی روک تھام کے لئے خصوصی طور پر اقدامات کئے جائیں۔ اسی طرح رمضان package دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے میں اتنی عرض کروں گا کہ جہاں پر ایک تھیلا -/540 روپے کا ہے جب ہم اس کو -/200 روپے میں مہیا کرتے ہیں تو اس کی قیمت میں فرق بہت زیادہ آ جاتا ہے جس کی وجہ سے black کرنے والے لوگ بہت زیادہ درمیان میں آ جاتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم آٹے کے تھیلوں

کے یہ ٹرک مارکیٹ سے پہلے ہی غائب کر دیں اور پھر وہ اس کی black marketing کرتے ہیں یا دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔ قیمت کے اس فرق کو تھوڑا کم رکھ کر بھی کسی غریب کو سہولت دینا چاہیں تو دی جا سکتی ہے، اس طریقے سے کرپشن کم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! گندم کی support price کے بارے میں عرض کروں گا کہ ایک زمیندار کو جب یہ تسلی ہوتی ہے کہ مجھ سے ساری گندم خرید لی جائے گی، جیسا کہ پچھلی دفعہ حکومت نے گندم کا ایک ایک دانہ خریدا تھا تو اس سے کاشتکار کو ایک incentive ملتا ہے اور وہ مزید گندم کاشت کرتا ہے۔ اس دفعہ گندم کی خریداری اس طریقے سے نہیں ہوئی۔ آپ کو پتا ہے کہ کاشتکار ہمیشہ قرض لے کر کھاد اور بیج وغیرہ لیتا ہے۔ اسے سب سے پہلے وہ قرض ادا کرنا ہوتا ہے جس پر اسے آڑھتی خاص طور پر blackmail کرتا ہے۔ اگر کاشتکار کے ساتھ یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ ہم آپ کا دانہ دانہ خریدیں گے تو پھر ہمیں اس وعدے پر قائم رہنا چاہئے۔ اگر ہمارا کاشتکار یا ہماری عوام حکومتی وعدوں پر اعتبار نہیں کرے گی تو یہ ہمارے لئے نقصان دہ بات ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ حکومت کی طرف سے کاشتکار سے جو وعدہ کیا جائے گا اسے پورا بھی کیا جائے گا۔

گرین ٹریکٹر سکیم ایک اچھی سکیم تھی اب تو وہ ختم ہو گئی ہے۔ ہماری وفاقی حکومت نے جو ٹریکٹر دیئے ہیں وہ گرین نہیں تھے بلکہ وہ لال رنگ کے تھے۔ ہماری سندھ حکومت نے جو ٹریکٹر دیئے ہیں وہ بھی گرین نہیں تھے بلکہ لال تھے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ ٹریکٹر مارکیٹ میں فروخت ہو جاتے ہیں بلکہ افغانستان میں سمگل ہو جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ جب یہ ٹریکٹر افغانستان سمگل ہوتے ہیں تو وہ کاغذ نہیں پوچھتے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ٹریکٹر دو چاہے وہ چوری کا ہو تو یہ لال ٹریکٹر زمینوں میں استعمال ہونے کی بجائے black market میں فروخت ہو جاتے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے جو ٹریکٹر کاشتکاروں کو مہیا کئے گئے تھے وہ چونکہ گرین تھے اس لئے وہ جب بھی مارکیٹ میں آئے گا تو صاف طور پر اس کی نشاندہی ہو جائے گی کہ یہ گرین ٹریکٹر ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ جب کبھی آئندہ یہ سکیم شروع کی جائے تو لال رنگ کی بجائے کوئی اور رنگ رکھیں، بے شک پیپلز پارٹی والے اپنا کوئی رنگ دے دیں لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ subsidy والا ٹریکٹر ہے اور یہ عام مارکیٹ والا ٹریکٹر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ ڈیزل کی قیمت کم کی جائے۔ جب ڈیزل کی قیمت بڑھتی ہے تو ہماری زراعت اور ٹرانسپورٹ اس سے direct متاثر ہوتی ہے۔ ہمارے tubewells اور پیٹر انجن ڈیزل سے چلتے ہیں کیونکہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بجلی تو میسر نہیں ہے۔ بجلی اگر آتی بھی ہے تو پانی ابھی کھالے سے زمین تک پہنچا ہی ہوتا ہے کہ بجلی پھر چلی جاتی ہے۔ مجبوراً کاشتکار ڈیزل سے چلنے والی مشینری استعمال کرتا ہے لہذا مہربانی کرکے ڈیزل کے نرخ کم کئے جائیں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں اتنے زیادہ ایجوکیٹرز بھرتی کئے گئے ہیں۔ میری تحصیل عیسیٰ خیل آخری تحصیل ہے۔ ہماری طرف کوئی استاد آنے کو تیار نہیں ہے۔ جب یہ بھرتی ہوتے ہیں تو اس وقت یہ سب شرائط ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جب کوئی ڈاکٹرز یا ایجوکیٹرز بھرتی کئے جائیں تو مہربانی کرکے ان سے یہ ضرور حلف لیا جائے کہ جب آپ select ہو جائیں، آپ کو اگر کہیں دور دراز علاقے میں ہم post کریں گے تو آپ اس وقت نخرے نہیں دکھائیں گے اور آپ وہاں پر جاکر ڈیوٹی کریں گے۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرے علاقے میں عمارتیں ہیں، سکول ہیں لیکن کوئی ایجوکیٹر یا سولہ سترہ گریڈ کا لیکچرار میرے علاقے میں نہیں ہے۔ وہاں پر کوئی جانے کے لئے تیار ہی نہیں ہے پھر مجبوراً یہ ہوتا ہے کہ ہم مقامی لوگوں کو ہی CTI کے نام سے دس دس ہزار روپے تنخواہ کے عوض بھرتی کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے کہوں گا کہ پہلے ہمارے ہسپتالوں میں C.T Scan اور Dialysis وغیرہ free تھا، پھر Kidney Centres بنے اور اب ماشاءاللہ Liver Transplant کے Centres بھی بن رہے ہیں۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! Rescue-1122 کی سروس پہلے 12 اضلاع میں تھی، دو سالوں میں مزید 23 اضلاع میں یہ سہولت مہیا کی گئی اور اس مرتبہ 35 اضلاع کے اندر Rescue-1122 کی سہولت میسر کر دی گئی ہے۔ آئندہ ہمارا یہ پروگرام ہے کہ اس سروس کو تحصیل ہیڈکوارٹرز کی سطح پر لے کر آئیں گے۔ اس کے لئے میں وزیر خزانہ کو مبارکباد دوں گا۔ ہسپتالوں میں 6۔ ارب روپے کی مفت ادویات مہیا کئے جانے کا اعلان کیا گیا ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن اس پر خاص monitoring کی ضرورت ہے۔ کیا وہ ادویات ہسپتالوں میں غریب عوام تک پہنچ رہی ہیں؟ اس میں بڑی خُورد بُرد ہوتی

ہے۔پتا نہیں ڈاکٹر کیا کرتے ہیں کہ مل ملا کر وہ ادویات غائب کر دی جاتی ہیں اور غریب آدمی کو نہیں ملتیں۔جب کوئی غریب آدمی ہسپتال میں داخل ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ پرچی لو اور باہر سے دوائی لے کر آؤ۔اس کے تدارک کے لئے خصوصی طور پر انتظام کیا جانا از حد ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے حوالے سے بھی بات کروں گا۔میرے علاقے میں لوگ سیمنٹ کا تالاب بنا لیتے ہیں اور بارش کا پانی اس کے اندر آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔وہی پانی انسان بھی پی رہے ہوتے ہیں اور جانور بھی پی رہے ہوتے ہیں۔خاص طور پر دیہاتوں میں سیوریج کا بہت ناقص انتظام ہے جس کی وجہ سے گندگی پھیلتی ہے، مچھر پیدا ہوتے ہیں اور بیماریاں پھیلتی ہیں۔آدھی سے زیادہ بیماریاں گندہ پانی پینے اور ناقص سیوریج سسٹم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔مہربانی کرکے اس بجٹ میں اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔اسی طرح جہاں پر کھارا پانی ہے وہاں پر بھی صاف اور میٹھا پانی مہیا کئے جانے کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر!میرا علاقہ دریا کے بالکل پار ہے۔کالاباغ سے میری تحصیل شروع ہوتی ہے۔میں جناح بیراج cross کرتا ہوں تو اپنی تحصیل کے اندر جاتا ہوں۔وہاں میرے پاس کوئی نہر نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں کہ کنویں کے پاس بھی بندہ پیاسا ہے۔ہماری بھی یہی حالت ہے تو مہربانی کرکے نئی نہریں کھودنے کی طرف بھی توجہ دی جائے اور اس کے لئے بھی کوئی خصوصی funds مختص کئے جائیں۔یہ بڑا ضروری ہے۔tubewells اتنے مہنگے ہیں،ڈیزل اور بجلی مہنگی ہے جس کی وجہ سے کاشتکار کا خرچہ زیادہ ہو جاتا ہے اور آمدن بہت کم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں لاہور میں جگہ جگہ underpasses بنے ہوئے ہیں، بہت اچھی چیز ہے لیکن ان کا آگے کوئی outlet نہیں ہے۔بندہ underpass سے نکلتا ہے یا اوپر سے نکلتا ہے، نہر کے اوپر آگے جب وہ سڑک پر جاتا ہے تو وہاں پر ایک ہی سڑک ہے جس کی وجہ سے پولیس نے یا تو اوپر والوں کو روکا ہوتا ہے یا underpass والوں کو روکا ہوتا ہے کیونکہ آگے کوئی outlet نہیں ہے۔جب تک آپ آگے صحیح outlet نہیں بنائیں گے تو پھر ان underpasses کی کیا افادیت رہ جائے گی؟ underpass کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ آپ کی ٹریفک بغیر کسی رکاوٹ کے چلتی جائے لیکن جب آگے

outlet نہیں ہو گا،جب آگے سڑک چھوٹی ہو گی تو پھر اس کا کیا فائدہ رہ جائے گا،اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے کا کیافائدہ ہے؟

جناب سپیکر!میرا ضلع میانوالی ہے،ماشاءاللہ گزارا ہے سڑکیں ٹھیک ہیں لیکن جب آپ آگے میانوالی سے cross کرتے ہیں تو میانوالی بنوں روڈ کی حالت بہت ہی خراب ہے لہذا مہربانی کر کے اس بجٹ میں اس کے لئے خصوصی طور پرfunds رکھے جائیں۔آگے Frontier کو بھی یہی سڑک جاتی ہے۔Frontier کی سڑکیں بہترین ہوتی ہے لیکن ہمارے پنجاب کی سڑک بہت ناقص اور خراب حالت میں ہے۔

جناب سپیکر!یہ بہت اچھی بات ہوئی ہے کہ CVT چار فیصد سے کم کر کے دو فیصد کر دیا گیا ہے۔شیخ علاؤالدین صاحب بات کر رہے تھے کہ آپ نے لگژری ٹیکس لگایا ہوا ہے اور لوگ اسلام آباد میں جا کر اپنی گاڑیاںregistered کروالیتے ہیں۔اسی طرح جب آپ ریونیو کے اندر زیادہ ٹیکس لگائیں گے تو لوگ زمینیںtransfer نہیں کرواتے۔وہ مختار نامے یا اقرار نامے پر اپنی زمینیں رکھ لیتے ہیں اور transfer نہیں کرواتے۔آپ نے اس ٹیکس میں کمی کر کے بہت احسن اقدام اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر!پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ پولیس بہت corrupt ہے لیکن اب پولیس کی بھی بڑی قربانیاں آگئی ہیں اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ جب کوئی پولیس والا شہید ہوتا ہے تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس کے گھر پہنچتے ہیں۔ان کو ایک خطیر رقم دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ اگر اس کی اولاد میں سے کوئیqualify کرتا ہے تو اسے نوکری بھی دی جاتی ہے۔اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔یہ بہت اچھے اقدامات ہیں۔اس سے پولیس کوencouragement ملے گی۔

جناب سپیکر!میں آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ بہت اچھا بجٹ ہے،بڑا متوازن قسم کا بجٹ ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب،وزیر خزانہ،سیکرٹری فنانس،چیئرمین P&Dان سب کو میں خصوصی طور پر مبارکباد دوں گا کیونکہ انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔اب آجاسم شریف صاحب!۔۔۔کدھر گئے ہیں؟انہیں بلائیں ذرا،ان کی تقریر تھی۔ان کے بعد کاظم پیرزادہ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ پڑھنے لگا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے اپنے پہلے بجٹ یعنی 2008 میں لگژری گاڑیوں پر ایک مرتبہ fix tax لاگو کیا بلاشبہ اس اقدام کا مقصد ایسے امراء اور صاحب ثروت حضرات جو ایسی مہنگی imported گاڑیاں استعمال کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، ان سے کچھ لے کر غریب اور محروم طبقے کی فلاح و بہبود کے لئے funds کی فراہمی تھا۔ حکومت کے اس اقدام سے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے اس مد میں اب تک تقریباً 74 کروڑ روپیہ جمع کیا ہے تاہم اس اقدام کے مطلوبہ مقاصد پورے نہ ہو سکے جس کی بنیادی وجہ گاڑیوں کا متحرک ہونا اور پاکستان میں کہیں سے بھی گاڑی کو registered کروانے کی قانونی سہولت کا میسر ہونا ہے۔ چنانچہ ایسے حضرات نے اس قانونی رعایت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسی گاڑیوں کو صوبہ پنجاب سے باہر registered کروانا شروع کیا اس طرح صوبہ نہ صرف اس ٹیکس کو پوری طرح وصول نہ کر پایا بلکہ سال 09-2008 اور 10-2009، اپریل 2010 تک اندازاً 48 کروڑ روپے کی جو رقم Registration Fee and Token Tax کی مد میں حاصل ہونا تھی اس سے بھی محروم ہو گیا۔ اس سلسلہ میں تجویز ہے کہ تمام صوبوں کی مشاورت سے یہ ٹیکس پورے پاکستان میں لاگو کیا جائے اور تاوقتیکہ یہ ٹیکس پورے ملک میں لاگو نہیں ہوتا اس ٹیکس کو ختم کر دیا جائے تاکہ پنجاب ایسی گاڑیوں سے Registration Fee and Token Tax کی ادائیگیاں وصول کر سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے سن لیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات سے آپ کی تسلی نہیں ہوئی؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جی، تسلی تو سارے House کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ House کی طرف سے یہ consensus آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے اجازت مانگی تھی کہ Law Minister سے اجازت لے لیں کہ چودھری جاوید صاحب اور شیخ صاحب ٹیکس پر بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں Leader of the Opposition پر personal attack کیا گیا اور اگر ہم یہاں پر اپنی پارٹی کے ان ذمہ داران کو تحفظ نہیں دے سکتے تو یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ کس routine اور کس practice کے تحت یہ کیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو ابھی بتاتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ بات کر لیں اس کے بعد لغاری صاحب بولیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! Rules of Procedure تو اس کو permit نہیں کرتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! budget speech میں تو دس دس منٹ بعد ہمیں چپ کروا دیا گیا۔ بہت ساری اہم چیزیں تھیں جن پر ہمیں incorporate کرنا چاہئے تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میری بات سنیں، میری بات سنیں۔ آپ اتنی greatness show کریں، اگر انہوں نے ایک بات کی ہے۔ انہوں نے Law Minister سے بھی کہا تو انہوں نے کہا کہ یہ speaker بول لیں ان کے بعد پھر وہ بات کر لیں۔ جی، جاوید صاحب! آپ wind up کریں پھر اس کو ہم آگے چلاتے ہیں۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ پنجاب کے مفاد کی بات ہو رہی ہے۔ یہ ہمارا personal مسئلہ ہے اور نہ ہی میں آپ کی توجہ کسی اور مسئلہ کی طرف مبذول کروا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب! آپ اپنی بجٹ بحث کے دوران یہ بات کر لینا۔ انہوں نے بات کر لی ابھی بجٹ پر آپ کی باری آنی ہے، اس میں آپ یہ بات بھی ساتھ ہی کر لیجئے گا، تشریف رکھیں۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں اس لئے بات کرنی چاہ رہا تھا کہ وزیر قانون صاحب اس بارے میں جواب دہ ہیں تو میں بھی چاہتا ہوں کہ اس پر ہمارے House کا consensus ہونا چاہئے کہ ہمارے صوبہ کے مفاد میں پہلے جو taxation کی گئی تھی اس سے 74 کروڑ روپے کے قریب وصول ہوئے اور اگر ہمارا تقریباً 50 کروڑ روپے کا نقصان ہو رہا ہے تو اگر اس کو انہوں نے highlight کیا ہے تو ہم ان کی تائید کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، اس کا طریق کار یہ ہے کہ آپ اس پر قرارداد لے کر آئیں یا جب آپ بجٹ پر اپنی بحث کریں گے تو اس میں اس پر بات کیجئے گا تو آپ نے بات کی تو وزیر خزانہ صاحب نے سب کی باتوں کا جواب دینا ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے۔ بس، تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس میں قرارداد relevant نہیں ہے اس میں Finance Bill میں amendment درکار ہو گی اور کل بھی یہاں پر جن ممبران نے speeches کیں ان میں سے ایک دو نے اس کا ذکر کیا اور میں اس وقت House میں موجود نہیں تھا تو مجھے بتایا گیا کہ جب یہ بات ہوئی تو House کی sense اس بارے میں positive تھی تو میں نے آج صبح چیف منسٹر صاحب سے بات کی ہے۔ اس ٹیکس کو لگانے کا ان کا مقصد یہ تھا کہ جو اہل ثروت ہیں ان سے ٹیکس لیا جائے اور جن کو زیادہ ضرورت ہے ان کو دیا جائے لیکن ہوا یہ کہ چونکہ اسلام آباد بہت نزدیک ہے اور وہاں سے گاڑی registered کروانی بڑی آسان ہے تو وہ تمام registrations اسلام آباد چلی گئیں اس سے یقیناً یہ loss ہوا ہے تو اس پر کل بھی کچھ صاحبان نے بات کی ہے اور آج بھی انہوں نے بات کی ہے اگر یہ House کی sense ہوئی تو گورنمنٹ اس کو reconsider کرنے کو تیار ہو گی اور Finance Bill ابھی دو دن ٹھہر کر آئے گا۔ اس بارے میں وزیر خزانہ صاحب سے بھی یہ بات کر لیں، مجھ سے بھی کر لیں اور اس پر دوبارہ چیف منسٹر صاحب سے بات کر کے اگر House کی sense ہے اور اگر اس طرح سے صوبہ کا فائدہ ہو سکتا ہے تو وہ فائدہ 50 کروڑ کا ہو یا 5 لاکھ کا ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پورا کرنے میں ہمیں کوئی hesitation نہیں ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس میں یہ لوگ demand کر رہے ہیں کہ باقی صوبے بھی اپنے ٹیکس بڑھائیں تو ہم یہاں سے ایک قرارداد کی صورت میں وفاقی حکومت کو یہ کہیں گے کہ باقی صوبوں کے ساتھ uniform tax کر دیں مجھے Finance Bill کے ساتھ تو اس کا تعلق نظر نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب یہاں بجٹ پر بحث ہوتی ہے تو اس پر ہر معزز ممبر کی اپنی recommendations ہوتی ہیں، ہر ایک کی اپنی priorities ہوتی ہیں اگر اس کے اندر the sense of House یہ بن رہی ہے کہ لگژری ٹیکس نہیں لگنا تو جب آگے وزیر خزانہ صاحب گورنمنٹ کا point of

view لے کر آئیں گے تو اس میں اس sense of the House کو سامنے رکھ کر ہی اس کا جواب دیں گے۔ اگر کچھ ممبران نے یہ بات کی ہے، then Law Minister صاحب سے بھی بات ہوئی ہے تو Let the Finance Minister reply on that. Thank you. (قطع کلامیاں)

نہیں، پلیز پلیز۔ اب میں کاظم پیرزادہ کو Floor دیتا ہوں۔ پھر وہ point of orders شروع ہو جائیں گے۔

**جناب اعجاز احمد خان:** جناب سپیکر! لگژری گاڑیوں پر ٹیکس صوبہ کے لئے ایک اچھی پالیسی ہے جیسے وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ امراء میں سے جو لگژری گاڑیوں کی facility لے رہا ہے تو اس سے ٹیکس لے کر غرباء تک ان وسائل کو پہنچانا چاہئے۔ یہ sense emerge ہو رہی ہے کہ باقی صوبوں کے لئے بھی Federal Government کو یہ گزارش کی جائے کہ وہ بھی implement کرے، اسلام آباد میں بھی implement ہو تاکہ پنجاب کی گاڑیاں وہاں جا کر registered نہ ہوں۔ یہ sense قطعاً نہیں ہے کہ یہ واپس لیا جائے۔ یہ واپس قطعاً نہیں لیا جانا چاہئے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چلیں، پھر یہ کام دوبارہ شروع ہو جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

ذرا میری بات سنیں سارے۔ آپ میری بات سنیں گے؟ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ بات صرف اتنی ہے کہ 5:00 بجے وزیر خزانہ نے wind up کرنا ہے۔ وہ لوگ جو چار دن سے ٹائم لکھوا کر بیٹھے ہیں ان کے حق پر ڈاکا نہ ماریں۔ کاظم پیرزادہ صاحب!

**میاں محمد کاظم علی پیرزادہ:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کرنے کا وقت دیا۔ میں آپ کی اور اس ایوان کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حدیث مبارک ہے کہ جب ایک شہر ضرورت سے زیادہ بڑا ہو جائے تو ان شہروں کے قریب چھوٹے شہر آباد کرو اس سے ملک کا نظم و نسق چلانے میں آسانی ہو گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب بلکہ پنجاب کی future direction کو اسی کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خادمِ اعلیٰ پنجاب کی ایک vision کے مطابق کہ وہ جنوبی پنجاب کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں اور پہلی دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے کچھ funds مختص کئے گئے ہیں اور اس کے اندر بہت انقلابی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دانش سکول والا جو اقدام کیا گیا ہے، الحمدللہ میرے حلقہ میں تو دانش سکول بڑی تیزی سے بن رہا ہے۔ میرے حلقہ کے ساتھ ہی Live Stock

بنا کر وہاں کے مقامی کاشتکاروں کو دیئے جا رہے Co-operative Farms کے تحت Development ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں پاکستان کے اندر اور جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے نئے شہر آباد کرنے چاہئیں اس سے ایک فائدہ یہ ہو گا کہ بڑے شہروں کے infrastructure پر جو pressure ہے یہاں جو لوگ shift ہو رہے ہیں اس pressure کو بانٹنے میں مدد ملے گی اور ہمارے جنوبی پنجاب کے محروم لوگوں کو وہیں پر وہ سہولیات اور وہ چیزیں میسر ہوں گی جن کی تلاش میں وہ یہاں بڑے شہروں میں آتے ہیں۔ اگر ان شہروں کے متعلق سوچا جائے تو آئندہ وہاں پر انڈسٹریل زون دیئے جائیں۔ ہم پہلے ہی ٹیکسٹائل کا خام مال پیدا کر رہے ہیں اور ہماری ہی وجہ سے فیصل آباد، لاہور اور کراچی کی چمنیوں میں سے دھواں نکل رہا ہے۔ یہ بڑی affective بات ہو گی کہ اگر وہاں پر انڈسٹریل زون بنائے جائیں۔

جناب والا! جس وقت دریائے ستلج کا سودا ہو گیا اور اس ملک کے ساتھ بڑا افسوسناک واقعہ ہوا بلکہ پنجاب کے ساتھ سب سے بڑا حادثہ دریائے ستلج کو بیچنا ہی تھا۔ 1947 میں انگریز چیف انجینئر تھے ان کی study کے مطابق یہ پٹی برصغیر کی زرخیز ترین پٹی بتائی گئی ہے۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے لیکن ان دریاؤں کے بکنے کے ساتھ ساتھ وہاں پر صرف پانی ہی کی کمی نہیں ہوئی بلکہ ہماری ثقافت ختم ہو گئی ہے، ہمارے ریت رواج ختم ہو گئے ہیں، ہماری پوری زندگی متاثر ہو گئی ہے اور ہر چیز بالکل ختم ہو گئی ہے۔ ہمارا انفراسٹرکچر ہی ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! چولستان میں 66 لاکھ ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ موجود ہے جس کو irrigate کرنے کے لئے ہمارے پاس ابھی پانی کی کوئی صورت نہیں آ رہی، ہاں صرف ایک طریقہ ہے کہ اگر انڈیا سے ستلج میں پانی لیا جائے تو پھر شاید اس علاقے کو سیراب کیا جا سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ شہر جو زرخیز زمینوں کے ساتھ بڑھ رہے ہیں اور زرعی رقبہ squeeze کر رہا ہے۔ اگر ان بنجر علاقوں میں ایک نئے شہر کو آباد کرنے کے لئے سوچا جائے تو بہتر ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے پیسے سے بھی زیادہ commitment کی ضرورت ہے جو کہ آج ہمیں دستیاب ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی شخصیت میں یہ بات ہے اور اس پر ہر سیاسی پارٹی اور پنجاب کی پوری عوام یہ سمجھتی ہے کہ وہ جو commitment کرتے ہیں وہ اس پر پورا اترتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب وقت ہے اور یہ کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جس پر عمل نہ ہو سکے، ہمارا برادر اسلامی ملک سعودی عرب یہ چیز کر رہا ہے۔ اس میں public private

partnership کے ساتھ جو ہمارے ہاں private land developers ہیں ان کو مراعات دے کر ایسے اقدامات کئے جائیں۔ اس وقت جنوبی پنجاب کو پوری دنیا میں دہشتگردی کے حوالے سے شک کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ دانش سکول کے بنانے میں ایک سوچ یہی تھی کہ دہشتگردی کو تعلیم کے ساتھ روکا جائے اور ہمیشہ تعلیم یافتہ قوم ہی ترقی کرتی ہیں۔ ہماری محرومی بھی یہی رہی ہے جبکہ اس کے برعکس ہمارا بہاولپور فلاحی ریاست تھا۔ پاکستان سے کہیں سے بھی بہتر تعلیم کا infrastructure وہاں پر موجود تھا جو اب saturate ہو گیا ہے۔ وہاں آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے ہمیں مشکلات آرہی ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے سرائیکی علاقے کے نوجوانوں میں لسانیت کی بنیاد پر جو نفرت آرہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس بنیاد پر صوبے نہیں بننے چاہئیں، یہ وفاق کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ ہمارے ملک کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ صوبے انتظامی بنیادوں پر تو بے شک بنیں لیکن زبان کی بنیاد پر یا کسی فرقہ واریت کی بنیاد پر نہیں بننے چاہئیں۔ ہم پہلے بھی ایک فرقہ واریت کی لہر سے گزرے ہیں۔ ہمارے علاقے نے فرقہ واریت میں بھی بہت قربانیاں دی ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں میرے اپنے خاندان نے قربانی دی۔ یہ صورتحال جو وہاں پر بن رہی ہے کہ وہاں پر احساس محرومی کو دور کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ آپ وہاں سکول، کالج بنارہے ہیں اور لائیوسٹاک پر پہلے ہی کام کر رہے ہیں اس کے لئے ایک نئے شہر کی داغ بیل ڈالنی چاہئے جس کے اندر تمام سہولیات ہوں۔ ہمارے لوئر پنجاب کے لوگ بجائے اس کے کہ وہ بڑے شہروں کی طرف آئیں وہ وہاں پر رہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور میرے کافی ساتھیوں نے آپ کو کافی دیر سے request کر رکھی ہے۔ میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پیرزادہ صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ چودھری علی اصغر منڈا!

## رپورٹیں

### (میعاد میں توسیع)

## مسودہ قانون(ترمیم)اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی پنجاب مصدرہ2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No.16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No.16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No.16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب محمد محسن خان لغاری صاحب! سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، لغاری صاحب!

## ہنگامی قانون نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2007 میں تبدیلی کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

## سالانہ بجٹ برائے سال11-2010پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!مجھے ایک منٹ کے لئے وقت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ابھی یہاں پر ٹیکس کی بات ہو رہی تھی۔ یہ بات مرکز میں بھی آئی تھی کہ کسانوں پر ٹیکس لگایا جائے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ آپ یقین مانیں کہ جنوبی پنجاب کے علاقے میں ہزاروں ایکڑ زمین بنجر ہو رہی ہے۔ کسان کے پاس پانی ہے، کھاد ہے اور نہ اس کو فصل کی مناسب قیمت مل رہی ہے۔ اگر یہ ساری چیزیں آپ کسان کو دے دیتے ہیں اور بعد میں ٹیکس لگاتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میری بڑی ادب سے گزارش ہے کہ ہمیں House کی جانب سے ایک قرارداد منظور کر کے وفاق کو بھیجنا چاہئے کہ خدارا اس ملک کے کسان پر رحم کریں اور اس کو ٹیکس سے بچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا آصف محمود صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر!میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنی گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور غریب پرور بجٹ پیش کیا ہے اور موجودہ حکومت کا تیسرا بجٹ پیش کرنے پر انہیں میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں بالخصوص تعلیم اور صحت کے شعبہ جات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اس کے لئے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ہمارے ملک میں ماضی میں ہمیشہ روایتی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے آج ہزاروں نوجوان ہاتھوں میں بے کار ڈگریاں لئے گھوم رہے ہیں۔ ہمیں آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق ٹیکنیکل تعلیم جیسے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں دیگر ممالک میں جو سسٹم رائج ہیں ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔

بہت سے ممالک میں تعلیم میں three tire system رائج ہے جیسے پہلی سے آٹھویں جماعت تک پھر نویں سے بارہویں جماعت تک اور اس کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے۔ وہی نوجوان طلباء و طالبات یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں جو اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں نوجوانوں کو یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ ان کی تعلیم کا مقصد کیا ہے۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ کس شعبہ میں جائیں گے اور کون سا پیشہ اختیار کریں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ نوجوانوں کی رہنمائی کے لئے ایسے شعبہ جات قائم کئے جائیں اور اس کے لئے اساتذہ کی تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے۔ ہمارے ہاں اساتذہ کی تربیت پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے ہمارے ہاں تعلیم کا معیار مسلسل گرتا چلا جارہا ہے۔ ہمارے ہاں تعلیم کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے ایک گزارش ہے کہ ماضی میں قومی ملکیت میں لئے گئے باقی ماندہ اداروں کو بلا تاخیر ان کے مالکان کے حوالے کیا جائے۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں ہیں کہ جن اداروں کو واپس کیا گیا۔ آج وہ ادارے بہترین تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جس کی ایک زندہ مثال ایف سی کالج لاہور ہے جو کہ ایک چارٹرڈ یونیورسٹی کی حیثیت سے بہت اچھی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے تو سیالکوٹ میں مرے کالج ایک قدیم تعلیمی ادارہ ہے جہاں سے ہمارے علامہ اقبال زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ مرے کالج کو اُس کے پرانے مالکان کے حوالے کر کے اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ یہ ایک بد قسمتی ہے کہ سیالکوٹ جہاں پر علامہ اقبال اور فیض احمد فیض جیسی ہستیاں پیدا ہوئیں وہاں آج تک کوئی یونیورسٹی نہیں ہے لیکن نزدیکی شہر گجرات میں ایک یونیورسٹی قائم کی گئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہے کہ وہ ادارے جن کا نوٹیفکیشن 30۔جون 1998 کو جاری ہوا تھا، اُس وقت میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے اُن اداروں کی کچھ implementation مشرف دور میں ضرور ہوئی لیکن اس کی واپسی کا زیادہ تر کام اُس دوران ہوا تھا جب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس پر کام کیا تھا۔

اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں وہ 21 کروڑ پچاس لاکھ ہیں حالانکہ پچھلے سال اقلیتوں کے لئے جو فنڈز دیئے گئے تھے وہ 30 کروڑ تھے۔ بد قسمتی سے اس میں سے صرف 2 کروڑ 70 لاکھ استعمال ہوئے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ اس بجٹ میں جبکہ تمام شعبہ جات کے فنڈز میں اضافہ کیا گیا ہے لیکن اقلیتوں کے بجٹ میں کمی کی گئی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اقلیتوں کے

فنڈز کو مناسب طریقے سے بڑھایا جائے یا کم از کم پچھلے سال کے level پر لایا جائے۔ اس بجٹ میں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اقلیتی طلباء کو خصوصی وظائف دیئے جائیں گے۔ یہ وعدہ پچھلے سال بھی کیا گیا تھا لیکن وعدہ وفا نہ ہوا۔ پچھلے سال اقلیتی طلباء کو وظیفے نہیں دیئے گئے۔ اس سے بھی پچھلے سال 09-2008 میں یہ خصوصی وظائف ضرور دیئے گئے تھے لیکن اس رقم کا ٹوٹل ایک کروڑ تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سال وظائف کے فنڈز بڑھا کر اقلیتوں کو دیئے جائیں۔ 09-2008 میں ان فنڈز کی تقسیم کے لئے ہم نے گورنمنٹ کی مشینری کو استعمال کیا تھا جس کی وجہ سے زیادہ تر طلباء وطالبات جو دیہاتوں میں رہتے ہیں وہ فیض یاب نہیں ہو سکے تھے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے لئے اقلیتی ارکان اسمبلی کی خدمات سے استفادہ کیا جائے تاکہ یہ وظائف پنجاب کے دیہاتوں میں مقیم دور دراز علاقوں کے اقلیتی طلباء و طالبات تک پہنچیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا کا اعلان فرمایا تھا جس کے لئے 10-مارچ 2010 کو نوٹیفکیشن بھی جاری ہوا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اور بہت سے محکمہ جات اس پر پوری طرح سے عمل نہیں کر رہے۔ سیالکوٹ میں 14-اپریل 2010 کو ایک سے درجہ چہارم تک کے ملازمین کا اخبارات میں اشتہار شائع ہوا لیکن اُس میں اس پانچ فیصد کوٹا کا بالکل بھی ذکر نہیں تھا جو کہ ایک غیر قانونی چیز ہے۔ میری متعلقہ وزیر سے یہ گزارش ہو گی کہ اُس advertisement کو cancel کیا جائے اور اسے دوبارہ جاری کیا جائے تاکہ اس پانچ فیصد کوٹا سے اقلیتی لوگ صحیح طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ پنجاب میں وزارت اقلیتی امور قائم ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اُس کی سٹینڈنگ کمیٹی موجود نہیں ہے۔ میں نے ذاتی طور پر وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کی تھی اور انہوں نے اس کا حکم بھی فرمایا تھا جس کے جواب میں سیکرٹری قانون صاحب نے یہ جواب دیا کہ اقلیتی امور کو بھی سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون ہی deal کرتی ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ اقلیتی امور کی جو وزارت ہے یہ قانون کی منسٹری کی ذیلی وزارت ہے؟ میری یہ گزارش ہو گی کہ جیسا کہ سندھ اور دوسرے صوبوں کی اسمبلیوں میں اقلیتی امور کی سٹینڈنگ کمیٹیاں قائم ہیں تو یہاں بھی اس کی سٹینڈنگ کمیٹی ہونی چاہئے۔ بجٹ میں رمضان پیکج کے لئے 2-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے پچھلے سال 63 سال میں پہلی مرتبہ کرسمس پیکج دیا اور کرسمس بازار لگائے گئے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ رمضان

پیکج کی طرز پر اس سلسلے کو مستقل طور پر جاری رکھا جائے تاکہ اقلیتی لوگوں کے لئے اُن کے مذہبی تہواروں پر انہیں سستی خریداری کی سہولت مل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب wind up کر دیں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں صنعتوں کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ میں Surgical and Sports goods کی صنعتیں سُکڑ رہی ہیں۔ آج پہلی دفعہ فٹ بال کے عالمی مقابلوں میں چین کا فٹ بال استعمال ہو رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے ہمیشہ پاکستان کے فٹ بال استعمال ہوتے تھے۔ میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ جیسا کہ اس بجٹ میں وعدہ کیا گیا ہے کہ چھوٹی اور گھریلو صنعتیں جو کہ سیالکوٹ جیسے شہروں میں قائم ہیں ان کے لئے بھی خصوصی توجہ دی جائے۔ میں آخر پر یہ صدق دل سے توقع کرتا ہوں کہ یہ بجٹ ہمارے حالات میں بہتری لائے گا اور پنجاب میں معاشی حالات بہتر ہوں گے۔ میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں دلی طور پر آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 11-2010 کے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ نامساعد حالات اور معاشی بحران کے باوجود پنجاب کی جمہوری حکومت نے خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں تیسرے مالی سال کا غریب دوست، عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مشکلات کے باوجود بھی قوم کے لئے اچھے فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔ میں عوامی فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ تعلیم اور علاج عام آدمی کی پہنچ سے دور ہوتا جا رہا ہے مگر پنجاب کے عوام کے لئے حکومت نے تعلیم اور علاج معالجے کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے اربوں روپے مختص کر دیئے۔ کسی غریب کا ہونہار بچہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے اب محروم نہیں رہے گا کیونکہ خادم اعلیٰ کی اولین ترجیح ہے کہ تعلیم سب کے لئے ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں ایمرجنسی مریضوں کو ہر قسم کی ادویات مفت اور ڈائیلسز کی مفت

سہولت مل رہی ہے۔ عام آدمی جو ڈائیلسز پر ہزاروں روپے خرچ کرتا تھا آج اُن کے ڈائیلسز مفت ہو رہے ہیں۔ حکومت کے اس اقدام پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ یہ درست ہے کہ تعلیم، صحت، روزگار اور امن و امان بہم پہنچانا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ الحمدللہ پنجاب حکومت وزیر اعلیٰ کی قیادت میں اپنی اس ذمہ داری کو پوری طرح نبھا رہی ہے۔

جناب سپیکر! روٹی انسان کا بنیادی حق ہے۔ سستی روٹی جیسے فلاحی پروگرام کو جاری رکھنا اور اس کے بجٹ میں اضافہ کر کے وزیر اعلیٰ نے غریب دوست ہونے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ اس پر تنقید کرنے والوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ غریبوں کا مذاق اڑائیں۔ اس کے علاوہ ramzan package کے لئے رقم مختص کرنے اور اشیائے خوردونوش کے لئے subsidy دینے پر میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ اس سے کروڑوں غریبوں کو relief ملے گا۔ یہ اقدام وزیر اعلیٰ کی عوام سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ان کے Medical Allowance میں اضافہ جبکہ pensioners کی Pension اور ان کے Medical Allowance میں اضافہ کر کے لاکھوں سرکاری ملازمین کے دل وزیر اعلیٰ صاحب نے جیت لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع قصور سے ہے جس کی آبادی تقریباً ساڑھے 32 لاکھ ہو چکی ہے جبکہ تحصیل قصور کی آبادی 16 لاکھ ہے۔ ضلع قصور میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جہاں ادویات کی فراہمی اور Dialysis کی مفت سہولت موجود ہے مگر وہاں ڈاکٹروں کی کمی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر قصور کو big city بنا دیا جائے تو ڈاکٹرز لاہور سے قصور جانے کے لئے تیار ہیں۔ اب کسی ڈاکٹر کو قصور تعینات کیا جاتا ہے تو وہ اپنے اثر و رسوخ سے تبادلہ کرا لیتا ہے کیونکہ لاہور اور قصور میں تنخواہوں اور مراعات میں کافی فرق ہے اس فرق کو ختم کرنے کے لئے قصور کو بگ سٹی declare کیا جائے تاکہ ڈاکٹرز قصور میں تعینات ہو کر عوام کو علاج معالجہ کی سہولیات دے سکیں۔ اس کے فوائد تبھی ممکن ہو سکتے ہیں جب عوام علاج معالجہ سے مستفید ہوں اور Trauma Centre and C.T Scan کی سہولت بھی بہم پہنچائی جائے اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر! خواتین اراکین اسمبلی کے ساتھ ترقیاتی فنڈ میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور اگر انہیں کچھ فنڈ مل بھی جاتا ہے تو دفتری موشگافیوں کی وجہ سے وہ فنڈ صحیح طور پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی ٹھیکیدار بد قسمتی سے ٹھیکہ لے کر کام شروع کر دیتا ہے تو اسے سیکرٹریٹ اور لوکل گورنمنٹ کے افسران کے طواف کرنا پڑتے ہیں۔ خواتین کو بھی دیگر اراکین اسمبلی کی طرح فنڈز دے کر انہیں احساس محرومی سے نجات دلائی جائے۔ دفتروں کے نظام کو صاف، شفاف بنایا جائے تاکہ بلوں کی ادائیگی کے لئے ٹھیکیداروں کو پریشان نہ ہونا پڑے۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر عوامی، فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور حکومتی ارباب اختیار کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

چاہنے والوں کا ایک قافلہ رواں دواں ہے
تعمیل حکم پر وہ جان بھی وار دیتے ہیں
فقدان ہے رقابت کا رقیبوں میں یہاں
چاہنے والوں کو بھی پیار دیتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب کرنل (ریٹائرڈ) نوید ساجد صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری باری ایسے وقت پر آتی ہے جب ایوان میں یا تو لوگ تھک چکے ہوتے ہیں یا حاضری بہت کم ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں یہ شعر آپ کی نذر کروں گا کہ:

اپنی تقدیر پر نازاں ہوں
تیری نظر کرم میں سمایا ہوں میں

جناب سپیکر! بجٹ ہر ملک اور ہر صوبہ کے عوام کی تقدیر کے لئے اچھائیاں لے کر آتا ہے اور بجٹ میں برائیوں کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حکومت وقت اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک اچھی کاوش سے ایک ایسا ex-chequer پیش کرتی ہے کہ جس سے عوام کی تقدیر میں

بہتری آ سکے۔ کچھ عرصہ سے ہمارے ملک میں problems چل رہے ہیں، دہشتگردی کی وجہ سے ہماری بہت ساری چیزیں plan نہیں ہو رہیں لیکن میں گزارش کروں گا کہ قومیں وہی ہوتی ہیں جو مشکل وقت میں اچھے فیصلے کریں اور ان فیصلوں کے دور رس نتائج ہوں۔ کوئی بہت دور کی بات نہیں ہے کہ ویت نام کی فرانس سے آزادی کی جنگ چل رہی تھی جو کہ بڑی prolong war تھی تو ان کے لیڈر ہوچی من نے اس وقت جب ان کی قوم پر بہت مشکل دور تھا تو انہوں نے اپنے ملک کی تقدیر کو سنوارنے کے لئے بہت بڑے فیصلے کئے اور ان فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ کیا کہ انہوں نے اپنے ملک سے feudalism ختم کر کے تمام لوگوں کو چار ہیکٹر زمین دینے کا فیصلہ کیا۔ خواتین کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں بھی زمین رکھنے کا حق دیا گیا تو ان کی کابینہ کے تمام وزراء اور مشیروں نے ان سے بات کی کہ اس وقت بہت مشکل وقت ہے اور ایسا فیصلہ نہ کریں کیونکہ ہمیں لڑنے کے لئے سپاہیوں کی ضرورت ہے اور یہ لوگ اگر ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر ہمیں لڑائی کے لئے لوگ نہیں ملیں گے تو ہوچی من نے اس وقت ایک ایسی بات کی جو ویت نام کی تقدیر کے لئے ایک بہت بڑا معرکہ ثابت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مشکل وقت ہے اور مشکل وقت میں مشکل فیصلے ہی قوموں کی تقدیر بدلا کرتے ہیں۔ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے تو میں اس پر عملدرآمد بھی کرواؤں گا کیونکہ غریب آدمی کو جب چار ہیکٹر زمین ملے گی تو وہ زیادہ شان سے اس ملک کی حفاظت کرے گا بجائے۔ امیروں کے آج اگر ہم اس ملک کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمارے پاکستان کی اکانومی سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ ہم اگر مشکل وقت میں اچھے فیصلے لے کر اچھی چیزوں کو آگے لائے تو ہمارے لئے بھی اچھی چیزیں ہوں گی۔

جناب سپیکر! بجٹ میں ہم پچھلے تین سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ blocked allocations رکھی جاتی ہیں جبکہ بجٹ basically blocked allocation پر believe نہیں کرتا۔ بجٹ ایک ایسی چیز ہے جس میں تمام پالیسیوں کو down to the ladder لکھا جاتا ہے تاکہ اس میں بعد میں ترامیم نہ ہو سکیں۔ ہمارے ہاں پچھلے کافی عرصے سے جو بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے اس میں بعد میں re-appropriations کی جاتی ہیں جو کہ کبھی بھی ہمارے سامنے آئیں، ایوان کے سامنے آئیں اور نہ ہی کبھی عوام کے سامنے آئی ہیں۔ بجٹ کی کتابوں میں جو لکھا جاتا ہے وہی میڈیا کے سامنے آتا ہے، وہی لوگوں کی تقدیر کے سامنے آتا ہے لیکن بعد میں کئے ہوئے فیصلے اچھے ثابت نہیں ہوتے جس طرح پچھلے

بجٹ میں South کے لئے 48۔ارب روپے رکھے گئے جو بجٹ کی کتاب میں published ہے تو یہاں فنانس کے لوگ بیٹھے ہیں اور Planning and Development کے بھی لوگ موجود ہوں گے تو میرے علم کے مطابق اس میں جو re-appropriations کی گئیں وہ تقریباً 38۔ارب روپے کی تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بجٹ کا ثمر South میں ٹوٹل 10۔ارب روپے ہوا۔ اگر آج کے بجٹ کو دیکھا جائے جس میں 193 بلین روپے development کے لئے رکھے گئے ہیں تو اگر judicious اس کی تقسیم ہو تو ہر تحصیل کے حصے میں سوا ارب سے ڈیڑھ ارب روپے آتے ہیں۔ پچھلا بجٹ 170۔ارب روپے پر محیط تھا اور اس وقت بھی ہمارے حصے میں ایک ارب روپے آنے چاہئیں تھے، میرے باقی دوست بھی بیٹھے ہیں جو کہ مختلف تحصیلوں سے ہیں لیکن میں اپنی تحصیل کی بات کروں گا کہ میری تحصیل لیاقت پور کے مقدر میں دس کروڑ 80 لاکھ روپے آیا جبکہ کتابوں کے مطابق اور پلاننگ کے مطابق لیاقت پور تحصیل میں ایک ارب روپیہ آنا چاہئے تھا لیکن re-appropriations کرنے کے بعد ہمارے ساتھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ترقی کا پہیہ پیچھے کی طرف آتا ہے۔ میری ارباب اختیار سے گزارش ہے کہ پالیسیوں کو بناتے ہیں تو ان پر عملدر آمد بھی کروائیں کیونکہ ایسا کرنے سے ہی مقدر بدلے گا۔ آج ہم لاہور میں بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سارے دوستوں نے لاہور کے بارے میں بات کی ہے۔ کوئی لاہور کے بارے میں کچھ بات کرتا ہے کہ یہاں لاہور میں پیسا زیادہ لگ گیا، یہاں دوسری چیز لگ گئی، تیسری چیز لگ گئی۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ پھر یہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اگر ایم پی ایز کے لحاظ سے تقسیم کو دیکھا جائے تو لاہور میں پچیس ایم پی اے ہیں، لیاقت پور میں تین ایم پی اے ہیں۔ تب بھی اگر دیکھا جائے جتنا لاہور میں خرچ ہوا ہے تو لیاقت پور میں اس حساب سے ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہونا چاہئے تھا۔ باقی تحصیلوں کے لئے بھی ایسا ہی بجٹ ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں کیا گیا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ اس بجٹ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس چیز کو مد نظر رکھا جائے گا تاکہ بہتری پیدا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہر بجٹ کے ساتھ فنانس ڈیپارٹمنٹ یا فنانس کی کتابوں میں، جو سٹوڈنٹس اکنامکس پڑھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک میں جب migration prevail کر رہی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بجٹ کے لئے قرض ہے۔ اس وقت بجٹ کو ناکام ثابت کیا جاتا ہے جب migration ہو

رہی ہو۔ پچھلے دس سالوں میں دیکھیں، بیس سالوں میں دیکھیں کہ South سے تمام لوگ اٹھ کر لاہور آ رہے ہیں۔ میں بھی لاہور کو بڑا پیار کرتا ہوں، مجھے بھی لاہور بڑا اچھا لگتا ہے اور ہم سب کا دل لاہور کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ اگر وہی چیزیں ہمیں دے دی جائیں، وہی سہولتیں ہمیں دے دی جائیں تو ہم لاہور آئیں لیکن لاہور کے بارے میں کوئی غلط بات نہ کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم لاہور کے بارے میں اچھی اچھی باتیں کریں لیکن مجبوری یہ آ گئی ہے کہ جہاں ہم رہتے ہیں، جہاں ہم نے مرنا ہے، جہاں ہم نے دفن ہونا ہے اور جہاں ہماری اگلی generation نے اوپر آنا ہے وہاں پر اگر محرومیاں ہیں تو پھر ہم آگے کیسے چلیں گے؟ اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ ایک parity کو ختم کیا جائے اور بجٹ میں جو تقسیم رکھی جاتی ہے اسے اسی طرح کیا جائے۔ میں اس کی مثال دوں گا، ہم جنوبی پنجاب میں رہنے والے لوگ ہیں اگر پنجاب کو دیکھا جائے تو پنجاب میں تیس فیصد urban areas میں لوگ رہ رہے ہیں اور 70 فیصد لوگ rural areas میں رہ رہے ہیں، اگر آپ 70 فیصد لوگوں کی economy دیکھیں تو وہ agro based economy ہے اور اگر ایسا ہے تو ہم لوگ agriculture سے وابستہ ہیں۔ ہمارے لئے Irrigation Department بہت اہم ہے، زراعت کا شعبہ ایسی پالیسیاں بنائے جو ہمارے لئے اچھی ہوں۔ اس بجٹ میں، میں گزارش کروں گا، ہمارے پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں اگر میں تھوڑا سا اس میں run down دے دوں۔ پچھلے بجٹ میں main canals کے لئے 1031 ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن اس سال اس کو سو فیصد کم کر کے 531 ملین روپے کر دیا گیا۔ مجھے بتائیں کہ اس سے ہمارا فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان ہو رہا ہے؟ ڈویلپمنٹ بجٹ بڑھ رہا ہے، 170 بلین سے 193 بلین ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف ہمارے ساتھ کیا انیائے ہو رہا ہے کہ 1031 سے کم کر کے 531 ملین کر دیا گیا۔ lift irrigation، چولستان، ضلع رحیم یار خان، ڈویژن بہاولپور میں lift irrigation کا بہت زیادہ کام ہے۔ پچھلے سال lift irrigation میں 235 ملین روپے تھا اس دفعہ 184 ملین کر دیا گیا۔ آگے جانے کی بجائے ہم پیچھے آ رہے ہیں۔ Blocked allocation for main canals ان کی maintenance کے لئے پچھلے سال 307 ملین روپے رکھا گیا اور اس بجٹ میں کوئی پیسا نہیں ہے۔ اسی طرح Blocked allocation for minor canals کے لئے پچھلے سال 70 ملین رکھا گیا اور اس دفعہ اس مد میں بھی کوئی پیسا نہیں رکھا گیا۔ اگر یہ چیزیں نہیں رکھی جائیں گی تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ 70 فیصد آبادی محرومیوں کی طرف جائے گی یا بہتری

کی طرف جائے گی؟میری گزارش ہے کہ اس کو revise کیا جائے، اس کو دیکھا جائے اور لوگوں کو ریلیف دیا جائے۔

جناب سپیکر! کسی بھی علاقے کی بہتری میں ملازمتوں کا بڑا role ہوتا ہے۔ جنوبی پنجاب میں اس وقت فقدان ہے۔ میری حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہاں پر انڈسٹریل زون declared کئے جائیں۔ کم از کم دو اور ڈویژن، بہاولپور میں ایک تو لازمی کیا جائے کیونکہ ایک شوگر مل بیس ہزار آدمیوں کو ملازمت دیتی ہے۔ اگر وہاں انڈسٹریل زون ہو گا تو ہمارے علاقے میں uplift آئے گی اور ہم لوگ بہتری کی طرف جائیں گے ورنہ ہم اپنے لئے صوبہ مانگنا شروع کر دیں گے۔ جس طرح صوبے کی تحریک آج کل چل رہی ہے، یہ تحریک مزید زور پکڑتی جائے گی اگر محرومیاں بڑھتی جائیں گی۔ ہم اپنے حق کے لئے اٹھیں گے، ہم انہی چیزوں کو آگے لے کر چلیں گے اور آپ سے مانگیں گے کہ آپ ہمیں صوبہ دے دیں کیونکہ پنجاب آبادی کے حساب سے دنیا کے 126 ملکوں سے بڑا area ہے۔ اگر اس کو divide کیا جائے گا تو ہمیں ان محرومیوں سے نجات ملے گی، ہمیں good governance ملے گی اور ہمیں اپنے حقوق ملیں گے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آج وقت آ گیا ہے کہ اگر ہمیں ان چیزوں میں consider نہیں کیا جاتا، وہ تو کرنی ہی کرنی ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ ایک بڑا دل رکھتے ہوئے آج حق دے دینا چاہئے اور جنوبی پنجاب کو ان کا حق دے دینا چاہئے۔ 9 کروڑ کی آبادی کو اگر ہم کم کریں گے تو governance بہتر ہو گی۔ ہم لوگ اپنے حق کے لئے آپ کے سامنے آواز اٹھاتے ہیں، جب ہم آواز اٹھاتے ہیں تو براہ کرم اس کو سنیں اور ہمیں حق دینے کے لئے ہمیں support کریں۔ ہم آپ لوگوں سے support مانگتے ہیں، لاہور سے ہم support مانگتے ہیں تاکہ لاہور اور بہتر ہو۔ جب ہم اگلی دفعہ لاہور کو دیکھنے کے لئے آئیں تو یہ اور خوبصورت ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کشور قیوم!

محترمہ کشور قیوم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے صوبائی بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے فلاحی، عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وفاقی حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی جنہوں نے این ایف سی ایوارڈ کا

اعلان کر کے ہمارے صوبہ کو فنڈز فراہم کئے ہیں۔ موجودہ بجٹ ہر لحاظ سے حقیقت پسندانہ ہے اور اس میں غربت، صحت، تعلیم، روزگار، توانائی اور پانی جیسے اہم مسائل پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ مہنگائی اور بے روزگاری کے حوالے سے میں کہوں گی کہ اس نے عوام کو بے حد پریشان کر رکھا ہے۔ اگر عوام کو ریلیف نہ دیا گیا اور اس پر قابو نہ پایا گیا تو ان میں اتنا غصہ پایا جاتا ہے کہ پاکستان میں خونی انقلاب کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

پنج رکن اسلام دے تے چھیواں جاوئے ٹک
چھیواں جے نہ ہووے تے پنجو جاون مک

روٹی کا مسئلہ انسان کا بنیادی حق ہے، سستی روٹی سکیم شروع کی گئی ہے یہ قابل ستائش ہے مگر اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دو گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ کشور قیوم: ہر شہری اور ہر دیہاتی کو سستی روٹی ملنی چاہئے۔ اس حوالے سے جو خدشات ہیں وہ دور کرنے چاہئیں۔ پنجاب کے عوام یہ منطق سمجھنے سے قاصر ہیں جو جاگیردار اور سرمایہ دار ہیں ان پر ٹیکس نہیں لگایا جاتا۔ صرف غریب اور متوسط طبقہ ہی ٹیکس ادا کرتا ہے۔ ان لوگوں پر بھی ٹیکس لگانا چاہئے خاص طور پر جو زراعت کے حوالے سے جن کے پاس زیادہ زمینیں ہیں اور بڑے بڑے زمینداروں پر بھی ٹیکس لگنا چاہئے۔ جس زمیندار کی زرعی آمدنی تین لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ ہو اس پر ٹیکس لگنا چاہئے تاکہ جب زرعی ٹیکس لگے تو اس سے بھی حکومت کو مزید آمدنی حاصل ہو گی۔ پاکستان میں ایک عام کلرک، مزدور وغیرہ ٹیکس دیتا ہے مگر یہ لوگ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر! میں دانش سکول کے حوالے سے یہ کہوں گی کہ دانش سکول بہت قابل تعریف ہے۔ ان غریب طلباء کو تعلیم دی جا رہی ہے جو مالی دشواریوں کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے اور جو ذہین بچے ہیں ان کو اس سے مزید مواقع ملیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو گورنمنٹ کے سکول ہیں، دیہاتوں میں ہیں جن کی حالت بہت بُری ہو چکی ہے ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے بنیادی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں خواتین کے حوالے سے میں کہوں گی کہ دیہاتوں میں ہماری خواتین کافی محنت کرتی ہیں اور کھیتوں میں بھی کام کرتی ہیں تو وہاں پر کارخانے لگائے جائیں تاکہ ان کو کارخانوں میں روزگار دیا جائے مثلاً وہ پیکنگ وغیرہ کا کام کر سکتی ہیں، دیہاتوں میں گھریلو صنعتوں کو فروغ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں امن وامان کے حوالے سے یہ کہوں گی کہ پنجاب میں امن وامان کے حالات بگڑتے جا رہے ہیں اور دہشتگردی کے واقعات بھی بڑھتے جا رہے ہیں اس لحاظ سے اس میں ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ یونین کونسل کی سطح پر امن فورس قائم کی جائے تاکہ ایک تو بے روزگار نوجوان ہیں اس سے ان کو روزگار میسر آئے گا اور دوسرا یہ کہ وہاں پر جو رہنے والے ہیں وہ اپنے اپنے علاقے کی زیادہ دیکھ بھال کر سکیں گے کہ کوئی اجنبی یا باہر سے لوگ آکر وہاں پر رہنا شروع کر دیتے ہیں اور وہاں سے پھر کارروائیاں کرتے ہیں وہ ان کو watch کر سکیں گے، اس طرح سے ہم دہشتگردی پر کافی حد تک قابو پا سکیں گے۔

جناب سپیکر! اب پولیس کے حوالے سے بھی بات کرتی ہوں کہ اس کے نظام کو بھی بہتر کرنا چاہئے حالانکہ ان کے لوگوں کی کافی قربانیاں بھی ہیں اور مختلف واقعات میں پولیس والے مارے جاتے ہیں لیکن ان کے نظام میں بھی تبدیلی لانی چاہئے تاکہ یہ جو حالات ہیں اس سے بہتر ہو سکیں۔ پولیس کا ایس ایچ او متعلقہ علاقے کا ہو جسے عوام کی کمیٹی نامزد کرے۔ ہر سال بجٹ تو بن جاتا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو پاتا تو اس لحاظ سے بھی کمیٹیاں بنی چاہئیں تاکہ جو بجٹ میں پیسے رکھے جاتے ہیں اس کا صحیح استعمال ہو سکے اور اس کی وہ صحیح نگرانی کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں پنجاب پبلک لائبریری کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گی کہ میں نے پچھلے دنوں پنجاب پبلک لائبریری کو visit کیا ہے تو میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئی ہوں کہ وہاں پر بہت پرانے پرانے قرآن پاک کے قلمی قدیم نسخے ضائع ہو رہے ہیں اور ان کو محفوظ بنانے کے لئے ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ ان کی لائبریری میں بہت پرانی اور نایاب کتابیں ہیں لیکن ان کے پاس الماریاں اور کمرے بھی کم ہیں، اس میں فرنیچر وغیرہ کی بھی کمی ہے اس کے لئے میں وزیراعلیٰ صاحب سے التماس کروں گی کہ وہ ان کو مزید فنڈز دیں تاکہ وہ ان نایاب کتابوں کو محفوظ کر سکیں اور وہ پنجاب لائبریری کو بہتر بنا سکیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کو ان اشعار پر ختم کرتی ہوں:

غربت نے میرے بچوں کو تہذیب سکھا دی
سہمے ہوئے رہتے ہیں شرارت نہیں کرتے
گھر گئی جھونپڑی میری عمارتوں کے سائے میں
کچھ لوگ میرے حصے کا سورج بھی کھا گئے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ کسی صوبہ کا ہو یا چاہے فیڈرل گورنمنٹ کا ہو دراصل یہ ایک ایسی کتاب ہوتی ہے، ایسی figures ہوتی ہیں جن کو اپنے صوبہ کی ترقی کے لئے، اپنے صوبہ کے مسائل حل کرنے کے لئے اور اپنے صوبوں کی مشکلات دور کرنے کے لئے ایک پورا پروگرام اس سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ ان کی vision اور ان کی تعمیر و ترقی کی سوچ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم نے جس محنت سے کام کیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلسل تین چار دن سے House میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ ایک صرف figures کی کتاب تیار کی گئی ہے اور اس میں صرف ہمیں اعداد و شمار کے ذریعے خوش کیا گیا ہے۔ دراصل بجٹ جو ہوتا ہے اس میں ہوتے ہی اعداد و شمار اور figures ہیں جن میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اس صوبہ کی ترقی کے لئے، اس صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے ہمارے پاس کیا ہے اور ہم اپنی قوم کو کیا پیش کر رہے ہیں اسی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ نے یہ بہت بڑا 585۔ارب روپے کا بجٹ جو اس قوم اور صوبہ کے لئے پیش کیا ہے اس کے پیچھے ان کی بڑی محنت اور سوچ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پوری کوشش کی ہے، ان کی یہ سوچ ہے، ان کا یہ مشن ہے اور ان کی یہ خواہش ہے کہ ہم اس صوبہ کی ترقی کے لئے، صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے، صوبہ میں غربت ختم کرنے کے لئے اور صوبہ

میں امن وامان قائم کرنے کے لئے جو کچھ میں کر سکتا ہوں اور جتنے میرے پاس وسائل ہیں جتنی میں اس میں کوشش کروں وہ اس طریقے سے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس ملک میں غربت ختم کرنے کے سلسلے میں، اپنی عوام کو تعلیم دینے کے لئے ایجوکیشن کی طرف خصوصی طور پر توجہ دی ہے یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ ایجوکیشن پر پورے پنجاب میں بے پناہ پیسا خرچ کیا جارہا ہے۔ اس طرح دانش سکول بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ دانش سکول پنجاب میں بنائے جارہے ہیں اور دانش سکول ان علاقوں میں بنائے جارہے ہیں جہاں واقعی تعلیم کا فقدان تھا تاکہ وہ لوگ، وہاں کے رہنے والے باسی، وہاں کے غریب عوام، وہاں کے مزدور اور وہاں کے کسان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنی منزل کو حاصل کر سکیں۔ اس وقت تک قوم اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتی جب تک تعلیم سے بہرہ ور نہ ہو یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ وہ تعلیم پر خصوصی طور پر توجہ دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سب سے زیادہ توجہ صحت کی طرف دی ہے جب تک قوم جسمانی طور پر صحت یاب نہیں ہوگی وہ ذہنی طور پر پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکتی لہذا انہوں نے صوبہ میں صحت کے حوالے سے بے پناہ اقدامات اٹھائے ہیں۔ سب سے پہلے تو انہوں نے پورے صوبہ میں مفت ادویات دینے کا اہتمام کیا ہے تاکہ غریب عوام کو مفت ادویات مل سکیں اور ہسپتالوں کو upgrade کیا گیا ہے جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں انہوں نے نئے ہسپتال بنانا شروع کئے تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ کی عوام کو صحت کے حوالے سے سہولیات فراہم کرنے کا بہت بڑا اقدام ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا سب سے بڑا زمیندار اس لائق ہے کہ ہم اس کی جتنی خدمت کر سکیں وہ کریں۔ اس میں چھوٹے کسان بھی ہیں اور اس میں بڑے کسان بھی ہیں۔ چھوٹے کسان کے لئے جو ایک بہت بڑا مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ جو آدھا آدھا مربع لیز پر لیا ہوا تھا وہ 2003 سے ختم کر دی گئی تھی۔ اس حکومت نے چھوٹے زمینداروں کو خوشحال کرنے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے دوبارہ وہ سکیم شروع کی ہے اور نہ صرف اسے 2010 تک extend کیا ہے بلکہ آگے بھی ان کو مزید پانچ سال دینے کے لئے پروگرام بنایا ہے۔ اسی طرح جو ہمارے زرعی گریجویٹ تھے ان لوگوں کو انہوں نے 25 ایکڑ زمین مہیا کی ہے تاکہ اپنے لئے روزگار بھی پیدا کر سکیں اور اپنے والدین کی بھی خدمت کر سکیں اور جس طریقے سے انہوں نے تعلیم حاصل کی اسی طریقے سے ان کو صلہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں اور میرا جنوبی پنجاب کی اس تحصیل سے تعلق ہے جو پنجاب کی سب سے آخری تحصیل ہے جس کے ساتھ سندھ بارڈر بھی لگتا ہے اور بلوچستان کا بارڈر بھی لگتا ہے۔ ہم یہ مسلسل جنوبی پنجاب کے بارے میں اس Houseکے اندر اپنے فاضل ممبران کی سوچ کو پڑھ بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ دراصل میں اس House میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے بجٹ میں بھی 42۔ارب روپیہ رکھا تھا۔ آج بھی اس بجٹ میں انہوں نے 52۔ارب رکھ کر جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ جنوبی پنجاب کی بات کون کرتے ہیں؟ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنی محرومیوں کی بات کریں، ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے بات کریں، ہمارا یہ حق بنتا ہے چاہے وہ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور جگہ سے تعلق رکھتا ہو یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کے لئے بات کریں ٹھیک ہے لیکن اگر جنوبی پنجاب کی بات صرف اس لہجے میں کی جائے جس سے انتشار پیدا ہوتا ہو، جس سے قوم میں نفرتیں پھیلتی ہوں نہ صرف علاقے کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ پورے ملک کے لئے نقصان دہ ہے اس سلسلے میں ہمیں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب کی علیحدگی یا کسی صوبہ کا نعرہ کون لوگ لگاتے ہیں۔ اگر میں 1962 کی historyکو لے لوں کہ وہ لوگ جو آج یہ بات کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن لوگوں نے جنوبی پنجاب کو محروم کیا، صادق آباد سے لے کر ملتان تک وہی لوگ ہمیشہ ایم این اے اور ایم پی اے رہے ہیں، وہی وزیر رہے ہیں، وہی پرائم منسٹر رہے ہیں، وہی پریذیڈنٹ رہے ہیں ، وہی اہم منصبوں پر رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب کا وہ شخص جو محرومیوں کا شکار رہا ہے وہ کبھی ان ایوانوں میں نہیں پہنچا تھا۔ آج وہی یہ بات کرتے ہیں جنہوں نے اس علاقے کو ہمیشہ محروم رکھا، وہ لوگ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر بات کرتے ہیں، اپنے ذاتی اقتدار کی خاطر بات کرتے ہیں، اگر ان کے دل میں ان کی محرومیوں کو دور کرنے کی خواہش ہوتی، ان کو دور کرنے کا خواب ہوتا تو جب وہ 45سال اس علاقے میں برسراقتدار رہے تو ان کا حق بنتا تھا کہ وہ ان کی محرومیاں ختم کرتے، ان لوگوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے اور ان کے لئے تعلیم کا میدان کھلا رکھتے۔ اس کو انڈسٹریل سٹیٹ بناتے تاکہ وہاں کے باسی آرام و سکون سے اعلیٰ مقام تک پہنچتے اور اچھی زندگی بسر کرتے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا تہہ دل

سے مشکور ہوں کہ وہ جس دن سے خادم اعلیٰ پنجاب بنے ہیں اس دن سے انہوں نے اس علاقے کی ترقی کے لئے بے پناہ پیسا خرچ کیا ہے، یہ لوگ اعداد و شمار تو سامنے نہیں رکھتے۔ ترقی کا پہیہ جو چل رہا ہے اس سلسلے میں وہ کبھی بات نہیں کرتے۔ اگر میں یہ بات کروں کہ انہوں نے ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور ڈویژن کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور کیا کچھ کر رہے ہیں وہ ان کے لئے حیران کن ہو گا؟

میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صرف ایجوکیشن کے سلسلے میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں صرف missing facilities کے لئے کم از کم ایک ہزار ملین روپیہ بہاولپور، ڈی جی خان اور ملتان کے لئے رکھا ہے، ان کی ڈویلپمنٹ کے لئے علیحدہ پیسا ہے، ان کی upgradation کے لئے علیحدہ پیسا ہے اور ان کے دیگر مسائل کے لئے علیحدہ پیسا ہے۔ صرف ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے انہوں نے تقریباً ایک ہزار ملین روپے رکھا ہے۔ اسی طریقے سے roads کے سلسلے میں، ہائر ایجوکیشن میں، سپیشل ایجوکیشن میں، سپورٹس اور لائبریریوں کے لئے بھی انہوں نے بے پناہ پیسے جنوبی پنجاب کے لئے رکھے ہیں۔ اسی طریقے سے ڈی جی خان کا جو tribal area ہے اس کے لئے بے پناہ پیسا رکھا گیا ہے تاکہ ان کی پسماندگی کو دور کیا جائے۔ مظفر گڑھ کے لئے بے پناہ پیسا رکھا گیا ہے ان کے فلائی اوور بھی بن رہے ہیں، بائی پاس بھی بن رہے ہیں وہ کس حساب سے بن رہے ہیں؟ وہ ان لوگوں کی محرومیوں کو ختم کرنے کے لئے بن رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا جو جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں چاہے وہ مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھتے ہیں یا پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ irrigation کا ہے۔ اگر ہم سب نے مل کر پانی کے مسئلہ کو حل نہ کیا تو ہماری ترقی کے پہیہ کی رفتار اسی طریقے سے رہ جائے گی اور ہمارے علاقے ایتھوپیا کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ اس وقت پورے جنوبی پنجاب خاص طور پر بہاولپور ڈویژن میں اور دیگر علاقوں میں پانی کی بہت کمی ہے لہذا میں اپنے ان ایم پی اے صاحبان سے گزارش کرتا ہوں جو اس سلسلے میں بات کرتے ہیں وہ صوبائی حکومت سے بھی اور فیڈرل حکومت سے بھی پانی کے سلسلے میں گزارش کریں کیونکہ اگر زمیندار کی کاشت ختم ہو گئی، اگر زمیندار تباہ ہو گیا تو پورے ملک کی معاشی صورتحال بھی تباہ ہو جائے گی۔ پورے ملک کی معاشی صورتحال کا دارومدار ان کسانوں پر ہے جو دن رات محنت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار فتح محمد خان بزدار صاحب!

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ اس موقع پر اور باتوں کی بجائے ہم اپنے علاقے کی بات کریں، اپنی محرومیوں کی بات حکومت تک پہنچائیں۔ میرا تعلق ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ اور تحصیلtribal area سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ علاقہ سب سے زیادہ پسماندہ ہے۔Tribal area بہت بڑاarea ہے، وہاں سڑکیں، بجلی، گیس، واٹر سپلائی نہیں ہے۔ لوگ اپنے خرچ پر جو کرسکتے ہیں وہ کرتے ہیں، ہینڈ پمپ لگا لیتے ہیں۔ ہم نے حکومت سے بارہا گزارش کی ہے کہ اس علاقے میں ہمارے جو مسائل ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ لوگوں کے مزاج بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ ہمارے ساتھ بلوچستان لگتا ہے، ڈسٹرکٹ موسیٰ خیل، ڈسٹرکٹ بارخان ہے وہاں پر بجلی بھی ہے، پانی بھی ہے اور زمینداروں کو سہولیات بھی دی جاتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ گورنمنٹ اپنے خرچ پر رود کوہی کو کنٹرول کرنے کے لئے، ان کی زمینوں کو نقصان سے بچانے کے لئے بلڈوزر دیتی ہے لیکن ہمارے یہاں ایسا کوئی رواج نہیں ہے یہ بھی ہونا چاہئے کیونکہ ہمارا جو tribal area ہے وہ زیادہ تر بارانی علاقہ ہے۔ زمینوں کو آباد کرنے کے لئے حکومت کی امداد کی بہت ضرورت ہے کیونکہ غریب لوگ خود آباد نہیں کرسکتے۔ وہاں کی زمینیں ایسی ہیں جن کوdamn بھی کہہ سکتے ہیں، گھٹا بھی کہہ سکتے ہیں اور ہماری زبان میں بھی اس کو گھٹا کہتے ہیں۔ دو پہاڑوں کے درمیان لٹھ بندی کی جاتی ہے، دیوار بنائی جاتی ہے۔ جب بارش آتی ہے اس میں پانی بھی جمع ہو جاتا ہے اور اس کے نیچے چشمہ بھی جاری ہو جاتا ہے جس سے لوگ اور مویشی پانی پیتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں سڑکیں نہیں ہیں، تھوڑے بہت کچے روڈ ہیں اس سے لوگ اپنا کام چلاتے ہیں۔ جب بارش ہوتی ہے تو یہ بھی بند ہو جاتے ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ جو ہمارے اوپر کے جو پہاڑ ہیں وہاں کافی آبادی ہے جو کہ مال مویشی پال کر اپنا گزارا کرتے ہیں، وہاں سڑکیں نہیں ہیں، لوگ اپنا سامان کندھوں پر اٹھائےstep by step جاتے ہیں تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کا یہ حال ہے کہ جو پرائمری سکول ہیں ان کو کم کیا جارہا ہے۔ وہ کہتے ہیں جو ساتھ ساتھ سکول ہیں ان کو ایک دوسرے میں ضم کیا جائے۔ اس طرح تو ہو نہیں سکتا کیونکہ ایک سکول اگر پہاڑ پر ہے تو دوسرا نیچے ہے، بچے وہاں سے نیچے نہیں جاسکتے، درمیان میں جو ندیاں چلتی ہیں وہ بہت ہی خوفناک ہوتی ہیں، وہاں تو بڑا آدمی بھی cross نہیں کرسکتا بچے کیسے جاسکتے ہیں؟ ہمارےtribal

areas کی جو اقتصادیات ہے وہ مال مویشی اور زمینداری ہے۔ وہاں پر مویشیوں کا کوئی ہسپتال بھی نہیں ہے کہ وہ ان کا وہاں سے علاج کروا سکیں اور زمینداری کا یہ حال ہے کہ ہمیں اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ ہماری زمینیں کتنی ہیں کیونکہ وہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں پر settlement کا کام نہیں ہوا ہے۔ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ پہلے آپ settlement کا کام کریں پھر اس کا صحیح ریکارڈ بنائیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ settlement کے کام کو شروع کیا جائے تاکہ ہمیں بھی پتا ہو اور گورنمنٹ کو بھی پتا ہو کہ ان کا کتنا رقبہ ہے۔ وہ پہاڑی علاقہ ہے وہاں پر پتھر ہیں، اگر پتا ہو گا تو وہ ٹریکٹر خریدنے کے لئے قرضہ بھی لے سکیں گے۔

تعلیم کا مسئلہ میں نے بتایا ہے کہ وہاں پر لوگ بہت غریب ہیں، تعلیم کے لئے migrate کر کے تونسہ یا ڈیرہ غازی خان جاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بڑی مشکل سے پڑھاتے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ میڈیکل کالجوں میں دوسرے پروفیشنل کالجوں میں ٹیکنیکل کالجوں میں ان کا ایک بڑا حصہ رکھیں تاکہ وہ بھی پڑھ لکھ کر آگے بڑھنے کے قابل ہو جائیں اور ان کی غربت دور ہو۔ جینے کے لئے وہاں پر پانی بھی میسر نہیں ہے۔ ہمارا علاقہ ایسا ہے کہ کچھ پہاڑ کے اوپر ہے، کوئی پہاڑ کے دامن میں ہے، اگر وہاں پر ہینڈ پمپ نہیں لگ سکتا، واٹر سپلائی سکیم نہیں بنائی جا سکتی تو وہاں پر بڑے تالاب بنائے جا سکتے ہیں تاکہ وہاں پر جب بارش ہو تو پانی اکٹھا کیا جا سکے اور وہاں پر پانی تقریباً ایک سال تک کھڑا رہتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارا ایک اور مسئلہ شناختی کارڈ کا ہے کیونکہ شناختی کارڈ کے بغیر تو آج کل کوئی کام نہیں ہوتا۔ ووٹ دے سکتے ہیں، کہیں جا سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اپنی شناخت کروا سکتے ہیں۔ شناختی کارڈ کے جو دفاتر ہیں وہ ڈیرہ غازی خان یا تونسہ میں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنے آدمیوں کو وہاں سے لاؤ یہاں ہمارے پاس آؤ پھر ہم آپ کو شناختی کارڈ بنا کر دیں گے۔ وہ کیسے آئیں؟ پانچ چھ ہزار روپیہ خرچ آتا ہے اور پھر وہاں کہاں پر ٹھہریں گے، گرمی سردی میں کہاں بیٹھیں گے؟ ہونا یوں چاہئے کہ tribal areas کی ایک تحصیل بارتھی ہے جو وہاں کا مین سنٹر ہے وہاں پر شناختی کارڈ کا دفتر کھولا جائے اور ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ موبائل ٹیمیں بنا کر اس علاقے میں پھیل جائیں اور ان کا data وہاں سے لے کر شناختی کارڈ بنوا کر پھر ان کو وہاں پر تقسیم کریں۔ یہ سہولت ان کو ہر صورت میں

ملنی چاہئے۔ جس طرح ایک ڈاکیا خط کو تقسیم کرتا ہے اسی طرح کی سہولت مہیا کی جائے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، براہ مہربانی حکومت اس پر اپنی پوری توجہ دے۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے لوگوں کا دارومدار مال مویشی پر تھوڑا بہت زراعت پر اس کے بعد ملازمتوں پر ہے۔ وہ فوج میں بھی بھرتی ہونا چاہتے ہیں، وہ پولیس میں بھی بھرتی ہونا چاہتے ہیں لیکن ان کو سہولیات میسر نہیں ہیں۔ بلوچستان میں جو میٹرک پاس ہوتا ہے ان کا قد ہمارے علاقے کے لوگوں کے برابر ہے وہاں ان کو تو بھرتی کر لیا جاتا ہے لیکن ہمارا جو tribal area ہے یہاں کے لوگوں کو بھرتی نہیں کرتے کیونکہ ہمارے پاس جی ایچ کیو سے ہدایت نامہ نہیں ہے۔ ہم پنجاب گورنمنٹ سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ان سے رابطہ کریں تاکہ ان کو بھی بھرتی ہونے کا موقع ملے اور ان کو روزگار مل سکے۔

جناب سپیکر! بجلی بھی ہمارے علاقے میں نہیں ہے، پورے tribal areas میں سوائے فورٹ منرو کے کہیں بجلی نہیں ہے۔ ویسے بھی فورٹ منرو تو ایک شہر ہے، انگریزوں کے دور سے وہاں پر کچھ نہ کچھ ڈویلپمنٹ ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ وہاں پر سڑکیں ہیں، بجلی ہے اور پانی ہے بلکہ سب چیز ہے لیکن دوسرے علاقوں میں کوئی سہولت نہیں ہے۔ گیس ہے، پانی ہے بلکہ کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ ہمارے علاقے میں دیہاتوں میں سولر سسٹم کے تحت بجلی فراہم کرے۔ اگر ویسے بجلی نہیں دے سکتے تو اس طرح سے فراہم کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد میدانی علاقہ کے متعلق گزارش کروں گا۔ پہاڑی علاقہ بلوچستان سے شروع ہوتا ہے اور جہاں پہاڑی علاقہ ختم ہوتا ہے اس کے آگے اس کو "پچاد ایریا" کہتے ہیں۔ یعنی پہاڑ سے نہر تک ایک ایریا ہوتا ہے اس کے حالات بھی بہت خراب ہیں۔ وہاں پر پہلے پانی کا مسئلہ ہے جب یہ Hill torrents پہاڑی ندی نالے چلتے ہیں وہ بڑی force سے چلتے ہیں ان کے آگے جو آبادی ہوتی ہے یا جو سڑک ہوتی ہے تو اس کو یہ توڑ دیتے ہیں اور لوگوں کا بڑا نقصان ہوتا ہے اس کا پھر کیا کرنا چاہئے؟ اس کا یہ حل ہے کہ بلڈوزروں کے ذریعے ان کی لٹھ بندی کی جائے۔ اس کے آگے ایک دیوار بنائی جاتی ہے تاکہ اس سے بچا جائے۔ یہ گورنمنٹ کے خرچ پر ہونا چاہئے۔ پھر یہ بھی ہے کہ وہاں کھیتوں میں پانی لانے کے لئے بھی بلڈوزر استعمال کئے جاتے ہیں۔ پانی اپنے راستے پر آتا ہے اس کے سامنے بند باندھا جاتا ہے اور

پھر جب پانی تھوڑا ہو جاتا ہے تو اس پانی کو کھیتوں میں divert کیا جاتا ہے۔ وہاں پر کھیت اتنے زرخیز ہیں کہ جب ایک دفعہ اس میں پانی آجائے تو پھر اس کو دوبارہ پانی کی ضرورت نہیں رہتی؟ کھاد کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی پانی کی ضرورت رہتی ہے۔ یہ جو پچاد کا علاقہ ہے اس کو آباد کرنے کے لئے گورنمنٹ نے بند باندھنا شروع کر دیا ہے ۔ Passes جس کو ہم درہ کہتے ہیں ۔ اس کے دونوں طرف لٹھ بندی کی جا رہی ہے تاکہ پانی بغیر کنٹرول کے نہ جائے۔ اسی طرح میدانی علاقوں میں بھی واٹر سپلائی کی بہت ضرورت ہے۔ ہم جہاں جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ واٹر سپلائی نہیں ہے، پانی نہیں ہے ہم کیا کریں؟ یہ علاقہ بھی بہت مشکل حالات میں ہے۔ آپ خود سوچیں جب پینے کے لئے پانی ہی نہ ہو تو وہ بے چارے کیا کریں؟ ہینڈ پمپ تو وہاں لگ نہیں سکتے پہاڑی علاقے میں ہینڈ پمپ لگ سکتے ہیں لیکن میدانی علاقوں میں "پچاد ایریاز" میں بہت مشکل سے لگتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** سردار صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

**سردار فتح محمد خان بزدار:** جناب والا! تھوڑا سا ہمیں ٹائم دے دیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** پھر آپ پلیز wind up کر لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**سردار فتح محمد خان بزدار:** جناب والا! پنجاب گورنمنٹ نے 3۔ارب 38 کروڑ کا بجٹ tribal areas کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس رقم کو جلد از جلد release کیا جائے تاکہ اس پر کام شروع ہو سکے۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ جو کام بھی ڈویلپمنٹ کا کرنا ہے وہ وہاں کے علاقے کے لوگوں کے مشورے سے کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ضرورت کسی اور چیز کی ہو اور کام کوئی اور کیا جا رہا ہو۔ آخر میں، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بہت مہربانی۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بھی بہت مہربانی۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

**چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** موجود نہیں ہیں۔

**جناب سپیکر:** تشریف فرما ہیں؟

**محترمہ شبینہ ریاض:** جی، میں موجود ہوں۔

**جناب سپیکر:** دیکھیں کون کہہ رہے ہیں نہیں ہیں؟

**معزز ممبر:** منڈا صاحب!

**جناب سپیکر:** اپنی عادات کو درست کر لیں۔ آئندہ ایسی باتوں کا لحاظ نہیں ہو گا۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

**محترمہ شبینہ ریاض:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب، پنجاب کابینہ اور خصوصی طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے نامزد وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

**معزز ممبران:** وہ نامزد نہیں ہیں۔

**محترمہ شبینہ ریاض:** چلیں جی، پنجاب کے وزیر خزانہ۔ اب ٹھیک ہے؟ اس معزز ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ بے پناہ مسائل کے باوجود coalition Government کو تیسری بار پنجاب کا سالانہ بجٹ پیش کرنے کا موقع ملا۔ اس معزز ایوان میں بجٹ پر بہت سی تقاریر کی گئیں اور اعداد و شمار پر بھی بہت سی باتیں کی گئیں لیکن میں آپ کی توجہ صرف چند باتوں پر مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ بجٹ میں زراعت کے شعبہ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اس پر نظر ثانی کی جائے۔ اس ایوان کے اکثر ممبران کا تعلق دیہاتی علاقوں سے ہے اور جو دیہات کی زندگی ہے وہ بہت مشکل ہے۔ ہم لوگ جو ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر بجٹ بناتے ہیں اور زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ناواقف ہیں۔ کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور کو اس کا حق نہیں ملتا۔ کم از کم مزدور کی تنخواہ کا جو فارمولا بنایا گیا ہے اسے خصوصی قانون سازی کے ذریعے کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں پر بھی لاگو کیا جانا چاہئے۔ اب چونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے vision کے مطابق پارلیمنٹ نے اٹھارہویں ترمیم منظور کر لی ہے اور جناب صدر نے اپنے اختیارات کم کر کے صوبوں کو منتقل کر کے ملک کو مضبوط کرنے کی پالیسی بنائی ہے۔

جناب سپیکر! جب اختیارات ملتے ہیں تو ذمہ داریاں بھی بڑھتی ہیں۔ تعلیم اور صحت کے تقریباً تمام معاملات جو ہیں وہ اب completely صوبائی انتظامیہ کے کنٹرول میں آ گئے ہیں۔ اب ہمیں تعلیم کے میدان میں بھی امتیازی سلوک ختم کرنا چاہئے اور یکساں تعلیمی نظام اپنانا چاہئے۔ کہیں O-level

کہیںA-level کہیں سینئر کیمرج، کہیں میٹرک ، ایف اے ان کی بجائے ایک ہی ذریعہ تعلیم اپنایا جائے ۔اب فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہمیں کس سسٹم کے ساتھ چلنا ہے۔ یورپ، امریکہ یا کوئی اپنا سسٹمadopt کرنا ہے؟ اس کے مطابق ہمیں اپنا نظام تعلیم مرتب کرنا چاہئے۔ ہمیں ترقی یافتہ ملکوں کی طرح یکساں نظام تعلیم اپنانا ہو گا۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں بھی بہت اصلاح کی ضرورت ہے۔دور دراز کے علاقوں میں عوام کو صحت کی سہولتیں میسر نہیں ہیں اگر کہیں ہیں بھی تو وہ بہت کم ہیں اور ان لوگوں کو دور دراز کا سفر کر کے ایسے علاقوں میں آنا پڑتا ہے جہاں ہسپتال ہیں اسے آسان بنانے کی ضرورت ہے۔شہری علاقوں میں بھی صرف پرائیویٹ طریقہ علاج کامیاب ہے۔عام شہری کو علاج کی سہولتیں میسر نہیں ہیں، مریض کو سفارش کے بغیر ہسپتال میں داخلہ نہیں ملتا اور اگر داخلہ مل جائے تو دوائی نہیں ملتی، اگر دوائی مل جائے تو پھر اسے ڈسچارج کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بیڈ نہیں ہے آپ لوگ جائیں۔اس سسٹم پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔وزیراعلیٰ صاحب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ یورپ اور لندن میں ہر شہری کو مفت علاج کی اعلیٰ سہولتیں میسر ہیں اور کبھی کسی شخص کو اس کی صحت کے بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔میں اپنی مخلوط حکومت اور خصوصی طور پر خادم پنجاب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ وہ صوبہ کے ہر شہری کو صحت اور تعلیم کی کم از کم بنیادی سہولتیں فراہم کریں کیونکہ اسی طرح حکومت عوام دوست کہلائے گی۔

جناب سپیکر! پنجاب کی آبادی ساڑھے سات کروڑ سے بھی تجاوز کر گئی ہے لیکن اس کی صحت کی سہولتوں کی فراہمی کے لئے صرف 14۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ سستی روٹی، جمعہ یا اتوار بازار کے لئے تقریباً 22۔ارب کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ اس وقت صوبہ بھر میں تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کاinfrastructure موجود ہے لیکن وہاں جدید سہولتوں اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔اگر وہاں پر یہ کمی پوری کر دی جائے تو عوام کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے میں بہت حد تک آسانی ہو جائے گی۔میں سبسڈی اور سستی روٹی کی سکیموں سے متفق نہیں ہوں۔یہ سکیمیں سرمائے کا ضیاع ہیں، تنور سے تو ہر آدمی کی پہنچ ہے آپ اسے کس طرح محدود کر سکتے ہیں؟ آپ اسے کس طرح روک سکتے ہیں کہ صرف غریب بندہ ہی اس تنور سے روٹی لے سکتا ہے؟

**جناب سپیکر:** آپ ان کو چھوڑیں مجھ سے مخاطب ہوں۔

**محترمہ شبینہ ریاض:** جناب سپیکر! سستی روٹی سے تاثر ملتا ہے کہ چند لوگوں کو نوازنے کے لئے یہ پالیسی بنائی گئی ہے حالانکہ سبسڈی تو صرف غریبوں تک محدود ہونی چاہئے اس سے امیروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچانا چاہئے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ آپ غریبوں کو محروم کریں اور امیر اس سے مستفید ہوں۔ وفاق میں ہماری پاکستان پیپلز پارٹی نے غریبوں اور مستحق لوگوں کے لئے جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا سسٹم قائم کیا ہے اس سے directly غریب کو فائدہ ہو رہا ہے۔ہمیں یہاں بھی وہ پالیسی اپنانی چاہئے ۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی کارکردگی مزید بہتر بنانے کے لئے سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فعال بنانا ہو گا تاکہ اس ایوان کے ذریعے سے حکومت کی کارکردگی پر نظر رکھی جا سکے نہ کہ غیر منتخب ٹاسک فورسز کے ذریعے نظام حکومت چلایا جائے۔ بجٹ میں بیت المال پنجاب کا کوئی ذکر نہیں ہے مہربانی فرما کر اس کو بھی consider کیا جائے۔شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

**جناب سپیکر:** جی، آپ کی بہت مہربانی، بہت شکریہ۔اگلے مقرر نوید انجم صاحب ہیں!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔چودھری شہباز صاحب!

**چودھری شہباز احمد:** میں نے اپنا ٹائم شیخ علاؤالدین صاحب کو دیا ہے۔

**جناب سپیکر:** نہیں۔ایسے ٹائم نہیں دیا جاتا۔وہ ٹائم میں دوں گا، آپ نہیں دے سکتے۔وہ آپ کے اختیار کی بات نہیں ہے۔پلیز آپ تشریف رکھیں۔اگلے مقرر شفیع محمد صاحب ہیں!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ملک عادل حسین اترا صاحب!

**ملک عادل حسین اترا:** شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ملک محمد اختر پارلیمانی سیکرٹری خزانہ کو اتنا آسان ، ٹیکس فری اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہماری حکومت نے وفاقی حکومت کے اعلان کے مطابق ملازمین کے لئے تنخواہیں بڑھائی ہیں جو ایک قابل ستائش قدم ہے۔میرا تعلق

ضلع بھکر سے ہے جو ایک دور افتادہ اور پسماندہ علاقہ ہے۔میرے ضلع کے نزدیک کوئی میڈیکل کالج یا یونیورسٹی نہیں ہے۔حکومت نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ میڈیکل کالج اور یونیورسٹی دیں گے لیکن ابھی تک نہیں دیئے۔مجھے امید ہے کہ آنے والے سالوں میں دیں گے۔میرا ضلع تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹیTDA میں شامل تھا مگر کچھ سال پہلے TDA کا محکمہ ختم کر دیا گیا۔مہربانی فرما کر تھل کے اضلاع لیہ، بھکر، مظفر گڑھ، میانوالی اور خوشاب کے لئے TDA کا محکمہ بنایا جائے تاکہ ان علاقوں میں ترقی ہو سکے چونکہ میرا علاقہ تھل پر مشتمل ہے، علاقے میں جو تھوڑی بہت نہریں ہیں وہ بھی کچی ہیں میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مہربانی فرما کر ان نہروں کو پختہ کیا جائے تاکہ قیمتی پانی ریت میں جذب ہو کر ضائع نہ ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میرا حلقہ بھکر شہر پر مشتمل ہے،وہاں پینے کا پانی سیوریج کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔میری استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر منظور شدہ سیور نالہ جلد از جلد تعمیر کیا جائے تاکہ میرے حلقہ کی عوام متعدد امراض سے بچ سکیں اور ان کی جانوں کا ضیاع نہ ہو سکے۔میرے ضلع کے چاروں صوبائی حلقوں میں09-2008 میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی رقم نہیں گئی جس وجہ سے میرے ضلع کے عوام کی حق تلفی ہوئی ہے۔اس سال ترقیاتی بجٹ میں خاطر خواہ رقم رکھ کر ہمارے ضلع کے نقصان کا ازالہ فرمایا جائے۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ پنجاب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے حلقہ پی پی۔48 دریا خان شہر میں ریلوے کراسنگ پر فلائی اوور بنوا دیں تاکہ اہم تجارتی شہر دریا خان میں ٹریفک کا رش کم ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آخر میں حکومت پنجاب کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع میں مختلف سکیموں کے ذریعہ صوبہ پنجاب کے مختلف علاقے کے لوگوں کو سرکاری زمینیں الاٹ کی گئیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** اترا صاحب!نقل نہ کریں۔

**ملک عادل حسین اترا:** جناب سپیکر!ابھی میرا ٹائم پورا نہیں ہوا۔

**جناب سپیکر:** جی،ٹائم پورا نہیں ہوا لیکن لکھا ہوا نہ پڑھیں بلکہ زبانی بات کریں۔

ملک عادل حسین اترا: لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے لوگوں نے زمینیں بیچ دی ہیں یا وہ لینڈ مافیا کے قبضے میں آگئی ہیں۔میری گزارش ہے کہ ان زمینوں کو ضبط کر کے انہیں نیلام کر دیا جائے اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی ضلع اور صوبہ کی ترقی میں لگائی جائے۔بہت شکریہ، بڑی دیر بعد آپ نے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: چودھری جاوید احمد صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔چودھری احمد علی ٹولو صاحب ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔جناب آصف ملک!

معزز ممبران: نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نہ بولیں میں خود پتا کرتا ہوں۔محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

**HONOURABLE MEMBERS**: Yes.

جناب سپیکر: ادھر سے کون بولے ہیں؟

معزز ممبران: اللہ رکھا صاحب بولے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار محمد حسین ڈوگر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔انجینئر بلال احمد کھر!۔۔۔ نہیں ہیں۔جی، محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں آج صبح سے انتظار میں بیٹھی تھی۔بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا ہے۔آپ لوگوں نے تو کھانا بھی کھالیا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے حکومتی ممبران کو تو کھانا ملا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملا ہو گا لیکن مجھے علم نہیں۔بہر حال میں نے کھانا نہیں کھایا، کیا آپ مجھ سے قسم لینا چاہتی ہیں؟

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! چلیں، ٹھیک ہے۔آپ بھی اپنی عوام کے ساتھ شامل ہیں۔کسی ملک یا صوبے کا بجٹ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ سال اس ملک کے عوام کے لئے مصیبتوں بھرا ہو گا یا خوشحالی

کا ہو گا۔ ہمارا یہ موجودہ بجٹ ملا جلا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے گا اور خوشحالی بھی ہوگی۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے مگر اس پر check and balance کا کوئی system نہیں رکھا گیا۔ ترقیاتی سکیموں کے لئے جو رقوم مختص کی جاتی ہیں ان میں سے 50 فیصد تو کمیشن والے کھا جاتے ہیں اور باقی 50 فیصد رقم ترقیاتی منصوبوں پر استعمال ہوتی ہے۔ اگر وہ ساری رقم کسی کو کمیشن دیئے بغیر ترقیاتی کاموں پر لگائی جائے تو ہمارے ملک اور صوبے کی حالت بہت بہتر ہو جائے گی۔ صوبے کی جو سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، جو عمارتیں اس وقت ناکارہ ہو چکی ہیں وہ سب ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ میں دور کیوں جاؤں اپنے ضلع کی بات کروں گی۔ ضلع جھنگ کی غلہ منڈی پنجاب کی سب سے پرانی غلہ منڈی ہے۔ ہندوؤں کے وقت سے بنی ہوئی ہے۔ آج اس کی حالت یہ ہے کہ چاروں طرف سے گندے پانی کے سیوریج نے اسے گھیرا ہوا ہے۔ جب لوگ منڈی میں اجناس لے کر آتے ہیں تو انہیں آنے کے لئے راستہ نہیں مل رہا ہوتا۔ وہاں حفظان صحت کے اصولوں کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں کوئی آفیسر نہیں ہے۔ وہاں پر انتظامیہ کے تمام لوگ موجود ہیں، علاقے کے ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے صاحبان بھی ہیں مگر سب مجبور ہیں کہ کس طرح اس مسئلے کو حل کیا جائے؟ وہاں پر سیوریج کا نظام بالکل ناکارہ ہو چکا ہے۔ غلہ منڈی کے اندر پانی اس طرح پھر رہا ہے کہ جس طرح دریا کا سماں ہوتا ہے۔ منڈی کے چاروں اطراف ایسا ہی نقشہ بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ایم پی اے صاحبان کو ملازمت میں جو کوٹا دیا جاتا ہے وہ خواتین MPAs کو نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح reserved seats پر منتخب ہونے والی خواتین کو دوسری schemes پر بھی فنڈز نہیں دیئے جاتے۔ اس موجودہ بجٹ میں خواتین کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اس بجٹ میں ہم خواتین کے لئے ہوسٹل تعمیر کرنے کے لئے بھی بجٹ مختص کیا جائے۔ اسی House میں شیخ علاؤالدین صاحب نے تجویز دی تھی کہ اگر آپ مجھے زمین دے دیں تو میں عورتوں کے لئے یہاں اپنی جیب سے ہوسٹل بنوا دوں گا۔ وہ وعدہ بھی پورا نہیں ہوا حالانکہ ہم خواتین نے آپ کے چیمبر میں جا کر علاؤالدین صاحب کی موجودگی میں آپ سے ملاقات کی تھی اور یہ discuss کیا گیا تھا کہ وہ تعمیر کروائیں گے اور آپ انہیں زمین دیں گے۔ ایک عورت ہوتے ہوئے مجھے

معلوم ہے کہ جب اجلاس کے لئے آنا ہوتا ہے تو کتنے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جہاں خواتین کے لئے رقم مختص کی گئی ہے وہاں خواتین ہوسٹل کے لئے ہماری حکومت نے funds کیوں نہیں رکھے؟ میں یہ گزارش کروں گی کہ خواتین کے ہوسٹل کے لئے اسی بجٹ میں رقم مختص کی جائے اور اسے تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں شعبہ صحت پر بات کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ اس شعبہ کے حوالے سے صرف بڑے شہروں پر توجہ دی جا رہی ہے۔ Kidney Centres بنائے جا رہے ہیں، Liver Transplantation کے Centres بھی بڑے شہروں میں بنائے جا رہے ہیں حالانکہ یہ چیز مد نظر رکھنی چاہئے کہ جن علاقوں کے عوام جوہڑوں کا پانی پیتے ہیں، بارش کا پانی اکٹھا کر کے استعمال میں لاتے ہیں یہ Kidney Centres تو وہاں پر قائم ہونے چاہئیں۔ یہ Liver Transplantation Centres ان علاقوں میں قائم ہونے چاہئیں کہ جہاں کا پانی گندہ ہوتا ہے، جہاں پر stone crushing machines لگی ہوئی ہوتی ہیں، جہاں پر flour mills کا گرد و غبار اور دوسری ملوں کا دھواں وہاں کے ماحول کو خراب کرتا ہے اور ان علاقوں کے عوام کو جگر کے امراض، ہیپاٹائٹس اور دوسری بیماریوں میں مبتلا کر رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں ہماری پنجاب حکومت نے بہت اچھے اقدامات اٹھائے ہیں۔ دانش سکول بنائے جا رہے ہیں۔ ہم خواتین کا بجٹ تو ہر سال ضائع ہو جاتا ہے۔ جون کے مہینے میں خواتین کے لئے بجٹ میں رقم مختص کر دی جاتی ہے لیکن یہ کسی جگہ پر خرچ نہیں کی جاتی اور اگلے سال پھر ہمیں کہا جاتا ہے کہ سکیمیں دیں۔ ہم سکیمیں دیتی ہیں لیکن ان پر کچھ عملدرآمد نہیں ہوتا اور پھر نیا بجٹ آ جاتا ہے۔ ہمیں کچھ اس طرح کے چکر میں ڈالا ہوا ہے کہ "چڑیا آئی دانہ لے گئی، چڑیا آئی دانہ لے گئی" جبکہ ہمارے مسائل وہیں کے وہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ متوازن ہے اور یہ اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ جس طرح کسی غریب کے گھر میں بیٹھ کر اندازہ لگایا گیا ہو کہ یہ کس طرح گزارہ کرتا ہے۔ پھر اس شخص کو مہنگائی اور بے روزگاری سے بچانے کے لئے پنجاب حکومت نے تنویر اشرف کائرہ جیسے ذہین اور پڑھے لکھے وزیر خزانہ سے یہ تیسرا بجٹ یہاں پیش کروایا ہے۔ ہم خواتین امید کرتی ہیں کہ تنویر اشرف کائرہ صاحب

وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہماری یہ درخواست پہنچائیں گے کہ پنجاب کے بجٹ میں خواتین کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

## تعزیت

### سردار شیر علی خان گورچانی کے بھائی کی وفات پر دعائے مغفرت

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن سردار شیر علی خان گورچانی کے چھوٹے بھائی ایک ٹریفک حادثہ میں وفات پا چکے ہیں، وہ دفن ہو چکے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار شیر علی خان گورچانی کے چھوٹے بھائی کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: بڑا افسوس ہے، اللہ کی رضا ہے۔ سیکرٹری صاحب! ان کو میری طرف سے condolence message بھجوایا جائے۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔ مہر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ چودھری جاوید صاحب!

## سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی ذات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہاں آٹھویں مرتبہ بجٹ پر کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں یہاں پر اپنے لیڈر اور قائد میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی دن رات کی محنت سے اس صوبہ پنجاب میں نہ صرف good governance شروع ہوئی ہے بلکہ غریبوں کی فلاح و بہبود کے بہت سے منصوبے بھی

شروع ہوئے ہیں۔ میں ان کو اس لئے بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اداروں کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! محترمہ نے آخری بات جو funds کے حوالے سے کی ہے آپ نے note کی ہے یا نہیں، جو بات آپ نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کرنی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! محترمہ نے ہوسٹل کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میں ہوسٹل کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب سے خود بات کروں گا۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے لیڈر اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو اس لئے بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے لئے سستی روٹی کا ایک ایسا پروگرام وضع کیا جس کا میرے بہت سے بھائیوں نے یہاں پہ برا بھی منایا لیکن میں حقیقی طور پر اپنے علاقے کی مثالیں دے کر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ پروگرام وہاں پر کس طرح سے غریبوں کے لئے مددگار ثابت ہو رہا ہے، کس طرح ایک غریب، مزدور جو اپنی روٹی کمانے کے لئے محنت مزدوری کرتا ہے تو اسے شام کو جب روٹی بھی available نہیں تھی جو انتہائی مہنگی ہو چکی تھی اس کو سستے تنوروں سے نہ صرف روٹی مل رہی ہے بلکہ اب دال بھی ملتی ہے اور لنگر خانے بھی شروع ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کو ہماری پالیسیوں پر تنقید کرنے کا حق ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہماری اچھی چیزوں کی تعریف کرنا بھی ان کا فرض بنتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جمہوریت ایک دلہن کی مانند ہے اور جمہوریت کے حسن میں اپوزیشن ایک جھومر کی مانند ہوتی ہے اگر جھومر نہ ہو تو دلہن بھی دلہن نہیں لگتی۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپوزیشن نہ ہو تو یہ جمہوریت بھی سجتی نہیں ہے۔ میں ان کی اچھی آراء کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں لیکن بلاوجہ کی تنقید کو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادتی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنی بات شروع کرنے سے پہلے سب سے پہلے اپنی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی اور صوبہ پنجاب کا انحصار زراعت پر ہے کی بات کروں گا کہ ہماری ماضی کی بہت سی پالیسیوں کی

وجہ سے زراعت میں انحطاط آنا شروع ہو گیا جس پر آج ہمارا Department Agricultural بھی محنت کر رہا ہے اور ہماری حکومت بھی بہت محنت کر رہی ہے کہ اس کو کس طرح سے boost up کیا جائے جبکہ آپ کو پتا ہے کہ اسی کسان کی محنت کی وجہ سے ہمارا صوبہ نہ صرف گندم میں خود کفیل ہوا بلکہ اب پورے پاکستان کو خود کفیل کیا اور حالت یہ ہے کہ ہماری Federal Government کی export نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے صوبہ کے لئے اور ہمارے کسان کے لئے کچھ مالی مسائل بھی پیدا ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل سطح پر ایک مربوط پالیسی بنائی جانی چاہئے تاکہ آئندہ ایسی صورتحال پیدا نہ ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمارے صوبہ پنجاب میں زراعت کو Value Addition فصلات کی طرف لے کر چلنا چاہئے جس میں hybrid seeds یہیں پر پیدا کرنے چاہئیں کیونکہ ہم hybrid seeds بہت زیادہ import کرنا شروع ہو گئے ہیں جبکہ ہمارے ہاں بہت زیادہ potential ہے کہ ہم یہاں پر hybrid seeds پیدا کر کے export بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں Export Centres بنانے کی ضرورت ہے کہ مختلف areas سے ہم اپنے fruits and vegetables کو export کر سکیں جس طرح آم کے حوالے سے Export Centre Multan میں بنایا گیا ہے اور کینو کے لئے یہ سنٹر سرگودھا میں بنایا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ساہیوال یا پاکپتن میں سبزیات اور خصوصاً tunnel technology کے ذریعے پیدا ہونے والی سبزیات کو export کرنے کے لئے ایک Export Centre وہاں پر بھی بنایا جائے جس سے نہ صرف ہمارے دیہی علاقوں میں روزگار پیدا ہو گا بلکہ اس سے ہم بہت بڑی مقدار میں زرمبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی ساتھ یہاں پر ایک گزارش کرنی چاہوں گا کہ ہمارا Agriculture Marketing System چاہے وہ فصلات کا ہے یا fruits and vegetables کا ہے وہ انتہائی فرسودہ ہے اس کے بارے میں پچھلی دفعہ بھی discussions ہوتی رہیں، اس پر بہت سی مفید آراء آتی رہیں لیکن اس کو change کرنے کا ابھی تک کوئی بندوبست نہ کیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں کہ Agriculture Marketing System کو دوبارہ سے revise کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک بہت اہم شعبہ جو ہماری حکومت کی first priority ہے وہ Education Department and Education ہے اس پر غریب کے بچے کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ کسی امیر کے

بچے کا حق ہے۔ ہماری حکومت کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ انہوں نے ایک uniform policy بنانے کے لئے Examination Bill پاس کر دیا ہے کہ پانچویں اور آٹھویں کا امتحان Board لے گا اور وہ ایک ہی نصاب سے ہو گا جس میں پرائیویٹ سکولوں کے ان طبقات کو تکلیف بھی پہنچی جو اس نام پر غریبوں یا شرفاء کی بہت زیادہ exploitation کر رہے تھے۔ میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ high class کے سکولوں کی taxation بھی کی جانی چاہئے تھی اور اس سے چھوٹے چھوٹے پرائیویٹ سکولوں کی مدد کرنی چاہئے لیکن میں اپنی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سال کے بجٹ میں نہ صرف upgradation کے لئے بلکہ missing facilities کے لئے بھی ایک خطیر رقم رکھی کیونکہ غریبوں کے بچے آج کل سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں اور وہاں پر اگر سہولتیں نہیں ہوں گی تو ہمارے غریب کا بچہ آگے نہیں نکل سکے گا۔ میں یہاں پر مثال دینی چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے گزشتہ دو سال سے Board Position Holders کو نہ صرف ملک میں honour دی بلکہ انہیں باہر کے ممالک کی یونیورسٹیوں میں بھی بھیجا تاکہ وہ وہاں سے inspired ہو کر آئیں اور یہاں پر آ کر ان اچھے اداروں کی تقلید کریں اور اپنی تعلیم کو اچھے مقصد کے لئے حاصل کر کے پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اور حوالے سے بات کرتا ہوں کہ بد قسمتی سے پاکستان میں پوری GDP کا 4 فیصد بھی تعلیم پر خرچ نہیں کیا جا رہا جبکہ ملائیشیا میں تعلیم پر یہ 30 فیصد سے زیادہ ہے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ آنے والے سالوں میں ہم بھی اپنے بجٹ کی ایک خطیر رقم نہ صرف تعلیم کے لئے بلکہ بامقصد تعلیم کے لئے استعمال کریں گے جس طرح کہ اس سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے سے زائد کے منصوبہ جات ہمارے Technical Education کے لئے رکھے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ TEVTA جس کا پودا ہمارے وزیر اعلیٰ نے لگایا تھا، بعد میں اس کی شکل کچھ بدل گئی لیکن اس کو مزید ٹھیک کرنے کے لئے ایک Private Company کے طور پر اس کو چلانے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ آنے والے دنوں میں بہت اچھے results دے گی جو ہماری ملکی ترقی میں بڑے مدد و معاون ثابت ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر اپنے حلقہ کی بھی ایک چھوٹی سی گزارش کرتا چلوں کہ ہمارے ہاں کلیانہ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک ڈگری کالج کی منظوری دی ہے مجھے امید ہے کہ اس بجٹ میں اس کا اجراء

ہو جائے گا جو ہمارے غریب اور پسماندہ علاقے میں غریبوں کے بچوں کے لئے ایک بہت بڑی facility ہو گی۔

جناب والا! یہاں پر اب میں صحت کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پچھلے سال بھی سرکاری ہسپتالوں میں غریبوں کے لئے ادویات مفت مہیا کی تھی اور اس سال بھی 6۔ارب روپے کی رقم اس مقصد کے لئے رکھی گئی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہمارے سرکاری ہسپتال ہمارے پرائیویٹ ہسپتالوں سے کہیں بہتر ہیں، بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنی اچھی چیزوں کو بھی سراہتے نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ dishearten ہوتے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ مجھے یورپ میں جانے کا اتفاق بھی ہوا تو وہاں ہمارے سروسز ہسپتال، جناح ہسپتال، میو ہسپتال اور جنرل ہسپتال جیسے ہسپتال بھی موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر اتنے قابل ڈاکٹر اور اتنی اچھی facilities ہیں لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ لاہور کے ہسپتالوں جیسی facilities ہمارے پسماندہ اضلاع میں بھی مہیا کی جائیں۔ میں یہاں پر ایک اور پالیسی کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں BHUs کے لئے جو PMIUs بنے تھے وہاں BHUs کے ڈاکٹروں کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے جبکہ DHQs and THQs پر کم ملتی ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر شہروں سے جانا پسند نہیں کرتے اور وہاں پر ڈاکٹروں کی شدید قلت رہتی ہے اور سیٹیں خالی کی خالی رہ جاتی ہیں اس لئے اس پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے لیکن اگر ایک اور قدم اٹھا لیا جائے کہ چونکہ صحت کے حوالے سے estate کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کو صحت کی سہولیات مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے تو صحت کے حوالے سے تمام Private Companies کے کاروبار اور جعلی ادویات کے کاروبار کو ختم کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ تمام سہولیات سرکاری ہسپتالوں میں مہیا کر دی جائیں تاکہ مشروم کی طرح اُگے ہوئے جو پرائیویٹ ہسپتال یا میڈیکل سٹور ہیں، جو لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں ان کا سدباب ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! میں Irrigation کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ کالا باغ ڈیم کی جو اشد ضرورت اب ہے شاید ماضی میں کبھی نہ تھی تو ہم سب کو مل کر نہ صرف اس کالا باغ ڈیم کو بنانے کے لئے دیگر صوبوں کو قائل کرنے کی ضرورت ہے بلکہ یہ پاکستان کی بقاء کے لئے بھی ضروری ہے اور پاکستان کی بقاء کے لئے ہمیں قربانیاں دینا چاہئیں جس طرح کہ پنجاب نے ہمیشہ اپنے حق کی قربانی دی ہے۔

جناب والا! Public Health Engineering کے حوالے سے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ہمارے ہاں پاکپتن اور عارف والا کی ایک سکیم Federal Share کے ساتھ شروع کی گئی تھی جس کی 50 فیصد Sharing Federal Government سے آنا تھی بد قسمتی سے Federal Government نے اس سال کی PSDP میں وہ نہیں رکھی۔ میری درخواست ہے کہ ان کے ساتھ رابطہ کر کے اس کو جاری کرایا جائے۔ میں یہاں پر ایک بہت اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ملک کا more than 60 percent فیصد حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے یا the age of 25 years below ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری Elite Class or Ruling Class ان نوجوانوں کو بالکل ignore کر رہی ہے اور وہ بالکل negative side پر جا رہے ہیں۔ ہمیں اپنے اساتذہ کے ذریعے ان کو motivate کرنے کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے اساتذہ کی کوئی demand نہیں ہے، اگر ہم اساتذہ کو اعتماد، پیار اور عزت دے دیں تو وہ اتنی بڑی force کو motivate کر دیں گے جس سے ہمارا معاشرہ بہت جلد ٹھیک ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی یہ negligence ہمارا کل کا اثاثہ ضائع کر رہی ہے اگر آج ہم اس پر توجہ دے لیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے Council Youth بنا کر اس طرف توجہ دی ہے تو یہ Council بنانے کے حوالے سے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں اس میں مزید بہتری آئے گی اور ہماری نوجوان نسل بھرپور طور پر اپنے اس ملک اور اپنے صوبہ کی بہتری کے لئے اپنا فرض ادا کرے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف اتنی request کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال رمضان المبارک میں دورہ پاکپتن کے دوران ایک package کا اعلان کیا تھا مجھے یقین ہے کہ اس سال کے بجٹ میں اس کو accommodate کیا جائے گا اور میں پاکپتن کی عوام کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس ایوان اور وزیر خزانہ صاحب کو ایک انتہائی متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ خواجہ محمد اسلام صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ راحت اجمل صاحبہ!

**محترمہ راحت اجمل:** جناب سپیکر! مجھے وقت دینے پر آپ کا بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ جن کی زیر نگرانی جناب تنویر اشرف کائرہ نے اتنا متوازن ٹیکس فری ترقیاتی اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ 123۔ارب روپے کی خطیر رقم تعلیم کے شعبہ میں رکھ کر ہمارے قائد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کو مزدور، غریبوں اور ہاریوں کے بچوں کا کتنا خیال ہے۔ میرے قائد کا یہ vision ہے کہ:

کل جنھیں تراشو گے تو پوجے گا زمانہ
پتھر کی طرح آج جو راہوں میں پڑے ہیں

جناب سپیکر! پنجاب بھر کے سکولوں میں I.T Labs کا قیام، مفت کتابیں، دانش سکولوں کا قیام اور وظائف کی فراہمی یہ ثابت کرتے ہیں کہ میرے قائد کی پالیسیاں نہ صرف علاقے کے لوگوں کے لئے بلکہ پورے پاکستان کے لئے قابل تحسین اور بہت زیادہ مفید ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک صحت کا تعلق ہے تو میرے قائد نے صحت کی مد میں 6۔ارب روپیہ رکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے، غریب کو چونکہ روٹی ملنا مشکل ہوتی ہے لہذا وہ صحت کے ہاتھوں اس طرح نہیں مرے گا جس طرح ہمارے وطن عزیز کے دیہاتوں میں لوگ مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ الحمدللہ آج صرف لاہور کے ہسپتال ہی نہیں بلکہ پنجاب بھر کے ہسپتالوں میں مفت ادویات فراہم ہونے کی وجہ سے غریب بہت مستفید ہو رہے ہیں۔ میرا علاقہ کوٹ رادھا کشن چونکہ تحصیل بن چکا ہے یہاں ایک رورل ہسپتال قائم ہے یہاں کی 13 لاکھ کی آبادی کو یہ رورل ہسپتال مستفید نہیں کر سکتا لہذا میری درخواست ہے کہ یہاں پر THQ کا قیام ممکن بنایا جائے تاکہ اتنی بڑی آبادی مستفید ہو سکے۔

جناب والا! جہاں تک سستی روٹی کا تعلق ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت مفید سکیم ہے اسے قائم و دائم رہنا چاہئے۔ اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے تو کرے اس میں شفافیت لانا ہمارا کام ہے، ہم نمائندوں کا کام ہے۔ میرے علاقے میں چار تنور ہیں اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں میاں صاحب کا ایک سپاہی بن کر ان کی حفاظت اور نگرانی کروں گی۔ میں دیکھوں گی کہ کون کرپشن کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میٹھے پانی کے لئے 2-ارب روپے میاں صاحب نے بجٹ میں رکھے ہیں۔ میں استدعا کرتی ہوں کہ میرے علاقہ میں فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں تاکہ ہم جو مدتوں سے کڑوا پانی استعمال کرتے ہیں میں اور میرے علاقہ کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ صحت کے میدان میں اور سکولوں میں missing facilities کے بارے میں بھی مجھے کچھ کہنا ہے۔ میرے علاقہ میں جتنے بھی سکول ہیں ان کو بھی سکولوں کے لئے missing facilities کی مد میں رکھے گئے 2-ارب روپے میں سے کچھ فنڈز فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے ڈاکٹر اشرف صاحب نے ایک تجویز دی تھی میں اس سے متفق ہوں۔ ہمارا خطہ اتنی زیادہ آبادی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہم جتنی بھی ترقی کر لیں لیکن وہ آبادی میں اضافے کی نذر ہو جائے گی لہذا انہوں نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایسے سنٹر قائم کئے جائیں جو لوگوں کو اس کی ترغیب دیں، ممبران اسمبلی کی ڈیوٹی بھی لگائی جائے کہ وہ لوگوں کو educate کریں کہ کم بچے پیدا ہوں۔ جس کے بچے چار ہوں گے ان کو صحت اور تعلیم کی سہولت مفت دے دی جائے گی۔ یہ میرا مشورہ بھی ہے اور استدعا بھی ہے۔ اس پر عمل کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ، محترمہ دیبا مرزا اور محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کے بعد مرد ممبران رہ جائیں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پہلے خواتین کو وقت دے دیتے ہیں پھر ہم بیٹھے رہیں گے۔

**معزز ممبران:** ٹھیک ہے۔

**جناب سپیکر:** محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

**محترمہ سکینہ شاہین:** جناب سپیکر! آج چار دن کے بعد میری بھی باری آ گئی ہے۔ میں آپ کی بے حد ممنون ہوں۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ یہ متوازی اور عوام دوست بجٹ عوام کی ترقی، غریبوں کے بچوں کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کی تڑپ کو دل میں رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں جناب تنویر اشرف کائرہ نے پیش کیا ہے۔۔۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** جناب سپیکر! یہ پڑھ کر تقریر کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ hints لیں، پڑھ کر تقریر نہ کریں۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! لوگوں نے تو دیکھ کر تقاریر کی ہیں۔ میں تو hints لے رہی ہوں۔ میں cheating نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے، یہ اعتراض اپوزیشن کی طرف سے آیا تھا۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں وزیر اعلیٰ کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں اور جو فنڈز رکھے گئے ہیں اور دانش سکول مختلف علاقوں میں بنائے جا رہے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ وہ اقدامات ہیں کہ جن کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل کالجوں کا اجراء اور سیٹوں کا اضافہ بھی ایک قابل ستائش عمل ہے اس سے بھی انشاءاللہ تعالیٰ اس ملک کی بہت ترقی ہو گی۔

جناب سپیکر! زرعی ماہرین کے لئے زرعی زمین ایک مربع اور نو لاکھ روپے دینا بہت اچھا ہے۔ اسی طرح ویٹرنری اور دوسرے ماہرین کے لئے بجٹ میں فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہترین اقدامات ہیں۔ میں میاں محمد شہباز شریف کے vision، ان کے اقدامات اور ان کے کارہائے نمایاں جو تعلیم کے میدان میں ہیں، جن میں غرباء کے بچوں کے لئے سپیشل ایجوکیشن میں بھی اقدامات کئے ہیں کہ ایک رکشا ڈرائیور کے بچے کے لئے اور غریبوں کے بچوں کے لئے بھی درد اپنے دل میں رکھتے ہیں میں ان کے vision کی بہت تعریف کرتی ہوں، بے شک وہ پہلا قطرہ ہی کیوں نہ ہو ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس کو بحر بیکراں بنا کر چھوڑیں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم خادم اعلیٰ کی سکیم نہیں ہے۔ یہ غریب عوام کی سکیم ہے۔ اس کے اندر اگر کوئی خامی ہے تو ہم سب ان کے سپاہی مل کر ان خامیوں کو دور کریں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس منصوبے کو کامیاب و کامران کریں گے بلکہ اس طرح کے اور غریب پرور منصوبے بھی اپنے ملک میں جاری کریں گے۔

جناب سپیکر! تنخواہوں میں اضافہ کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ ایک سے 16 سکیل تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 60 فیصد اور 17 سے 22 سکیل تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 40 فیصد ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! ریلوے کا under ground system ذرا بہتر کیا جائے تو ہمارے شہر کا رَش کم ہو سکتا ہے۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ جس طرح veterinary expertise, agriculture expertise اور irrigation expertise کے لئے آپ نے اس بجٹ کے اندر نرم گوشہ رکھا ہے اسی طرح vocational expertise خواتین ہوتی ہیں ان کو بھی اگر چھوٹے چھوٹے بغیر سود یا پانچ مرلے کا پلاٹ دے کر vocational institution ان کے علاقہ ہذا میں بنے تو اس سے بھی ہنر کو فوقیت ملے گی اور لوگ روزگار کمانے کے قابل ہو جائیں گے۔ خصوصی طور پر vocational expertise کے لئے نرم گوشہ رکھنے سے خواتین کو بہت حوصلہ ملے گا۔ اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے تو کم از کم interest free loan پچاس، دس، پندرہ یا جتنا بھی ممکن ہو اُن vocational expertise کو دیا جائے بلکہ میری تو یہ بھی کوشش ہے کہ اگر کوئی خاتون تھوڑی بہت بھی سلائی کڑھائی جانتی ہے تو اس کو بھی پانچ دس ہزار روپے کا قرضہ بغیر سود دیا جائے تاکہ وہ اپنے کام کو بہتر کرکے اور اپنی آمدنی میں اضافہ کرکے اپنے کنبے کی کفالت کر سکے۔ بجٹ میں موجود فنڈز کی distribution اور اس کا خرچ بہترین اور شفاف طریقے سے ہو گا تو انشاء اللہ ہمارے ملک کی ترقی میں بہت بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر! مرغی پال سکیم دیہاتی خواتین کے لئے بلکہ میں یہ کہوں گی کہ دیہاتی بچیوں کے لئے ہونی چاہئے جو سکول جاتی ہیں کیونکہ sometime ان بچیوں کو سکول کے روزانہ کے خرچ مثلاً کاغذ پنسل کے لئے پانچ دس روپے بھی نہیں ملتے۔ اگر مرغی پال سکیم کے تحت وہ بچیاں اپنی مرغیاں خود پال لیں اور انڈوں کو ہی sale out کرکے اپنی pocket money بنا لیں تو بہت اچھا اقدام ہو گا۔ اس کے علاوہ دیہاتی خواتین جو کہیں جا کر کوئی ملازمت نہیں کر سکتیں، اپنے بچوں اور گھر کو نہیں چھوڑ سکتیں اور جن کا کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہے اگر ان کو پندرہ بیس ہزار کا loan بغیر سود کے مل جائے تو سال ڈیڑھ سال کے بعد پچاس ساٹھ ہزار روپیہ ایک بھینس پال کر کما بھی لیں گی اور حکومت سے بغیر سود کے لی ہوئی رقم بھی لوٹانے کی position میں ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل تعلیم کے حوالے سے بھی میری حکومت سے تجویز ہے کہ حکومت اس میں بہترین اقدامات کرے۔ ہنر مندوں میں اضافہ ہماری قوم، ہمارے ملک اور صوبہ کی ضرورت ہے۔ جو ٹیکنیکل ادارے موجود ہیں انہی میں ہی ڈبل شفٹوں کا اجراء کر کے ہنر مندوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ Deserving fund یعنی سپیشل بچوں کے فنڈ کو بھی نہایت شفاف طریقے سے serve کرنا چاہئے اور قائم شدہ اداروں کی حالت زار کو بہتر بنانا چاہئے۔ میں آخر میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میاں محمد شہباز شریف کے vision کی تعریف کرتی ہوں، میاں محمد شہباز شریف کے اقدامات کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور میاں محمد شہباز شریف کی سوچ کو salute کرتی ہوں۔ اگر ان کے اقدامات سے اس ملک کے اندر بہترین کام نہیں ہو گا تو کم از کم بہترین کی بنیاد ضرور رکھی جائے گی اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہیں۔ میں آخر پر ایک شعر سے اپنی تقریر کا اختتام کروں گی۔

شاہراہوں پہ پھول بکھریں گے ہم ابھی چُن رہے ہیں خار کہو
رہن رکھی ہوئی خود ہی چھڑائیں گے پھر ہوں گے باوقار کہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے vision کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے سستی روٹی سے لے کر ادویات، تعلیم غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں غریبوں کی دہلیز تک انصاف پہنچایا جس سے ایک غریب آدمی کو relief ملا۔ یہی وجہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف اپنے صوبہ کے مقبول ترین وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے اتنا بہترین، ٹیکس فری اور عوام دوست بجٹ پیش کیا اور غریبوں کو relief دیا۔

جناب سپیکر! میں بجٹ 11-2010 کے چند ایک points discuss کرنا چاہوں گی کیونکہ اس بجٹ میں بہت حد تک ہر شعبہ میں relief دیا گیا ہے لیکن چند ایک گزارشات میں تجاویز کی صورت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اس بجٹ میں زرعی گریجوایٹس اور ویٹرنری گریجویٹس کو 25 ایکڑ زمین اور

ساتھ9لاکھ روپے کا قرضہ دینا پنجاب حکومت کا بہت ہی قابل ستائش کارنامہ ہے، اس سے بے روزگاری میں کمی اور نوجوانوں کا رتبہ بلند ہوگا۔

جناب سپیکر: گادھی صاحب! ان کے بعد آپ کی باری آنے والی ہے، کہیں دور نہیں جانا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے پنجاب کے ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی کے لئے 6۔ارب روپیہ مختص کیا ہے جو پچھلی کسی حکومت نے ایسا فلاحی کام نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں مفت ڈائیلسز سنٹر کا قیام موجودہ حکومت کا بہترین اقدام ہے۔ میں صوبہ پنجاب میں چار نئے میڈیکل کالجوں کے قیام پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو بہت ہی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ خصوصاً سیالکوٹ میں میڈیکل کالج کے قیام پر وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے میرے ضلع کو بھی اس قابل سمجھا کہ وہاں کے عوام اور اُن کے بچوں کو ان کی دہلیز پر ایک نئے میڈیکل کالج کے قیام سے بہت ساری سہولتیں میسر آئیں۔ میڈیکل کے شعبہ میں موجودہ میڈیکل کالجوں میں 452 سیٹوں کا اضافہ اور چار نئے میڈیکل کالج کے قیام سے تقریباً550 نئی نشستوں کا اضافہ ہوگا جس سے تقریباً ایک ہزار نئے ڈاکٹر ہر سال صحت کے شعبہ میں خدمت کے لئے تیار ہوں گے۔ تعلیم کے شعبہ میں دانش سکولوں کا قیام انتہائی قابل تحسین ہے تاکہ غریب کا بچہ بھی اچھی سن levelکی تعلیم حاصل کرنے کا خواب پورا کر سکے۔ تعلیمی میدان میں تمام سرکاری سکولوں میں I.T Labs اور ٹیکسٹ کتابوں کی مفت فراہمی بھی اس حکومت کا بہترین کارنامہ ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے جو وظائف کا سلسلہ چل رہا ہے اسے جاری رہنا چاہئے لیکن طلباء کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی بھی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! نجی شعبہ میں محنت کش کی تنخواہ چھ ہزار سے بڑھا کر سات ہزار کی تجویز دی گئی ہے لیکن میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ اس کو چھ سے بڑھا کر کم از کم دس ہزار کرنا چاہئے تاکہ غریب بھی اپنی عزت نفس قائم رکھ سکے۔ ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ اور پنشن میں 15 سے 20 فیصد اضافہ بھی بہت خوش آئند اقدام ہے۔ خواتین کی ترقی کے لئے 15۔ارب روپے کی جو خطیر رقم مختص کی گئی ہے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ خواتین ممبران کو اس کی مشاورت اور اُن کے منصوبہ جات میں بھی شامل کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے جنوبی پنجاب کی ترقی کے

لئے جو3۔ارب38 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ جنوبی پنجاب کی آبادی صوبے کی کل آبادی کا31 فیصد ہے جبکہ مختص کی جانے والی رقم کی شرح ترقیاتی بجٹ کا36 فیصد ہے۔امید ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام کی بہت ساری محرومیاں کافی حد تک ختم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! بڑا بہترین، ٹیکس فری اور عوام دوست بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن اس میں میری ایک مزید گزارش یہ ہے کہ زکوۃ اور بیت المال کی مد میں جو رقوم رکھی جاتی تھیں وہ گزشتہ تین سال سے بالکل نہیں رکھی گئیں۔اس رقم سے بہت سے خاندانوں کی غریب اور نادار بچیوں کو جہیز فنڈ کی صورت میں کافی حد تک مدد مل جاتی تھی جو کہ تین سال سے ختم ہو چکی ہے، اسے اس میں جاری فرما دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

میں وزیر اعلیٰ کی توجہ جعلی ادویات کی طرف دلانا چاہوں گی کہ جو کمپنیاں جعلی ادویات بناتی ہیں ان کی طرف توجہ دی جائے۔ جعلی ادویات انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بنتی ہیں اور ان میں ڈاکٹروں کے فارماسیوٹیکل کمپنیوں کے ساتھ کمیشن کے معاملہ پر بھی توجہ فرمائیں تو صحت کے شعبہ میں بہت ہی قابل تحسین اقدام ہو گا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوبہ میں کڈنی سنٹرز کے علاوہ لیور ٹرانسپلانٹ سنٹرز کے مراکز قائم کرنے کے فیصلے کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے جذبہ خیر سگالی کو میں salute پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے صوبہ بلوچستان کے شہر کوئٹہ کے مقام پر2۔ارب روپے کارڈیک سنٹر کی تعمیر کے لئے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو اس وقت انہوں نے لاہور سے سیالکوٹ روڈ dual بنانے کا اعلان کیا تھا کہ یہ روڈ ابھی سے شروع ہو گا اور اس کے لئے فنڈز جاری فرمائے تھے لیکن اڑھائی سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ سڑک زیر تعمیر ہے اور یہ کھنڈرات کا نقشہ پیش کر رہی ہے جس کی وجہ سے سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے عوام روزانہ اس عذاب سے گزرتے ہوئے اپنی گاڑیاں توڑتے ہیں۔اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ متعلقہ ٹھیکیدار کمپنی کو ہدایت فرمائی جائے کہ وہ جلد از جلد اسے مکمل کر دیں تا کہ ہمیں اس عذاب سے نجات مل سکے۔

جناب سپیکر! تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی ٹیم نے شبانہ روز کی محنت کر کے اتنے ضخیم قسم کے بجٹ کو اتنی زیادہ کتب کی شکل میں بنایا ہے جو ہم پڑھ بھی نہیں سکے تو میں انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ on the whole عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: کرنل (ریٹائرڈ) سردار ایوب خان گادھی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (کرنل (ریٹائرڈ)، سردار محمد ایوب خان گادھی): شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ صرف اعداد و شمار کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ بجٹ نام ہے ایک وژن کا، ایک سوچ کا اور future planning کا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف بحرانوں کی وجہ سے ہماری ملکی معیشت پر بُرے اثرات مرتب ہوئے لیکن اس کے باوجود پنجاب حکومت نے ایک فلاحی، ترقیاتی، ٹیکس فری اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے جو کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کے وژن کی عکاسی کرتا ہے۔

جناب سپیکر! عام لوگوں کے مسائل اور غربت میں کمی کے لئے pro poor scheme کی مد میں 15۔ارب سے بڑھا کر 21۔ارب روپے کی سبسڈی دینا یقیناً بہت اچھا اقدام ہے۔ وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا، کبھی خوشحال نہیں ہو سکتا جہاں غریب کی ترقی اور خوشحالی نہیں ہو گی۔ جب تک ہم غریبوں کی ترقی کے بارے میں نہیں سوچیں گے اور غریبوں کو خوشحال نہیں کریں گے تو اس وقت تک اس ملک میں خوش حالی ناممکن ہے اس لئے میں تو یہ کہوں گا کہ جتنی بھی سبسڈی غریبوں کو آپ دے سکتے ہیں وہ دیں۔ جب تک غریب اور امیر میں فرق ختم نہیں ہو گا غریب کی فلاح نہیں ہو گی، اس وقت تک اس ملک کی فلاح نہیں ہو گی اور یہ ملک ایک فلاحی ریاست نہیں بنے گا۔

جناب سپکر! شہروں میں غریبوں کے لئے سستے گھروں اور دیہاتوں میں پانچ مرلہ کے مفت پلاٹ کی الاٹمنٹ کی سکیم بہت اچھی سکیم ہے۔ میری یہ تجویز ہے وزیر خزانہ صاحب سے آپ کی وساطت سے اگر مہربانی کر کے وہ نوٹ کر لیں کہ اس پانچ مرلہ پلاٹ پر غریب کو گھر بنانے کے لئے بلا سود قرض بھی مہیا کیا جائے کیونکہ اگر اس کے پاس پیسا نہیں ہو گا تو وہ پلاٹ خالی پڑا رہے گا جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس غریب کو اتنی سہولت ہونی چاہئے کہ وہ اپنا گھر بھی بنا سکے تا کہ اس میں سکون سے رہ بھی سکے۔

جناب سپیکر! تعلیم کسی بھی حکومت کی پہلی ترجیح ہونی چاہئے اور مجھے بجٹ کی تقریر پڑھ کر یہ خوشی ہوئی ہے کہ پنجاب حکومت کی پہلی ترجیح تعلیم اور صحت ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے 41 فیصد بچے ابھی بھی سکولوں میں نہیں جا رہے۔ میں گزارش کرتے ہوئے تجویز دوں گا کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ جو والدین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج رہے، انہیں کوئی سزا تجویز کی جائے تاکہ ہر بچہ کم از کم سکول لازمی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں محمد شہباز شریف تعلیم کے میدان میں جتنی کوششیں کر رہے ہیں اس سے پہلے کسی نے نہیں کیں۔ I.T Labs سرکاری سکولوں میں قائم کرنا انقلابی منصوبہ ہے لیکن 41 فیصد بچے جب سکولوں میں ہی نہیں جائیں گے تو وہ ان سہولتوں سے کیسے فائدہ اٹھائیں گے اس لئے یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی لازمی لائحہ عمل بنایا جائے کہ وہ 41 فیصد بچے لازمی سکولوں میں جائیں۔ دیہاتی علاقوں میں قائم تمام پرائمری سکولوں کو upgrade کر کے مڈل کا درجہ دیا جائے۔ ہمارا پہلا level مڈل ہونا چاہئے اور کم از کم مڈل تک تعلیم ہر بچہ اپنے گاؤں میں حاصل کر سکے اور اسے باہر کہیں نہ جانا پڑے اور گھر کی دہلیز پر ہی اسے تعلیم ملے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں میاں صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ غریب مریضوں کے لئے 6۔ارب روپے کی رقم خاص طور پر مختص کی ہے جو کہ بہت بڑا کام ہے جس سے کم از کم اس غریب کو صحت کی سہولیات میسر ہوں گی جو دوائی لینے کے لئے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے بے چارہ ہسپتال نہیں جا سکتا تھا تو اب وہ کم از کم ہسپتال میں کھلے دل سے جا کر اپنی دوائی لے سکے گا۔ اس کے علاوہ کڈنی اور لیور سنٹرز کے قیام کا منصوبہ بہت اچھا ہے اور اسے نیچے ضلعی سطح تک لے کر جانا چاہئے تاکہ عام آدمی کو اپنے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہی یہ سہولت میسر آئے۔ موبائل ہسپتالوں کا خاص طور پر دیہی علاقوں میں جانا بہت اچھا کام ہے کہ موبائل ہسپتال کم از کم دیہاتوں میں کچھ ہفتے یا کچھ دیر کے لئے جا کر لوگوں کو ان کے گھروں کی دہلیز پر صحیح طریقے سے ادویات دیں گے اور ان کی صحت کا خیال رکھا جائے گا۔ یہ بہت اچھا کام ہے اور یہ موبائل ہسپتال 22 لکھا ہوا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ 22 کی بجائے چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع ہیں تو کم از کم ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں ایک موبائل ہسپتال دیہی علاقوں میں جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے اور ہمارے 70 فیصد عوام کا تعلق دیہات سے ہے اور کسی نہ کسی طریقے سے وہ زراعت سے وابستہ ہیں۔ زراعت کی ترقی کا مطلب یہ ہے کہ ان 70 فیصد عوام کی براہ راست ترقی۔ چھوٹے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پچھلے دو سال سے بڑی اچھی گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہوئی تھی اور basic مشینری آج کل ٹریکٹر ہے جس کا فائدہ یہ تھا کہ چھوٹا کسان جو چار ایکڑ سے کم زمین کا مالک تھا اسے ٹریکٹر میں دو لاکھ روپے کی سبسڈی مل جاتی تھی لیکن اس بجٹ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اچھی سکیم اور غریب کسان کے لئے جو سکیم بنائی گئی ہے اور زراعت کے شعبہ میں جو کہ ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے یہ سکیم لازمی شروع رہنی چاہئے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء اسی طرح کریں، اس سکیم میں پچھلے سالوں میں دس دس ہزار ٹریکٹر دیئے تھے اس کو بڑھا کر بیس بیس ہزار ٹریکٹر دیئے جانے چاہئیں اور یہ سکیم شروع رہنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جو Solar Energy Tubewells کا منصوبہ دیا جا رہا ہے۔ شعبہ زراعت میں پانی کی بہت قلت ہے، نہری پانی بہت کم ہے۔ ٹیوب ویل کا پانی جو ہم فصلوں کو دے رہے ہیں وہ بجلی کے بحران کی وجہ سے پورا نہیں ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ Solar Energy Tubewells لگنے سے زراعت میں فصلوں کو پانی کی سہولت میسر آ سکے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ tail پر نہری پانی نہیں پہنچ رہا ہے اس لئے کم از کم یہ tail Solar Energy Tubewells پر جہاں نیچے کا پانی میٹھا ہے وہاں لگائے جائیں تاکہ ٹیوب ویل کا پانی نہری پانی کے ساتھ مل کر کسانوں کو پانی کی سہولت میسر آ سکے اور پانی کی قلت ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر! میرا آخر میں اپنے ڈسٹرکٹ کے بارے میں point ہے۔ ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زیادہ تر رقبہ ایسا ہے جہاں نیچے کا پانی کھارا ہے۔ میں نے بجٹ میں جو سکیمیں supply water اور sewerage کی پڑھی ہیں ان میں زیادہ تر سکیمیں ان علاقوں میں ہیں جہاں نیچے کا پانی میٹھا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ P&D والوں کو کہیں کہ خدا کا خوف کریں کہ وہ ڈسٹرکٹ جن کا نیچے کا پانی کھارا ہے ان کو special package دیں تاکہ وہاں لوگوں کو پانی کی سہولت مل سکے کیونکہ وہاں لوگوں کو پانی کی سہولت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ میری بھی سفارش ہے۔ آپ بھی سفارش کر دیں کیونکہ میں یہاں بول نہیں سکتا اس لئے آپ میری بھی اسی طرح سے سفارش کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان گادھی): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! زیادہ تر لوگ ہیپاٹائٹس کے مریض ہو رہے ہیں تو براہ مہربانی اب وزیر خزانہ صاحب بھی آ گئے ہیں، میری ان سے گزارش ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو خصوصی package دیا جائے اور وہاں water supply کے منصوبے زیادہ سے زیادہ دیئے جائیں کیونکہ وہاں نیچے کا پانی کھارا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ زیب جعفر! ان کے بعد رانا اقبال صاحب ہیں۔

**MISS ZAIB JAFFAR:** Mr. Speaker! I am extremely grateful to you for giving me time at last hour. First of all I congratulate hon'able Chief Minister.

جناب سپیکر: محترمہ! اردو میں تقریر کریں۔

محترمہ زیب جعفر: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر کو بھی مبارکباد دینا چاہوں گی کہ اتنے مشکل ترین حالات میں جہاں پاکستان voluntarily لڑ رہا ہے اور جہاں پر ہمارے financial crisis ہیں ان حالات میں اتنا اچھا pro poor بجٹ دیا ہے تو میں اس پر ان کو مبارکباد دینا چاہوں گی۔ I think he has done a wonderful job. اپوزیشن کی طرف سے actually میں نے دو تین چیزوں پر اعتراضات دیکھے ہیں I am grateful کہ ہمارے ابھی بھی جرنلسٹ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو emphasized کرنا چاہوں گی۔ جو سابق گورنمنٹ رہی ہے میں اس حکومت کے بجٹ 08-2007 کا comparative study mention کرنا چاہوں گی۔ reserved allocated بجٹ 2007 میں 18 ملین دیا گیا تھا اور ہم نے 2010 کے ایجوکیشن بجٹ میں 23 ملین روپے دیا ہے That is an increase of 28 percent اسی طرح 2007 میں شعبہ ہیلتھ میں 7 ہزار 3 سو 16 ملین دیا گیا تھا ہم نے اس کو بڑھا کر 14 ہزار 500 کر دیا ہے۔ ہم نے in Health، 98.2 percent increase کیا ہے۔ جہاں ہم بات کرتے ہیں کہ pro poor بجٹ ہونا چاہئے تو ہماری

گورنمنٹ کا focus point ایجوکیشن اور ہیلتھ میں رہا ہے۔ ہم جب غریب بچے کی بات کرتے ہیں کہ ہمارے غریب طبقے کے بچے اچھے سکولوں میں نہیں جاسکتے تو وہاں ہم نے دانش سکول initiate کیا ہے۔ اس سے پہلے کسی بھی گورنمنٹ نے ایسا پراجیکٹ launch نہیں کیا۔ میں اپنے صحافی بھائیوں کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ اس کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے set criteria رکھا ہے کہ وہ بچے جو کچے مکان میں رہتے ہیں جن کے parents کی انکم six thousand and less ہے، جن کے parents jobless ہیں وہ بچے ان دانش سکولوں میں پڑھیں گے۔ ان کو اچھا boarding school ملے گا تاکہ وہ اچھے notable representatives بن کر نکلیں۔ اسی طرح ہم نے Excellence Schools of شروع کئے ہیں۔ جہاں یہ بات کرتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کو ignore کیا گیا ہے تو میں یہ کہتی چلوں کہ یہ projects ہم نے شروع ہی جنوبی پنجاب سے کئے ہیں۔ جس طرح حاصل پور ہے، چشتیاں ہے، رحیم یار خان ہے۔ ہم لوگوں نے initiatives وہیں سے کی ہیں۔ دانش سکول کے علاوہ ہم نے PEEF قائم کیا ہے جس میں ہم نے غریب بچوں کے لئے فنڈز دیئے ہیں اور thousand students eleven کو free education دے رہے ہیں، ان کو باہر بھیجا جارہا ہے۔ Why initiative this is اگر ہم نے پاکستان کا بہتر مستقبل سوچنا ہے، اگر ہم نے آنے والی نسلوں میں revolution قائم کرنا ہے اور پاکستان کو third world country سے باہر نکالنا ہے So we must get all youth educated ہمارے جو بچے بے روزگار پھر رہے ہیں ان کو educate کیا جائے تاکہ غربت ختم ہو۔ یہ جو سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا گیا ہے یہ آپ کے اور میرے لئے نہیں ہے۔ دس ہزار تنور شروع کئے گئے ہیں یہ ڈیفنس اور کینٹ کے علاقوں میں شروع نہیں کئے گئے بلکہ یہ ان غریب تحصیلوں اور علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں جہاں پر غریب -/300 روپے دہاڑی نہیں کما سکتا۔ اگر آپ estimate لگائیں تو ایک کنبہ جس میں چھ ممبر رہتے ہیں تو اس کنبہ کی روزانہ 36 روٹیاں بنتی ہیں۔ اس طرح سے مہینے کی 1080 روٹیاں پڑتی ہیں اور اگر آپ اس کو -/2 روپے سے multiply کریں تو ایک خاندان سستی روٹی پروگرام کے تحت -/2160 روپے بچا رہا ہے۔ جس کی چھ ہزار تنخواہ ہے اس کی بچت -/2160 روپے ہو رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ pro poor initiative نہیں ہے، کیا یہ غریب دوست پروگرام نہیں ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے ہاتھ روک لیا ہے۔

اندازِ بیاں اگرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

جی، محترمہ!

**محترمہ زیب جعفر:** جناب سپیکر! اسی طرح ہم نے ہیلتھ کے سیکٹر میں 6 بلین کا پراجیکٹ دیا ہے جس میں free medications ہیں تو یہ بھی انہی family کے لئے ہے جو چھ ہزار روپے کی تنخواہ میں downfall کرتی ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے تنقید آئی تھی کیونکہ ہمارے ہاں DHQ میں اچھی facilities نہیں ملتیں اس لئے ہر family بڑے شہروں کی طرف رخ کرتی ہے۔ آج آپ کے DHQs fully air conditioned ہیں، Cardiology Ward بنے ہیں، Dialysis Centres بنے ہیں۔ ہم لوگوں نے Kidney Transplant میں funds allocate کئے ہیں، یہ کس کے لئے ہے، ہم کون سے طبقے کو cater کر رہے ہیں؟ ہم lower class کو cater کر رہے ہیں۔ I don't think so ان برے حالات میں We could do better than this and I am sure Opposition also really acknowledges apart from that کیونکہ میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتی ہوں اور میرا فرض ہے کہ میں اپنے علاقے کے بارے میں بات کروں۔ پہلی دفعہ 52 بلین روپے کے projects دیئے گئے ہیں یہ بات کی گئی ہے کہ یہ غریب تک پہنچے تو I don't think so یہ صرف چیف منسٹر صاحب پر واجب ہے کہ وہ اس کو monitor کریں بلکہ یہاں بیٹھے ہوئے جنوبی پنجاب کے جتنے بھی میرے colleagues ہیں، یہ ہم سب کی مشترکہ effort ہونی چاہئے کہ یہ فنڈز ہم اپنے علاقوں تک پہنچا سکیں۔ وہاں پر سب سے ضروری اور سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔ جس طرح ہمارے ایم پی اے شفیق صاحب نے بھی ذکر کیا۔ صرف irrigation کے لئے ہی نہیں بلکہ پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں چاہوں گی کہ گورنمنٹ کی ترجیحات میں پینے کے پانی کو بھی importance دی جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ نے last hour میں مجھے ٹائم دیا۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** جی، بہت شکریہ، مہربانی۔ رانا محمد اقبال خان!

**رانا محمد اقبال خان:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوامی بجٹ پیش

کیا۔ میاں صاحب نے عوام کے ساتھ، پنجاب کے ساتھ اور پنجاب کی 9 کروڑ عوام کے ساتھ محبت کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے NFC Award کو انہوں نے پیش کر کے پاکستان کے 17 کروڑ عوام سے داد لی۔ میاں صاحب کا یہ vision ہے کہ انہوں نے پانچ ترجیحات دی ہیں جس میں سستا انصاف، امن عامہ، تعلیم، صحت اور کسانوں سے محبت اس کے علاوہ میاں صاحب نے ہماری تعلیم کا جو بجٹ تھا اس کے لئے زیادہ بجٹ رکھا۔

اس بجٹ میں انہوں نے امن وامان کے مد میں 43۔ارب سے بڑھا کر 49۔ارب روپے کر دیئے۔ اس میں ہمارے امن عامہ میں بہتری تو نہیں آئی لیکن انشاءاللہ ہم بہتری کی طرف چل پڑے ہیں اور اس کے علاوہ سستی روٹی کا مسئلہ ہے، سبسڈی ہے۔ سبسڈی کے حوالے سے 13۔ارب روپے گندم میں رکھا ہے اور اس کے علاوہ 5۔ارب سستی روٹی میں دیا ہے۔ سستی روٹی کے حوالے سے کون کہتا ہے کہ اس میں کوئی مسئلہ ہے یا کرپشن ہے؟ میرے شاہدرہ میں آ کر دیکھیں اور میں ایک ایک روٹی اور ایک ایک بیگ کا حساب دوں گا۔ کوئی بھی آ کر دیکھے انشاءاللہ اس میں کوئی کرپشن نہیں ہے، عوام اور غریب آدمیوں کو سہولت مل رہی ہے۔ شاہدرہ کی عوام کی طرف سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ شاہدرہ کو صوبہ قرار دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

کیونکہ یہ صوبہ بننے کے مستحق ہے اور اگر دوسرے علاقوں کے عوام مطالبہ کریں گے کہ ہر جگہ صوبہ بنے تو شاہدرہ کو بھی صوبہ بننا چاہئے۔ اس کے علاوہ بے گھر لوگوں کے لئے جو میاں صاحب نے گھر بنانے کا وعدہ کیا ہے یہ میاں صاحب کا عوام سے محبت کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ پانچ مرلہ پلاٹ دیہی علاقوں میں دینے کا جو وعدہ کیا یہ بھی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کے میدان میں میاں صاحب نے جو پوزیشن ہولڈرز کے لئے انعامات رکھے ہیں یہ بھی بڑا احسن اقدام ہے اور اس کے علاوہ تعلیمی مسائل حل کر رہے ہیں۔ فری کتابیں دے رہے ہیں اور بچوں کے لئے سپورٹس کے حوالے سے بھی فنڈز دیئے ہیں۔ سکولوں میں آئی ٹی لیب بھی مہیا کی گئی ہیں، نوجوانوں کے لئے فنڈز رکھے ہیں اور قبضہ مافیا سے زمین چھڑا کے 4۔ارب روپے حاصل کئے تھے اب انشاءاللہ 12۔ارب روپے حاصل کریں گے اور انشاءاللہ یہ شفاف طریقے سے مسئلہ حل ہو گا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے چیف منسٹر سیکرٹریٹ

کا25 فیصد بجٹ کم کیا ہے اور ہمارے وزراء کرام کی تنخواہوں میں بھی25 فیصد کمی کا اعلان کیا ہے۔ یہ بھی انشاءاللہ عوام کے لئے سہولت ہوگی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کا سب سے بڑا مطالبہ ایک ہی ہے کہ آپ کے شاہدرہ کو صوبہ بنایا جائے۔ جی، مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی تمام ٹیم کو ان مشکل حالات کے اندر اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہاں پر سستی روٹی سے لے کر تعلیم، صحت اور تقریباً کالجوں میں سیٹیں بڑھانے کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔ میں ایک دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جو آج کل burning issues ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم issues پر بات نہیں کرتے اور پاکستان کی ترقی نہ کرنے کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مسئلہ کو politicized کر دیتے ہیں، اس میں ایک مسئلہ کالاباغ ڈیم کا تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے share کرنا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں مجھے نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی جانے کا موقع ملا۔ وہاں پر سینیٹر عدیل بھی موجود تھے اور وکلاء بھی آئے ہوئے تھے تو جب بھی کالاباغ ڈیم کی بات کی تو ایسے لگا جیسے پھٹ پڑتے ہیں کہ تین صوبوں نے قرارداد پیش کر دی تو لہذا اس پر بات ہی نہ کریں تو میں کہتا تھا کہ میں نے کب کہا کہ آپ بنا دیں۔ آپ بات تو سن لیں اور میں نے کہا کیونکہ ہم Federating Unit ہیں ہمیں ایک جگہ نہیں کئی جگہوں پر مسائل پیش آئیں گے لیکن اگر کسی ایک صوبہ کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو ہم اسے دوسری جگہ سے compensate کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ فرض کیا کہ اگر ایک صوبہ کو کوئی نقصان ہوتا ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کی زمین ضائع ہو رہی ہے تو آپ سمجھ لیں کہ ہمیں زمینیں ٹھیکہ پر دے دی ہیں اور ہم ان کو compensate کر دیں گے۔ اسی طرح کسی دوسرے صوبے کو بھی کوئی نقصان پہنچا ہے تو وہ بھی پورا کیا جائے گا لیکن آپ ہمیں بتائیں کہ اس کے بدلے ہمیں کیا ملے گا اور ہماری زمینیں آباد ہوں گی تو وہ بات سننے کو تیار نہیں تھے۔ میں نے انہیں آخر میں یہ کہا کیونکہ وہاں پر تمام صوبوں کے لوگ تھے کہ جب پاکستان کی بات کرتے ہیں تو ٹھیک ہے آپ یہ ڈیم نہ بنائیں، ہم آپ کو compensate کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ سمجھیں گے کہ پانی ہمیں قیمتاً مل گیا، ہم یہ سمجھیں گے کہ بجلی ہمیں قیمتاً مل گئی۔ چلیں ہم کچھ ادا کر کے لے لیں لیکن جب وہ کسی

بات پر نہیں آئے تو میں نے ان سے جو آخری سوال پوچھا تو وہ یہ تھا کہ میں نے کہا یہ نقصان کس کا ہے، جو سندھ کا پانی سمندر کے اندر جارہا ہے یہ پاکستان کا نقصان نہیں ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

تو گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ politicized ہو جاتا ہے اور یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج بھی یہ politicized ہوا ہے۔ آج صوبوں کی بات ہوئی اور میرے بھائی نے بجا بات کی ہے کہ شاہدرہ کو بھی صوبہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دراصل معاملہ ہے کیا، کیا محرومیاں ہیں؟ کون سا ایک آدمی جس نے اس House میں کہا ہو کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ازالہ نہیں ہونا چاہئے، کوئی ایک ساتھی کہہ دے جس نے بات کی ہو لیکن یہاں پر بڑے دھڑلے سے کہا جاتا ہے کہ "تخت لاہور" میرا لاہور سے تعلق ہے، میں یہاں پر رہتا ہوں اور میں یہاں کا elected ممبر ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ اہل لاہور کی بات کرتے ہیں تو ہم لوگ hurt ہوتے ہیں کہ شاید ہم نے ان کا کچھ سلب کر لیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ لاہور تو پاکستان اور پنجاب کا دل ہے جہاں سے ہر وین گزرتی ہے اور ہم ہر ایک کو welcome کرتے ہیں۔ وہ ہمارے پاس آتے ہیں کیا یہاں پر کسی جگہ پر کوئی پابندی ہے یا کسی پر کوئی قدغن ہے کہ یہاں پر کوئی آ نہیں سکتا یا کہیں داخلہ نہیں لے سکتا یا کسی ہسپتال میں نہیں جا سکتا لیکن اہل لاہور والے بہت سے مسائل face کر رہے ہیں۔ مسائل یہ ہیں کہ یہاں ایک کلمہ چوک ہے جس میں ایک چوک کے اندر ڈیڑھ کروڑ روپے روزانہ کا پٹرول جل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر سستی روٹی کا بہت چرچا اور بہت شور مچا ہے اور میں کہتا ہوں کہ آپ اندازہ کریں اور ڈیڑھ کروڑ روپے کو 365 سے ضرب دے دیجئے تو ساڑھے پانچ ارب روپے بنتے ہیں وہ کس کی جیب سے جاتے ہیں؟ وہ اہل لاہور کی جیب سے جاتے ہیں۔ یہ ہمیں ایک چوک میں اتنا سارا پہلا نقصان ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ ساڑھے پانچ ارب میری جیب سے پہلے جاتا ہے اور جب وہاں pollution ہوتی ہے تو وہاں پر پہلے میرے حلقہ کے بچوں پر affect ہوتا ہے، اس کا پہلے میرے دوستوں پر affect ہوتا ہے اور تیسرا نقصان پاکستان کا ہوتا ہے جب ہم باہر سے زرمبادلہ کے بدلے پٹرول منگواتے ہیں جو کہ ایک چوک پر ضائع ہو رہا ہے۔ ہمیں ایسے ہی پل بنانے کا شوق نہیں ہے۔ گزارش ہے کہ آپ یہ مہربانی کریں ہر بندہ اپنی بات کرے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں، ان کی محرومیاں ہیں، ہم ان کے ساتھ ہیں اور کہتے ہیں کہ بے شک لاہور کے بجٹ کو

cease کر دیں، ان کو سب کچھ دے دیں، ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن جب کوئی لاہور کو یہ کہے کہ تخت لاہور والے یہاں پر عیاشیاں کر رہے ہیں، پچھلی حکومت نے Ring Road کا پروگرام شروع کیا تھا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے issues پر بات کرتے رہیں آج اس مسئلہ کو politicized نہیں ہونا چاہئے۔ میں سوچتا رہا کہ یہ کیا چاہتے ہیں، ہمارے دوست چاہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب صوبہ بن جائے۔ کیا ہو گا یہی ممبر رہیں گے، ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر جو سیکرٹری صاحبان ہیں وہ ہمارے کام نہیں کرتے، بیوروکریسی ہمارے کام نہیں کرتی۔ یہ چاہتے ہیں کہ وہاں پر دس، پندرہ سیکرٹری چلے جائیں۔ ایک گورنر چلا جائے، کوئی وزیر اعلیٰ بن جائے گا۔ گزارش یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ issues پر بات کریں، اگر آپ کو ایک ایسا گورنر چاہئے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک وزیر اعلیٰ بن جائے تو خدا کے واسطے یہ نیا پنڈورہ باکس مت کھولئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بھی بیوروکریسی ہے، ایک military bureaucracy بھی ہے، آج میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمیں اس طرف لگا دیا گیا کہ ایک صوبہ میں زبان کی بنیاد پر اور صوبے بنا دیں۔ اسی لئے اگر آج ہمارا کوئی مسئلہ ہے تو وہ implementation کا ہے؟ میں اپنے وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ آیئے بلا تفریق ہو کر، ہم bureaucracy پر تو تنقید کرتے ہیں میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ 371 ممبران ہیں کیا ہم ان پر اعتماد کر کے یا ان کے ذریعے implementation نہیں کروا سکتے؟ یہاں پر یہ بات ہوئی کہ جو اتنے پیسے دے دیئے گئے تو کیا یہ لگیں گے بھی، تو ہم لوگ کس مرض کی دوا ہیں؟ آیئے ہم مل کر اس صوبہ کے لئے، اس ملک کے لئے اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایک دوسرے سے مل کر بلا تفریق ہو کر چاہے وہ اپوزیشن ہو، آئیں ان کو ساتھ ملا کر اس ملک میں implementation کریں۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کرتا ہوں اور اپنے دوستوں کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ آیئے ان بڑے شہروں کے اندر implementation کریں۔ یہ نہیں ہے کہ سڑکیں تو اتنی اتنی بڑی ہیں جہاں مرضی کوئی گاڑی کھڑی کر دے ہم service roads تو بناتے ہیں مگر وہ صرف parking کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ اشتیاق صاحب! جی، ہم نے پانچ بجے کا ٹائم دیا تھا پہلے تو 8:00 بجے کی بات ہوئی تھی لیکن اس کے بعد جب ڈپٹی سپیکر صاحب Chair کر رہے تھے تو انہوں نے 5:00 بجے wind up کرنا تھا۔ میں اس کا ٹائم تھوڑا سا بڑھانا چاہتا ہوں۔ کیا آپ آج wind up کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر !وزیر خزانہ اس بحث کو جو کہ بہت usefulاور بڑیfacts and figuresکے ساتھ ہے اس میں سارے دوستوںtreasury benchesاور اپوزیشن نے بھی بہت دلچسپی لی یقیناً اس کوwind upکرنا چاہیں گے لیکن ہمارے درمیان ایک تجویز زیر غور ہے کہ اس وقت دوستوں کی تعداد بھی کم ہے اور خاص طور پر اپوزیشن کے دوست جنہوں نے کچھpoints اٹھائے ہیں ان سے بھی بھرپور انداز میں بات کرنے کے لئے وزیر خزانہ کل جب اجلاس شروع ہو تو اس سے پندرہ بیس منٹ پہلےwind upکر دیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ ہمارے بھائی لغاری صاحب بیٹھے ہیں اگر وہ اس تجویز سے اتفاق کریں اور ہمارے جو دو چار اور دوست بیٹھے ہیں ان کو بھی ٹائم دے دیں کہ وہ بھی بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:ٹھیک ہے۔ صبح انشاء اللہ زیادہ ممبر ہوں گے تبwind up speechکر لی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):کل صبح وزیر خزانہwind upکر لیں گے لیکن کل general discussionنہیں صرفwind upہو گا اور جتنے لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں آپ ان سب کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر:جی، آدھا گھنٹہ وقت بڑھا دیا جائے۔

مہر اشتیاق احمد:جناب سپیکر !میں گزارش کر رہا تھا کہ ہم نےimplementationکی طرف جانا ہے۔ میں جب رات کو سڑکوں پر سے گزرتا ہوں تو بہت بڑی بڑی لگتی ہیں لیکن بدنصیبی ہے کہ جب ہم صبح کو گزرتے ہیں تو وہ اتنی سکڑی ہوئی ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس پرimplementationکر لیں۔ میں ایک تجویزfloatکرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس پارکنگ کی جگہ نہیں ہے تو ہمارے پاس بڑی بڑی سڑکیں ہیںpedestrian underpassesبنا دیں، کیا حرج ہے کہ وہاں پر پُل بنا دیئے جائیں؟ ساری دنیا کے اندر یہ ہے کہ کوئی سڑکcrossنہیں کرتا۔ اگر کوئی بس سٹاپ پر ہے تو وہ نیچے سے یا اوپر سے جو راستے بنے ہوئے ہیں انہی کے ذریعے جاتے ہیں، چاہے وہ پُل بنائیں یا کچھ بھی کریں۔ میں کہتا ہوں کہ ہم ان پر اپنی سڑکوں کے آگے جوcongested areasہیں میں بڑے شہروں کی بات کر رہا ہوں وہاں پر اگر

لوگوں کو کہہ دیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کو کہیں کہ آپ کو بیس سال چھوٹ دی جاتی ہے آپ بے شک وہاں سے پیسے کمائیں لیکن آپ یہاں پرparking plaza بنا لیں ۔ یہ ہیں معاملات، جب بندہ مر جاتا ہے، بڑی اچھی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمارے بھائی جو ہیں ان کو تیس تیس لاکھ روپے دیئے تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کل میرے قائد میاں محمد نواز شریف فرمار ہے تھے کہ مرنے کے بعد اگر ہم نے کسی کو کچھ دیا تو کیا فائدہ؟ میں پچھلے دنوںTurkey گیا تو صرف استنبول کے اندر ساڑھے پانچ سو کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ ہم مرنے پر تیس لاکھ تو دیتے ہیں تو ہم کیوں نہ اپنے بڑے چوکوں میں کیمرے لگوا دیں ہم اپنیpriorities چھوڑ کر، جب تک امن و امان کا مسئلہ یہاں پر حل نہیں ہو گا یہinvestment نہیں آئے گی، انڈسٹری کا پہیہ نہیں چلے گا، کسی کو روزگار نہیں ملے گا۔ پنجاب ترقی کرے گا اور نہ پاکستان ترقی کرے گا۔ ہم لوگ اسی طرح لڑتے رہیں گے، لوگ بھوک سے مریں گے اور یہ تمام مسائل رہیں گے، بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: اشتیاق صاحب! بہت شکریہ۔ جی، اب چودھری ندیم خادم صاحب!

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف اور اپنے بھائی جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کرنا ایک بہت ہی بڑا چیلنج ہے جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ملک کے جو حالات ہیں، امن و امان کی صورتحال، دہشتگردوں کے چیلنجز اور بہت ساری چیزیں تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کہ وہ اتنے مشکل حالات میں اتنے اچھے طریقے سے اپنے صوبے کے انتظامات چلا رہے ہیں تو وہ یقیناً داد کے مستحق ہیں۔ میں وہ دوست جنہوں نے یہاں پر اسHouse میں ہماری حکومت پر کچھ تنقید بھی کی ان کو کچھ باتیں ان کے ذہن کے مطابق اچھی نہ لگیں تو میرے بہت سارے دوست جو ہماری طرف سے تھے انہوں نے بہت اچھے طریقے سے ان کے جوابات دیئے۔ میں صرف ان کو ہمارے علاقے کے ایک صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی ہیں ان کا شعر پڑھ کر ان کو جواب دوں گا، زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ مجھ سے پہلے بہت تفصیل کے ساتھ لوگ ان کو جواب دے چکے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ:

مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھُل لانا لاوے یا نہ لاوے

وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے میں دعویٰ کے ساتھ یہ بات آپ کے توسط سے اس ایوان میں کہتا ہوں کہ آج ملک کے اندر جو حالات ہیں یا کسی کو کوئی گڑبڑ نظر آتی ہے، امن عامہ کی صورتحال ہے یا اور کوئی مسئلہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان حالات کا مقابلہ کریں گے اور امن عامہ کو اس دہشتگردی کے چیلنج کو قبول کر کے بالکل ختم کریں گے اور امن عامہ کی صورتحال بہتر رہے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہ جو مہنگائی کا جن ہے انشاء اللہ یہ بھی بوتل میں بند ہو گا۔ یہ جو بے روزگاری کا سیلاب تھا یہ سابقہ حکومتوں کی پالیسیوں کا تسلسل تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سیلاب کے سامنے بھی میاں صاحب کی قیادت میں بند باندھا جائے گا۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میاں صاحب اور ہماری حکومت نے ملک کے حالات کو دیکھتے ہوئے اور آج جو بھی مسائل ہیں یہ سب اور سب غربت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ہماری حکومت کا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں اس معزز ایوان میں اس کی بات کروں کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک غریب آدمی کا گزارا نہیں ہو سکتا، محدود آمدنی میں تھوڑی تنخواہ، تھوڑی مزدوری میں ایک مزدور کا گزارا نہیں ہو سکتا اور اسی لئے ان کی تنخواہیں بڑھائی گئیں، مزدور کی مزدوری بڑھائی گئی کیونکہ اس سے پہلے یہ تھا کہ مزدور کو جو اس کی مزدوری دی جاتی تھی اس میں اس کی گزر اوقات نہیں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے اس کے بچے تعلیم سے بھی محروم رہ جاتے تھے۔ اس کے بچے نہ صرف تعلیم سے محروم رہتے تھے بلکہ اس کے بچوں کو مزدوری کرنی پڑتی تھی اور غریب کے بچے کھیتوں میں کام کرتے تھے، لوگوں کے گھروں میں کام کرتے تھے، فیکٹریوں میں کام کرتے تھے اور وہ اپنی تعلیم سے محروم رہتے تھے کیونکہ یہ جو بچے ہیں یہ مستقبل کے معمار ہیں، یہ مستقبل کے رہنما ہیں اور میاں صاحب کی عظیم سوچ ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم تھوڑا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

چوہدری ندیم خادم: جناب والا! ابھی تو میں نے کہا ہی کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کب کہیں گے؟

چودھری ندیم خادم: جناب والا! آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں، حکم کریں تو بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے جو بات کرنی ہے کر لیں۔ مہربانی فرما کر جلدی کر لیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میرے پاس تو ابھی سات پیپر پڑے ہیں، کہتے ہیں تو میں رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پھر مجھے لکھ کر دے دیں تو میں آگے بھیج دوں گا۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں، میں آپ سے الجھ نہیں سکتا۔ باتیں تو بہت تھیں لیکن میں نے ہر چیز side پر رکھ دی ہے اور اگر آپ حکم دیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا میں آپ کے حکم کا پابند ہوں۔ آپ میرے بڑے بھائی ہیں اور ہمارے سپیکر بھی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم کی پابندی کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میں اپنی تقریر ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ جاری رکھیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! جو ایک چیز میں بہت ضروری سمجھتا ہوں وہ میں ضرور کروں گا کہ باقی تو میرے بھائیوں نے، دوستوں نے بڑی تفصیل سے اس ایوان میں آپ کے توسط سے باتیں کی ہیں۔ اس حکومت کا ایک بہت ہی اچھا کام جب سے یہ حکومت آئی ہے کھیل کے میدان میں اس سے پہلے کسی حکومت نے اتنا کام نہیں کیا جو اس حکومت نے کیا ہے۔ اس کی ایک تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے لیکن میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ یہ تو باتیں کر رہے ہیں، میں پھر کیا بولوں؟ آپ House کو in order کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

چودھری ندیم خادم: نہیں۔ جناب! اب میں بات ہی نہیں کروں گا، یہ سارے باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے اس طرح سے بولنا اچھا نہیں لگ رہا۔

**جناب سپیکر:** نہیں، نہیں۔No cross talk please.

**چوہدری ندیم خادم:** جناب والا! کھیل کے لئے اس حکومت نے، وزیر اعلیٰ صاحب نے جو جو اقدامات کئے ہیں وہ بڑے ہی قابل تعریف ہیں۔ باقی میرے دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے، وقت کی کمی کی وجہ سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مزید باتیں نہیں کروں گا، صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گا کہ:

چڑھدے سورج ڈھلدے ویکھے
بجھدے دیوے بلدے ویکھے
ہیرے دا کوئی مل نہ تارے
کھوٹے سکے چلدے ویکھے
اوہدی رحمت دے نال بندے
پانی اتے چلدے ویکھے

جنہاں دا نئیں جگ تے کوئی
او وی پتر پلدے ویکھے
لوکی کہندے دال نہیں گلدی
میں تے پتھر گلدے ویکھے

**جناب سپیکر:** جی، بہت شکریہ۔اویس قاسم صاحب!۔۔۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ مختصر تقریر کریں کیونکہ میں نے ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا ہوا ہے۔ ابھی ہمارے تین چار صاحبان اور بھی رہتے ہیں۔

**جناب اویس قاسم خان:** شکریہ۔جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب، منسٹر فنانس اور ان کی ٹیم کو ٹیکس فری اور pro poor budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس حکومت نے میاں شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں جو مثالی اقدامات کئے ہیں اور پچھلے سال جو مثالی اقدامات رہے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ایک زیادتی ہو گی۔ اس میں جو سب سے زیادہ قابل تعریف چیز ہے وہ

42ہزار ایجوکیٹرز کی میرٹ پر بھرتی ہے اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں کہ پنجاب جیسے صوبہ میں جہاں اس سے پہلے میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئی تھیں وہاں پر پورے پنجاب میں میرٹ پر ایجوکیٹرز کو بھرتی کیا گیا اور اس ایوان میں بیٹھے کسی معزز رکن نے سفارش کی اور نہ ہی سفارش مانی گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب معاشرے میں میرٹ ہوگا، انصاف ہوگا تو تب ہی وہ معاشرہ، وہ ملک اور وہ صوبہ ایک فلاحی صوبہ بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح این ایف سی ایوارڈ میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑے صوبہ کے وزیر اعلیٰ ہونے کے ناتے اس کو کامیاب کروایا یہ بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارا صوبہ اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس کے لئے بھی خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جو شعور دیتا ہے اور جب انسان کو شعور ہو تو انسان اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے آدھے مسائل خود حل کر لیتا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ دانش سکولوں کا قیام ایک بہت اہم حیثیت رکھتا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آنے والے سالوں میں اس کا دائرہ کار پنجاب کے دیگر ترقی پذیر جو اضلاع ہیں دانش سکولوں کا نیٹ ورک وہاں تک جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اگلے مالی سال میں نارووال جیسے پسماندہ ضلع میں بھی اس سکول کا منصوبہ شامل کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی تعلیم کے شعبہ سے جو commitment ہے اس میں پچھلے دو سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ پوزیشن ہولڈرز طالب علموں کو جس طرح عزت دی جارہی ہے اور ان کا حوصلہ بڑھایا جارہا ہے اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب تعلیم کے شعبہ کے ساتھ کس حد تک sincere ہیں۔ انہوں نے پورے پنجاب میں تحصیل کی سطح تک مضمون نویسی اور تقاریر کے مقابلے کروائے اور خود ان میں شرکت کر کے ان طالب علموں کا حوصلہ بڑھایا۔2010-11 کے بجٹ میں 800 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دے دیا گیا ہے اور 200 مڈل ایلیمنٹری سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی تعلیم کے شعبہ میں انتہائی figures ہیں۔ جس طرح ہماری حکومت نے ہائی سکولوں میں آئی ٹی لیبز کا قیام کیا اور اس بجٹ میں ایلیمنٹری سکولوں میں بھی اس مد میں پیسے رکھے گئے ہیں، یہ بھی تعلیم کے شعبہ میں ایک انقلابی قدم ہے۔

جناب والا! ہیلتھ کے سیکٹر میں ہماری حکومت جو ہسپتالوں میں مفت ادویات کا پروگرام چلا رہی ہے اور 6۔ارب روپے اس سال بھی اس مد میں رکھے گئے ہیں یہ بھی ایک قابل ستائش اقدام ہے۔ اسی طرح DHQ Hospitals میں Air-conditions اور Generators وغیرہ کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں اس سے بھی صحت کے شعبہ میں ایک بہتری آئی ہے۔میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے، وزیر قانون صاحب، وزیر خزانہ صاحب اس وقت تشریف فرما ہیں کہ BHU میں جو ادویات مریضوں کے لئے محکمہ پہنچاتا ہے میرے بھی یہ علم میں نہیں ہے کہ ضلع کی طرف سے کون کون سی ادویات BHU میں آتی ہیں اور اس کو اس متعلقہ یونین کونسل میں کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ اس متعلقہ یونین کونسل میں تشہیر کی جائے اور وہاں ارد گرد کے لوگوں کو یہ علم ہو کہ ہمیں اس ہسپتال میں فلاں فلاں ادویات حکومت کی طرف سے مفت مل سکتی ہیں-جب تک یہ علم نہیں ہو گا کہ کون کون سی ادویات مفت مل سکتی ہیں تو اس میں شاید اس درجہ کی شفافیت نہ ہو سکے جو ہونی چاہئے۔

ہسپتالوں میں جو مفت Dialysis کا اجراء کیا گیا ہے یہ ایک انتہائی مہنگا علاج تھا جسے ضرورت مند مریضوں کے لئے ضلعی ہیڈ کوارٹرز کی حد تک پہنچایا گیا ہے اور اس سال سے جو 22 موبائل ہسپتال کام کرنا شروع کریں گے یہ ہیلتھ کے شعبہ کے ساتھ ہماری حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب کی ایک commitment ہے-

**جناب سپیکر:** پلیز! اب آپ wind up کریں-

**جناب اویس قاسم خان:** جناب سپیکر! آپ سارے جانتے ہیں کہ پبلک ہیلتھ سیکٹر میں واٹر سپلائی کی بڑی بڑی سکیموں کا اجراء کیا گیا اور ان پر کروڑوں روپے کے اخراجات آئے لیکن وہ سکیمیں بند پڑی ہیں کیونکہ ان کا بل سارے گاؤں اور ساری کمیونٹی نے اکٹھا کر کے دینا ہوتا ہے-آپ جانتے ہیں کہ دیہی علاقوں میں یہ پیچیدہ معاملہ ہے اور کوئی بھی بندہ اتنی آسانی سے اکٹھا نہیں کر سکتا اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ Water Purification Plant جو چھ سے آٹھ، نو لاکھ روپے کی لاگت سے کام کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کا بل بھی بہت کم ہوتا ہے اسے گاؤں کے کسی صاحب حیثیت فرد کے پاس یا مسجد میں بھی نصب کیا جا سکتا ہے- ذرا اس چیز کو consider کیا جائے اور ان دیہاتوں میں جہاں پانی کی زیر زمین سطح بلند ہے وہاں اس چیز کو ضرور شامل کیا جائے- میں وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی تقریر کو مختصر کرتا ہوں

اور آخر میں وزیر خزانہ، ان کی ٹیم، سیکرٹری فنانس، ایڈیشنل سیکرٹری بجٹ فرید تارڑ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کی مکمل عکاسی کی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، نعیم صفدر انصاری!

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے انتہائی قیمتی وقت میں مجھے ٹائم دیا۔میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اتنا اچھا، متوازی اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ویسے تو اس بجٹ کی بہت ساری خصوصیات ہیں میں ان میں کچھ اہم points آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ سب سے اہم ہمارا تعلیم کا شعبہ ہے اس پر خصوصی توجہ دی گئی ہے ۔ سکولوں کی upgradation اور I.T Labs کے لئے پچھلے بجٹ میں بھی فنڈز رکھے گئے تھے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ ہم کچھ مہینوں میں ان کا قیام کر دیں گے، ان پر بالکل عملدر آمد ہوا اور الحمدللہ آج I.T Labs سے بچے مستفید ہو رہے ہیں۔اب اگلے بجٹ میں science Labs کا بھی پروگرام ہے اور I.T Labs کو بھی فعال کیا جائے گا۔اسی طرح دانش سکول سسٹم کے بارے میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے لئے کیا مانگنا چاہتے ہیں، وہ بات کریں۔

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری: جناب سپیکر! ہماری بات کا تو آپ کو پتا ہی ہے۔میں آپ کی بات کی تائید کروں گا، میاں صاحب نے ہمارے ضلع قصور کے حوالے سے بہت مہربانی کی اور انہوں نے ہمیں خصوصی package دیا اس میں سے کافی کام ہوئے ہیں اور ابھی کافی کام ہونے والے بھی ہیں تو میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے جو باقی فنڈز ہیں وہ بھی allocate کریں تاکہ ہم اپنے ضلع کے کام مکمل طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔جس طرح دانش سکول کی بات ہے امید ہے کہ قصور میں بھی اس کا قیام ہو گا۔میرے خیال میں site وغیرہ دیکھ لی گئی ہے اگر اس میں کوئی مسئلہ ہوا تو ہمیں آپ کی مدد بھی چاہئے ہو گی۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ کا اور میرا تعلق ایک ہی ضلع سے ہے اس لئے آپ کو بھی DHQ قصور کے حالات معلوم ہیں۔ جیسے مفت ادویات کا اعلان کیا گیا پچھلی دفعہ اس پر عملدر آمد ہوا اور انشاءاللہ اب بھی ہو گا لیکن میں DHQ کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں وہاں human resources کی بہت کمی ہے لہذا میری میاں صاحب اور دیگر احباب سے بھی گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دیں، وہاں ڈاکٹروں اور جو بھی human resources کی کمی ہے اسے پورا کریں۔

جناب سپیکر! میں business point of view سے بات کروں گا کہ چونکہ میرا تعلق قصور سٹی سے ہے۔ یہاں زراعت کے حوالے سے بہت بات ہوئی ہے ہم اسے بالکل appreciate کرتے ہیں لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ انڈسٹری کے حوالے سے تھوڑا سا neglect کیا گیا ہے۔ دراصل انڈسٹری کا subject وفاقی حکومت سے concerned ہے چونکہ پنجاب حکومت صرف facilitate کر سکتی ہے تو میں استدعا کروں گا کہ انڈسٹری کو facilitate کیا جائے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ، ایکسائز ڈیپارٹمنٹ اور باقیوں میں بھی ہمیں اس بارے میں خصوصی طور پر facilitate کیا جائے چونکہ انڈسٹری کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ ملک بجلی کی وجہ سے جس دہانے پر کھڑا ہے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں لہذا اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات اسی concern پر کہہ لیں وہ حکومت پنجاب سے متعلق تو نہیں ہے لیکن ہمارے لئے بڑا serious issue ہے وہ سوئی گیس کا معاملہ ہے۔ میں ذاتی طور پر وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ آپ وزیر اعظم صاحب یا جو بھی متعلقہ حکام ہیں ان سے بات کریں کہ ایم این اے کے ساتھ ساتھ ایم پی اے کو بھی کچھ کوٹا دیا جائے تاکہ ہمیں اپنے علاقے میں ڈویلپمنٹ کے لئے تھوڑی سی مدد ہو سکے۔ بعض جگہوں پر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایم این اے اور ایم پی اے کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے لوگوں کو suffer کرنا پڑتا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ہمیں وہاں پر full fledged accommodate کریں لیکن کم از کم اتنا کوٹا ضرور دیا جائے تاکہ ہم اپنے حلقہ کے لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اپنی صوبائی کابینہ کو appreciate کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اپنے اخراجات میں 25 فیصد decrease کیا اس پر میں ان کا بھی انتہائی مشکور ہوں۔مہربانی۔

**جناب سپیکر:** یہ اس کا کچھ حصہ آپ کو دیں گے؟ جی، احسن رضا صاحب!

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان):** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔ جناب سپیکر! سارے دوستوں نے بڑی اچھی اچھی تجاویز دیں میں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش نہیں کروں گا بلکہ حقیقت بیانی پیش کروں گا کہ جب ہم منتخب ہو کر فیلڈ میں آئے تو عجیب سامنظر تھا۔SDOs کی لائنیں لگی ہوتی تھیں، ایکسیئن آرہے ہیں، تحصیلدار آرہے ہیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔جی۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان):** یہ دو لاکھ ریٹ ہے، یہ لاکھ لے لیں۔یقین کریں ہم new comer تھے، ہم نے دیکھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو پتا چلا کہ سابق حکومت میں تحصیلداروں اور پٹواریوں کو لگوانے کے ریٹ fix تھے۔پھر اس کے بعد نوکریوں کا دور آیا تو پھر لائنیں لگنے لگیں کہ کانسٹیبل کا لاکھ لے لیں، ایجوکیٹروں کے پچاس پچاس ہزار لے لیں تو پوچھنے سے پتا چلا اور انہوں نے کہا کہ یہ سابقہ ریٹ تھے۔میں یہ حقیقت پیش کرنا چاہوں گا کہ آج یہ اس وزیر اعلیٰ کے بارے میں بات کرتے ہیں جس نے پنجاب سے ایک گندے رواج کو ختم کیا، جس نے کرپشن کے بازار کو ختم کیا اور جس نے کانسٹیبل سے لے کر ایجوکیٹر تک تمام نوکریاں merit پر دیں۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے MPAs بھی ناراض ہوئے لیکن وزیر اعلیٰ نے پروا نہیں کی۔وہ واحد شخص ہے کہ جس نے اس سسٹم، اس صوبہ اور ملک پاکستان کو ٹھیک کرنے کی ٹھان لی ہے۔میں اسے قلندر کہوں گا کیونکہ اسے کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔اس کو پیسے کمانے اور حکمرانی کرنے کی بھی فکر نہیں ہے، اسے فکر ہے تو مزدوروں اور غریبوں کے بچوں کی ہے۔انہیں آج تعلیم اور صحت کی فکر ہے کہ پنجاب میں بسنے والے مزدوروں کے بچے پڑھے لکھے ہوں، پنجاب میں بسنے والے جو مزدور بیمار ہوتے ہیں انہیں صحیح اور مفت ادویات

میسر ہو سکیں۔ آپ یقین کریں، اگلے دن میں جنرل ہسپتال گیا۔ میرے ڈرائیور کے بہنوئی کو ہیپاٹائٹس کا مرض لاحق ہوا، میں اسے پوچھنے کے لئے وارڈ میں گیا۔ وہاں پر A.C لگا ہوا ہے اور وہ مریض کہہ رہا تھا کہ ہمیں ان Air-conditions میں کون بٹھاتا تھا یہ تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ آج وہ بیمار دعائیں دے رہے ہیں۔ آج THQ کی سطح تک مفت Dialysis ہو رہے ہیں۔ آج ایمرجنسی میں مفت ادویات مہیا کی جا رہی ہیں۔ اگر یہ آج ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف انگلی اٹھا کر کہہ دیں کہ یہ شخص جو آج پنجاب کی فکر لے کر اٹھا ہے اس کی نیت خراب ہے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ آج ہم سب کو ان کے لئے دعا کرنی چاہئے بلکہ آپ بزرگ ہیں آپ کو زیادہ دعا کرنی چاہئے کیونکہ آج اس ملک پاکستان کو پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آج پنجاب کو شہباز شریف جیسے لیڈروں کی ضرورت ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شہباز شریفوں میں اضافہ کرے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے حلقہ کے بارے میں چند گزارشات کروں گا۔ وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا حلقہ پی پی-180، قصور بہت backward ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے قصور کے لئے ڈگری کالج منظور کیا تھا۔

**جناب سپیکر:** آپ اپنے حلقہ کے ساتھ قصور کے باقی حلقوں کو بھی شامل کر لیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم** (جناب احسن رضا خان): چلیں، اس میں سپیکر صاحب کے حلقہ کو بھی شامل کر لیں تو ہمارے قصور کے لئے گرلز کالج کی سکیم وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری کی تھی میں نے check کیا ہے وہ سکیم اس موجودہ بجٹ میں شامل نہیں کی گئی لہذا مہربانی کر کے اس سکیم کو موجودہ بجٹ میں شامل کر لیا جائے اور اس کے لئے funds مختص کئے جائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب قصور کے لئے ہم پر بہت زیادہ شفقت کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب بھی نظر کرم کریں کیونکہ سپیکر صاحب نے تو کہنا نہیں ہے۔ ہم ان کی طرف سے request کریں گے۔ میں ایک بار پھر اپنے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے یہ ایک بہت ہی زبردست بجٹ پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی نیت پر کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے۔ بہت مہربانی، شکریہ

**جناب سپیکر:** سردار محمد حسین صاحب!

سردار محمد حسین ڈوگر: اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے بجٹ2010-11 پر مجھے تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔سب سے پہلے میں بجٹ 2010-11 جو کہ موجودہ پنجاب حکومت کا تیسرا سالانہ بجٹ ہے پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب، جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ سیکرٹری خزانہ، چیئرمین پی اینڈ ڈی اور باقی جتنے بھی محکمہ جات نے بجٹ کی تیاری میں حصہ لیا ہے سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ جو اس ایوان میں پیش ہو چکا ہے یہ مالی نظم وضبط کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس بجٹ میں تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ پنجاب کے اندر GDP 1.2 سے بڑھ کر 4.25 کی شرح تک پہنچ چکا ہے۔یہ صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔اس طرح موجودہ حکومت، خصوصی طور پر صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی کاوشوں سے پہلی دفعہ متفقہ طور پر این۔ایف۔ سی ایوارڈ منظور ہوا ہے۔یہ بھی پاکستان کے عوام کے لئے ایک خوشخبری ہے۔اس کے ساتھ موجودہ حکومت جو کہ ایک طویل سیاسی جدوجہد، لمبی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آئی اور مشکل حالات میں چل رہی ہے۔میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision یہ تھا کہ پاکستان کے اندر اب مفاہمت کی سیاست ہوگی۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی سیاست نہیں ہوگی۔جس کے پیش نظر انہوں نے دو بڑی سیاسی جماعتوں کو دعوت دی کہ آؤ ہم مل کر پاکستان کے لئے اور پاکستان کے عوام کے لئے سوچیں تو میثاق جمہوریت عمل میں آیا۔اس میثاق جمہوریت کے تحت سیاسی جدوجہد کرتے ہوئے، آمریت کے خاتمہ کے لئے، آمریت کی باقیات کے ساتھ لڑتے ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اپنی جان کا نذرانہ دے گئیں، اس قوم اور ملک کے لئے وہ اپنا خون دے گئیں۔انہوں نے جمہوریت کی بحالی کے لئے اس قوم کو ایک منزل کی طرف ڈال دیا۔آج محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی اسی قربانی کی وجہ سے موجودہ حکومتیں قائم ودائم ہیں اور پاکستان کی تاریخ میں آمریت نے چوتھی مرتبہ جمہوری قوتوں کے آگے گھٹنے ٹیکے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس وقت پاکستان کے حالات کیا ہیں، ہم بہت کچھ مانگتے ہیں، پاکستان کے عوام کو بہت کچھ چاہئے لیکن آپ بیرونی سازشوں کا شکار ہیں۔آپ سے دنیا بھی بہت

سے تقاضے کر رہی ہے۔ آپ بیرونی طاقتوں کی خواہشات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ آپ پاکستان کے عوام کی خواہشات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ پاکستان کے اندر آپ کی ساری انتظامی مشینری دہشتگردوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔ اگر اعداد و شمار کو دیکھیں تو پولیس کے جوانوں اور افسران نے دہشتگردوں کے ساتھ لڑتے ہوئے جس بڑی تعداد میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں، شہادتیں پیش کی ہیں اس کی مثال

دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ آج ہمیں ایک طرف عوام کے جان و مال کے تحفظ کا انتظام کرنا ہے تو دوسری طرف انتظامی مشینری اور forces کو اپنی جانوں کے تحفظ کا بھی اہتمام کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمیں اپنے انتظامی اداروں کی دیواریں اونچی کرنی پڑ رہی ہیں۔ ان کے آہنی گیٹ لگانے پڑ رہے ہیں تو ایسے ملک اور ایسے صوبہ میں، ایسے حالات کے باوجود بھی عوام کو ترقی کی نوید سنانا ایک بہت بڑی achievement ہے۔

جناب سپیکر! جب یہ حکومت بنی تھی تو آٹا نہیں مل رہا تھا، چینی نہیں مل رہی تھی، کھادیں نہیں مل رہی تھیں، روزگار نہیں مل رہا تھا۔ بدامنی، ڈاکے اور لوٹ مار تھی۔ صرف دو سال کے عرصہ میں موجودہ حکومت کے اقدامات سے آپ دیکھیں کہ آج آٹا وافر ہے۔ آٹا کس طرح وافر ہو گیا؟ ایک فیصلے سے آٹا وافر ہوا ہے۔ آپ کی حکومت نے بروقت گندم کے مناسب rates مقرر کر دیئے جس کے نتیجے میں آپ کے زمیندار نے گندم کی اتنی پیداوار دی کہ آٹے کی اب بازاروں میں فراوانی ہے۔ اب کسی کے ہاتھ میں پیسا ہو تو کوئی دکاندار یہ نہیں کہتا کہ آٹا نہیں ہے۔ آج چینی وافر ہے۔ اسی طرح اگر آپ انتظامی معاملات میں دیکھیں تو Police Force نے دہشتگردی کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اپنی کارکردگی قائم کی ہے وہ بھی بے مثال ہے۔ میں آگے جانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عوام کو تعلیم کی بہتر سہولتیں فراہم کرے، صحت کی بہتر سہولتیں فراہم کرے اور لوگوں کو food security فراہم کرے۔ موجودہ حکومت نے تعلیمی شعبے میں خطیر رقم رکھ کر، دانش سکولوں کا اجراء کر کے اور موجودہ سکولوں کی upgradation کر کے صوبہ پنجاب کے عوام کو تعلیمی سہولتوں میں بہتری لانے کی بہت اچھی کاوش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ Sector Health میں

Dialysis Unit, Hepatitis and Kidney Centres قائم کر کے صوبہ پنجاب کے عوام کو مہلک بیماریوں سے نجات دلانے کے لئے بھی ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں زمیندار ہوں تو میں زرعی شعبے پر بھی نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارا ملک زرعی شعبے میں energy sector کے حوالے سے crises میں ہے جس کی وجہ سے پانی کی بڑی قلت ہے۔ ہمیں زرعی شعبے میں سب سے اشد ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے System Irrigation کو بہتر کریں۔ Irrigation System کو بہتر کرنے کے لئے ہمیں نہروں کو remodel کرنا چاہئے اور ان کی lining ہونی چاہئے۔ ہمیں سب سے زیادہ اس بات پر توجہ دینی چاہئے اور دنیا سے donors تلاش کرنے چاہئیں جو ہمارے ٹوٹتے پھوٹتے نہری نظام کو بہتر کرنے اور ہماری زراعت کو بہتر کرنے کے لئے آگے آئیں کیونکہ ہم جب تک زرعی شعبہ میں تبدیلی نہیں لائیں گے تو ملک ترقی کی طرف نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اپنے حلقہ انتخاب کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی-149 (قصور) ایک ایسا علاقہ ہے جو ہندوستانی بارڈر کے ساتھ جا ملتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈوگر صاحب! آپ درستی کر لیں آپ کا حلقہ پی پی-149 نہیں بلکہ پی پی-179 ہے۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس طرف نشاندہی فرما کر تصحیح کروائی۔ میرے حلقہ انتخاب میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہربانی فرماتے ہوئے کھڈیاں ٹاؤن کے Girls College کو Girls Degree College کے لئے ایک scheme approve کی تھی تو میری گزارش ہے کہ اس مالی سال میں اس کو شامل کیا جائے۔ اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ انتخاب میں Schools 10 girls and 10 boys Primary کو upgrade کیا جائے اور ایک Boys Degree College کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ میری تجویز ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہر گاؤں کے اندر ایکڑ، دو ایکڑ سرکاری زمینیں پڑی ہیں تو نوجوانوں کو کھیلوں کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے District Sports Board کے ذریعے وہاں پر صرف لاکھوں روپے کی رقم سے ایک گراؤنڈ بنا کر دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں پھر آپ کو، وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، لیاقت صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں نے بھی بجٹ پر بحث کے لئے نام لکھوایا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ بجٹ پر تقریر کرنا چاہتے ہیں تو پھر تقریر کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا احسن اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ انہوں نے خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے اس دفعہ 54۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم رکھی ہے جو ایک بڑا احسن اقدام ہے۔ بہاولپور میں ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ وہاں پر ایک Veterinary University, Hospital, دانش سکول اور کافی ایسے Craft Bazars بنائے جارہے ہیں جن کو وہاں کی عوام appreciate کرتی ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ پچھلے پانچ سالوں میں 60 سے 62۔ارب روپے خرچ کئے گئے تھے لیکن اس دفعہ صرف تین سالوں میں جنوبی پنجاب میں 122۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں جس سے جنوبی پنجاب کی تعلیمی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے وہاں پر دانش سکولوں کا سب سے پہلے قیام کیا گیا ہے، وہاں پر میڈیکل کالج بنائے جارہے ہیں، جس طرح ایک میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان میں بھی بنایا جارہا ہے اور بہاولپور میں بھی میڈیکل کی classes شروع کر دی گئی ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ اس بجٹ میں ہمارے لئے جو اتنی رقم رکھی گئی ہے اس کو فی الفور خرچ کیا جائے اور اس رقم کو replace نہیں کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری مزید گزارش یہی ہے کیونکہ کافی دوستوں نے یہاں پر مکمل بحث کی ہے اس لئے میں صرف یہی کہوں گا کہ بہاولپور کے لئے ایک Free Industrial Zone بنایا جائے تاکہ تاجر لوگ وہاں پر فیکٹریاں لگائیں اور وہاں کے لوگوں کو بہتر روزگار ملے۔ وہاں پر سڑکوں کا جال بچھایا جارہا ہے یہ بھی ایک احسن اقدام ہے کیونکہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ اگر ایک سڑک 10 کروڑ کی ہے تو token money کے طور پر ایک کروڑ روپیہ دے دیا جاتا تھا اور باقی سڑک ادھوری رہ جاتی تھی اور funds lapse ہو جاتے تھے۔ اس بجٹ میں یہ کیا گیا ہے کہ جتنی بھی پرانی ongoing schemes تھیں انہیں

complete کرنے کا ایک بڑا احسن اقدام ہے۔ مزید یہ کہ سڑکیں آنے والے پچاس سال کو مد نظر رکھ کر بنائی جائیں۔ ہمارے ہاں سڑکیں بن جاتی ہیں اور عمارتیں بن جاتی ہیں لیکن آبادی کے لحاظ سے یہ تعین نہیں کیا جاتا۔ ہمارے ہاں سڑکیں بناتے وقت نکاسئی آب کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور ایسے طرز عمل سے بنانی چاہئیں کہ وہ دس بیس سال چل سکیں۔

جناب سپیکر! بجٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اور میں دوبارہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے قائد کے لئے صرف یہی کہوں گا کہ:

ان اندھیروں سے یہ کہہ دو کہ سنبھل کر چلیں
ہم نئے عزم سے بنیاد سحر رکھتے ہیں

شکریہ

جناب سپیکر: جی، مڈھانہ صاحب!

چوہدری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کافی عرصہ کے بعد ٹائم دیا۔ میں نے کافی عرصہ اس لئے کہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں بھی میری باری نہیں آئی تھی۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے گزشتہ دو بجٹ پیش کئے، یہ بجٹ بھی شاید اس کی ایک کڑی تھی۔ انہوں نے کافی عرق ریزی سے اس بجٹ کو بنانے میں محکمہ خزانہ کی خدمات بھی حاصل کی ہوں گی۔ کہیں لوگوں کی کوششیں اور سعی اس میں ہو گی اور کہیں اچھی چیزیں بھی دیکھنے اور سمجھنے میں آئیں۔ Pensioners کی Pension کو بڑھایا گیا، کہیں سکولوں کی upgradation کو بھی شامل کیا گیا مگر میرے ذہن میں شاہ پور کانجراں کے معصوموں کی کربناک چیخوں سے میرا تخیل تہلکہ مچائے ہوئے ہے۔ میں اس بات کا کیا کروں۔ مجھے اس بجٹ میں غریبوں کے لئے حقیقی معنوں میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی اس لئے بے اختیار مجھے ساحر یاد آ گئے کہ:

مفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچے میں نہیں ڈھل سکتی

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کیا اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز بھی زیر بحث لائی گئی کہ جو غریب خاندانوں کی غربت کا حقیقی معنوں میں تدارک بھی کر سکے اور کیا اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز بھی زیر غور لائی گئی جو خطِ غربت سے زیادہ نیچے زندگی گزارنے والوں کا کوئی گزارا الاؤنس ہو سکے۔ اگلے دن ٹی وی پر دیکھ رہے تھے کئی لیڈران نے یہ فرمایا، بات بھی ناگوار گزرے گی لیکن کیا کیا جائے کہ حق حق ہے تو ہر حال میں اظہار کیا جائے۔ غریبوں کو بیت المال کے سپرد کر دینا میرے خیال میں کوئی مستحسن قدم نہیں ہے، کئی ناراض ہوں گے لیکن ہو جانے دیجئے چند اور کا اضافہ سہی۔ اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز سامنے لائی جائے، اسے دوبارہ دیکھا جائے اور ترامیم و اضافے کے ساتھ اسے دوبارہ لایا جائے کہ کسی کی کوئی بہو بیٹی عصمت بیچنے پر تیار نہ ہو۔ اس ملک میں عصمت کے تقدس کی پامالی کو روکا جائے۔ یہ ایم پی اے صاحبان کے ٹاؤٹ اور وزارتوں پر براجمان ہمارے بھائی صاحبان کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس ملک کا آدھے سے زیادہ طبقہ خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کچھ تجویز کر دیں کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! ان کو یہ کرنا چاہئے کہ ان خاندانوں کا سہارا بننا چاہئے۔ ان کے جو نوجوان باصلاحیت ہیں ان کو نوکریاں دینی چاہئیں اور اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو پس پشت رکھ کر ذاتی ٹاؤٹ نوازی سے کچھ آگے سوچ کر ذاتی عزیزوں اور رشتہ داروں کو نوازنے کی بجائے ان لوگوں کو نوکریوں میں حصہ دینا چاہئے۔ Grass root level پر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جو بیوائیں ہیں ان کا کوئی ایسا وظیفہ مقرر ہو جائے کہ جن میں ایک ایم پی اے کا ٹاؤٹ involve نہ ہو، جن میں ہماری حکومتی مشنری کا کوئی کرپٹ عنصر involve نہ ہو اور یہ سکیمیں ان کے ہاتھوں تک اس طرح پہنچیں کہ وہ ایک امانت ہیں اور وہ بیوائیں اس سے اپنے گھر کا خرچ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ ہے کہ سستی روٹی سکیم اور فوڈ سپورٹ پروگرام ہمارے سامنے ہیں۔ ان دونوں سکیموں میں انتہا درجے کی کرپشن ہوئی ہے۔ ہر ایم پی اے کا حلقہ چیک کروایا جائے اور کسی کو بااثر ہونے کی وجہ سے اس سے درگزر نہ برتا جائے تب ہی حقیقی معنوں میں جمہوریت کا بول بالا ہو سکتا ہے اور تب ہی ہمارا ملک فلاحی مملکت بن سکتا ہے شاید یہ ایک دیوانے کا خواب ہے لیکن خواب دیکھنا بھی جرم نہیں ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ خوابوں سے ہی تعبیریں بنتی ہیں۔

یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** آپ کی مہربانی۔بہت شکریہ۔جی،چٹھہ صاحب!

**جناب خرم اعجاز چٹھہ:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ساری ٹیم کو بہت مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس طرح کا بجٹ بنایا ہے۔ اس میں غریبوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے جن طبقات کو پہلے نظر انداز کیا جاتا تھا آپ بھی جانتے ہیں کہ کئی سالوں سے اسی طرح بجٹ بنتا آرہا ہے لیکن اصل مسئلہ اس میں کرپشن کا ہے۔اگر ایک لاکھ کی سکیم ہے تو حقیقت میں اس پر تیس چالیس ہزار کی بھی onground نہیں ہے، وہاں پر صحیح طریقے سے پیسا لگتا ہی نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** کیا آپ ان دو سالوں کی بات کر رہے ہیں یا کوئی پچھلی بات ہے؟

**جناب خرم اعجاز چٹھہ:** جناب سپیکر!ایسے ہی ہوتا آرہا ہے۔ ہمیں اس میں یہ چاہئے کہ ہم سب مل کر کام کریں، اکیلا آدمی یا ہمارے خادم اعلیٰ اس سسٹم کو ٹھیک نہیں کر سکتے۔جب تک ہم سب ممبران جتنے بھی محکمے، ٹھیکیدار اور جو انتظامیہ اور محکمہ جات کے لوگ مل کر جب تک اس چیز کو نہیں ٹھانیں گے کہ ہم نے ٹھیک طریقے سے ایمانداری کے ساتھ کام کرنا ہے تب تک ہمارے یہی حالات رہیں گے۔ اسی طرح آگے بھی بجٹ بنتے رہیں گے اور اسی طرح ان میں مسائل سامنے آتے رہیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جس مشکل طریقے سے جن پریشانیوں کے ساتھ ہم نے اس پیارے ملک کو اتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا تھا تو ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔۔۔

**جناب سپیکر:** دس منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: ہمارا ملک آج جہاں پر کھڑا ہے ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داری ٹھیک طریقے سے نبھانی چاہئے۔ ہمیں جو عہدہ یا جو چیزیں بھی عوام کی طرف سے سونپی جائیں ہمیں اُن کو ٹھیک طریقے سے deliver کرنا چاہئے۔ کرپشن تو باہر کے ملکوں میں بھی ہوتی ہے۔ 100 فیصد کرپشن ختم کرنے لئے وقت درکار ہے لیکن ہم سب کو کوشش کر کے اس کرپشن کے level کو نیچے لے کر آنا چاہئے تا کہ ہم اپنے کم وسائل میں بہت کچھ achieve کر سکیں۔ ہمارے مسائل بہت زیادہ ہیں لیکن وسائل بہت کم ہیں۔ جو بجٹ بنتا ہے اُس میں ہم زیادہ سے زیادہ پیسا زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا سکیں جس کے لئے ہم سب ممبران کو چاہئے کہ ہم اپنے اپنے حلقوں میں جو ترقیاتی کام ہو رہے ہیں وہاں جائیں، ان کو monitor کریں اور اُن کو ٹھیک طریقے سے check کریں کہ آیا وہ کام صحیح ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے۔ یہ بھی دیکھیں کہ onground کیا ہو رہا ہے لہٰذا اس کے لئے ہمیں کوششیں کرنی چاہئیں کہ عوام کا پیسا ٹھیک طریقے سے لگے۔ میں میاں صاحب کا بہت زیادہ مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں ہمارے حلقہ مریدکے کے لئے لڑکوں کا ڈگری کالج دیا ہے، اس کے علاوہ پبلک پارک دیا ہے اور ریسکیو 1122 کے لئے فنڈز دیئے ہیں لیکن میری یہ بھی گزارش ہے کہ ان فنڈز کی allocation کی جائے اور اس کے انتظامات کو ٹھیک طریقے سے کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے مریدکے میں سیوریج سکیم چل رہی تھی جو کہ وفاق کے ساتھ مل کر 50/50 percent share کے ساتھ چلنی تھی کیونکہ اب NFC ایوارڈ ہو گیا ہے اس لئے اب اسے پنجاب نے take up کرنا ہے۔ اس بجٹ میں بھی اس سکیم کے لئے رقم رکھی گئی ہے لہٰذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اب چونکہ اس کو وفاق نے تو take up نہیں کرنا اس لئے اس کی allocation کا مناسب بندوبست کیا جائے اور وہ سکیم جو ایک دفعہ شروع ہو چکی ہے وہ راستے میں نہ رکے۔ یہ سکیم پورے مریدکے شہر کے لئے ہے کیونکہ وہاں پر سیوریج کا بہت بڑا مسئلہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ جلد از جلد اپنے پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ واٹر سپلائی کا بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ سیوریج اور صاف پانی mix ہو چکا ہے اس لئے میرے حلقہ میں اس سکیم کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں ٹرانسپورٹ کی طرف آؤں گا۔ ہمارے حلقہ کے لوگوں کے لئے ٹرانسپورٹ کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کوئی ٹرانسپورٹ نہیں چلتی۔ گوجرانوالہ سے جو ویگنیں یا دوسری پبلک

ٹرانسپورٹ آتی ہیں اُن بسوں پر بیٹھ کر لوگ لاہور آتے ہیں اور لاہور سے واپس بھی انہی بسوں پر ہی جاتے ہیں۔ جہاں کرایہ -/10 روپے لگنا ہوتا ہے وہاں پر اُن کو پچاس یا سو سو روپیہ دینا پڑتا ہے۔ یہاں سے 30 کلو میٹر دُور شہر ہے اس لئے میری گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے شہر کے لوگوں کے لئے بھی ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جائے۔ میں آخر پر یہی کہوں گا کہ ہم سب ممبران کو مل کر اپنے ملک کو بچانا ہے جس میں ہم سب کو اپنے قبلے درست کرکے کوشش یہ کرنی ہے کہ ہم points scoring نہ کریں، ہم کسی کی بے جا تعریف نہ کریں اور بے جا تنقید نہ کریں بلکہ اپنے اندر جھانکتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ہم نے اپنے رب کی رضا کے لئے کام کرنا ہے اور اُس کی خوشی کے لئے ہی کام کرنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب کا ڈر اپنے دل میں رکھتے ہوئے کوششیں کریں تاکہ ہم اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لئے کچھ بہتر کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر جناب کی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ جو ہمیں اسمبلی کی طرف سے note books ملتی ہیں ان کا ایک ایک صفحہ بکھر جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے "لکھے جو خط تجھے وہ تیری یاد میں"

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس اجلاس کے بعد آپ میرے پاس آ جائیں۔ میں آپ کے لئے اس کی جِلد خود کر دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ ہدایت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سن رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس کی binding اچھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، اچھی طرح binding میں بھی کر دوں گا اور یہ بھی کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ کر دیں۔ قومی اسمبلی میں جو ملتی ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ بہتر ہوتی ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، اچھی بنائیں جس طرح وہ کہہ رہے ہیں۔

**میاں محمد رفیق:** آپ آئندہ ان کو ہدایت کریں۔ بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، ظہور انور صاحب!

**ملک محمد ظہور انور:** بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے سبھی سپیکرز نے کہا ہے کہ اس سال کا بجٹ پیش کرنا بڑی مشکل بات تھی اور بڑی خوش اسلوبی سے محترم وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشریف کائرہ نے ادا کی ہے۔ تقریباً ساری دنیا میں ایک مالی بحران ہے جس میں developing countries بھی ہیں اور under developing countries بھی ہیں۔ یورپ کے کئی ممالک دیوالیہ ہو چکے ہیں اور ان کو یورپین یونین مالی مدد دے رہی ہے۔ پاکستان کوئی exception نہیں لیکن ان مشکل حالات میں بھی پاکستان کو ظاہر ہے کہ باہر کی مدد تو چاہئے کیونکہ ہم جن اندرونی حالات اور مشکلات سے گزر رہے ہیں اس صورتحال میں ایک ٹیکس فری بجٹ دینا بڑی بات ہے۔ جو priorities اس بجٹ میں مقرر کی گئی ہیں وہ شاید پچھلے سال کا تسلسل ہیں جو خاص طور پر تعلیم اور صحت ہیں۔ میں تعلیم کے سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ under developed areas کے لئے خاص طور پر یہ بہت ضروری ہے کہ جو lump sum provision کی گئی ہے۔ خاص طور پر ان کالجوں اور سکولوں کا mention کیا جائے کیونکہ جب یہ lump sum provision ہو گی مثلاً بیس کالج ہیں تو وہ ظاہر ہے کہ لاہور اور ارد گرد کے لوگ لے جائیں گے لیکن under developed areas کی شنوائی نہیں ہو گی۔ میں نے پچھلے سال بھی یہ عرض کیا تھا مثلاً کئی sub divisions ایسے ہیں جہاں ایک کالج لڑکوں کا اور ایک ہی کالج لڑکیوں کے لئے ہے۔ ان sub divisions میں بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ بچوں کا سو سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ان کالجوں میں آ کر تعلیم حاصل کرنا بڑا مشکل ہے اس لئے میں نے تلہ گنگ کے لئے suggest کیا تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب کے directive کے ذریعے میں نے پھر عرض کیا ہے جو میں نے فنانس منسٹری اور متعلقہ حکام کو بھجوایا ہے کہ ایک لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج اور ایک لڑکوں کے لئے ڈگری کالج وہاں مہیا کیا جائے۔ میری پھر گزارش ہو گی کہ اس طرف توجہ دی جائے کیونکہ میرے خیال میں پچھلے چالیس پچاس سال میں کوئی نیا کالج

لڑکوں یا لڑکیوں کے لئے نہیں بنایا گیا۔ ہم ابھی تک اسی پچاس سال میں اور under developments سے گزر رہے ہیں۔ سڑکوں کے حوالے سے کوئی نئی provisions نہیں رکھی گئیں۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے عرض کیا تھا اور اس دفعہ پھر عرض کر رہا ہوں کہ دو گاؤں جو چھوٹے نہیں بلکہ بڑے بڑے ہیں جن کے دو دو، تین تین کلومیٹر کے بائی پاس ہیں میں اس حوالے سے کوئی لمبی چوڑی سڑک کا ذکر نہیں کر رہا بلکہ چھوٹے چھوٹے بائی پاس ہیں جن کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے۔ ایک ٹھرنال کا بائی پاس ہے اور ایک پنجند گاؤں کا بائی پاس ہے جو سارے علاقے میں ٹرانسپورٹ جانے کے bottlenecks ہیں میری یہ گزارش ہے کہ اس کو ضرور note کریں کیونکہ آپ جو بھی developments اس علاقہ میں کریں گے اس چیز کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ اُن bottlenecks کی وجہ سے وہاں پر ٹرانسپورٹ نہیں جا سکتی، لوگوں کی آمد ورفت میں رکاوٹ ہے اور دوسرے کئی مسائل بھی اسی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

**معزز ممبران:** ٹائم بڑھا دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، پانچ منٹ کا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔ مزید کوئی صاحب اگر لابی میں ہوں اور انہوں نے تقریر کرنی ہو تو آ جائیں۔

**جناب محمد نوید انجم:** جناب سپیکر! میرا ارادہ نہیں ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، آپ کے لئے نہیں ہے۔ میں نے کوئی آپ سے specifically پوچھا ہے؟

**جناب محمد نوید انجم:** جناب سپیکر! میں نے تقریر کا نہیں پوچھا تھا، ارادوں کا پوچھا تھا۔

**جناب سپیکر:** نہیں، ایسی بات نہیں کرتے۔

**میاں محمد رفیق:** جناب سپیکر! میں اپنے آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** نہیں، آپ کی مہربانی۔ آپ تو پہلے ہی یہاں پیش ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**ملک محمد ظہور انور:** جناب سپیکر! اس ایوان میں سستی روٹی کے متعلق بہت بات ہوئی، خاص طور پر شہروں میں سستی روٹی کی provision کے لئے بہت زیادہ بات ہوئی ہے۔ میری حکومتِ وقت سے یہ گزارش ہو گی کہ proportionate طریقے سے مثلاً سب ڈویژن level کے گاؤں کے لئے بھی اتنی ہی رقم مہیا کی جائے جتنی شہروں کے لئے کی جاتی ہے تب کہیں جا کر دیہات کے غریب لوگوں کو سستی

روٹی مہیا ہو گی۔ شہروں کا تو کوئی بھی سروے عالمی ہو یا مقامی تو per capita income زیادہ ہے تو آپ لاہور میں ہی سارے مثلاً راولپنڈی، فیصل آباد یا بڑے شہروں میں صرف سستی روٹی دیں گے اور وہاں پر زیادہ خرچ کریں گے تو جہاں نسبتاً population کم ہے even ان علاقوں کی لیبر بھی نسبتاً بہتر ہے ان کے لئے provide کرتے رہیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! تیاری رکھیں۔ آپ کو پانچ منٹ کا وقت دوں گا۔

ملک محمد ظہور انور: لیکن جو محروم علاقے کے محروم لوگ جو گاؤں میں رہتے ہیں ان کی آواز بھی یہاں نہیں ہے اور وہاں پر شاید تنور بھی نہیں ہوتے تو ان کے لئے بھی کوئی سہولت ہے؟ میری یہ تجویز ہے کہ سستی روٹی کے لئے provision ہے کہ جن جن جگہ پر سستی روٹی آپ فراہم نہیں کر رہے یا ان کے لئے پیسے نہیں دے رہے تو ان کے آپ ڈویلپمنٹ فنڈز بڑھا دیں۔ آپ پیسے نہ دیں بلکہ زکوٰۃ بڑھا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بات ذرا غور سے سن کر note کریں کیونکہ انہوں نے بڑی ضروری بات کی ہے۔ آپ دوبارہ repeat کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ سستی روٹی سکیم کے فنڈز جن کی تقسیم uneven ہے مثلاً آپ شہروں میں بہت زیادہ پیسے خرچ کر رہے ہیں حالانکہ دیہاتوں کی نسبت شہروں کی per capita income لوگوں کی زیادہ ہے۔ غربت کا level شہروں میں دیہاتوں کی نسبت کم ہے۔ دیہات میں عام لوگوں کو روٹی دینے والے تنور بہت کم ہوتے ہیں اور وہاں پر سستی روٹی آپ نہیں دے سکتے تو اب یہ تو نہیں ہے کہ آپ وہاں پر تنور بنائیں لیکن سستی روٹی دینے کا مقصد یہ ہے کہ غریب طبقے کو سبسڈائز کریں اور ان کی living کسی طریقے سے بہتر ہے اس کے لئے دو ہی صورتیں ہیں کہ اگر تو وہاں پر خرچ نہیں ہو رہا مثلاً قصور یا راولپنڈی کے دیہی علاقے میں زکوٰۃ فنڈ بڑھا دیں۔ میرے خیال میں آپ زکوٰۃ فنڈ یونین کونسل کی سطح پر دیتے ہیں یا میرے علم میں نہیں کہ سسٹم کیا ہے لیکن غریبوں کی حقیقی طور پر مدد کرنا چاہتے ہیں تو وہاں پر زکوٰۃ فنڈ بڑھا دیں کیونکہ وہاں پر زیادہ لوگ غریب ہیں اور دس ہزار روپے مہینے کی بجائے 20 ہزار روپے ہر یونین کونسل میں کر دیں۔ یہ میری ایک تجویز ہے اگر اس پر مناسب توجہ دیں۔

جناب سپیکر! دیہاتوں میں ضروری ہے کہ آپ گلیوں اور نالیوں پر ضرور توجہ دیں کیونکہ وہاں پر زیادہ بیماریاں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے پھیلتی ہیں کیونکہ وہاں پر صفائی نہیں ہوتی، لوگوں کو پانی ٹھیک سے نہیں ملتا حالانکہ پورے پنجاب میں بہت سے گاؤں میں زیر زمین water table 100 سے 200 فٹ کے قریب ہے جہاں پر لوگوں نے خود اپنے پمپ لگائے ہوئے ہیں اور وہیں سے پانی حاصل کرتے ہیں اس لئے وہاں پر واٹر سپلائی سکیموں کی ضرورت نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ وہاں پر صفائی کا بندوبست کا زیادہ انتظام کیا جائے اور اس کے لئے allocation کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب! House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھا دیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع اللہ عزوجل کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور بے حد درود میرے آقا حضرت محمد ﷺ پر کہ جن کے وسیلے سے ہمیں قرآن اور ایمان کی دولت میسر آئی۔ میرے نہایت واجب الاحترام سپیکر صاحب میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دیا۔ میں دونوں سائیڈوں سے پچھلے دنوں سے باتیں سن رہا ہوں جن پر میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں چھوٹی چھوٹی تجاویز دینا چاہوں گا اگر کائرہ صاحب ان پر توجہ فرمائیں۔ ہماری حکومت ہے، ہمارا ملک ہے، ہمارا پنجاب ہے اور ہمارا لاہور ہے جسے ہم نے چلانا ہے۔ جو چیزیں میں نے محسوس کیں ان میں سے چند ایک کے بارے میں بات کروں گا۔ زکوٰۃ کی بڑی بات ہوئی تو یہ کمیٹیاں پچیس سال پرانی جنرل ضیاء الحق کے دور میں بنی تھیں۔ اس وقت لاہور کی آبادی 35 لاکھ کے قریب تھی آج الحمدللہ اس کی آبادی 70 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ زکوٰۃ کمیٹیاں تو بنائی جا رہی ہیں لیکن ان کی حلقہ بندیاں دوبارہ سے بنائی جائیں۔ یہ میری ایک گزارش ہے جس پر توجہ دی جائے۔ قیام پاکستان کے وقت کے پرانے گاؤں میں کمیٹیاں ہیں اور جو نئے علاقے developed ہو چکے ہیں، بہت سارے علاقے ہیں جہاں نئی کمیٹیاں نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہاں کے لوگ زکوٰۃ نہیں لے سکتے اس کے لئے میری گزارش ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں کی دوبارہ حلقہ بندیاں کی جائیں۔

میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے پندرہ دن پہلے ایک اخبار میں پڑھا کہ ایک لاکھ کے قریب پاکستان میں بننے والے انجینئرز، سائنسدان اور ڈاکٹر پاکستان چھوڑ کر حصول رزق کے لئے باہر چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں روزگار کے مواقع نہیں ملتے۔ ہم اپنے پاکستان

کے ذرائع اور وسائل سے انہیں گریجویشن کرواتے ہیں اور وہ بڑی ڈگریاں لیتے ہیں لیکن اس کے بعد اگر وہ پاکستان کو serve نہیں کرتے تو وہ ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں روزگار کے مواقع بڑھانے ہیں اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ چھوٹی انڈسٹری جو گھروں میں لگتی ہے جس سے پانچ پانچ، دس دس گھرانوں کے لئے روزگار فراہم ہوتا ہے تو انہیں ایک لاکھ سے لے کر تین لاکھ تک قرضے فراہم کئے جائیں تاکہ وہ انڈسٹری جس کا معاشی قتل ہونے کو جارہا ہے وہ دوبارہ سے چل سکے اور لوگوں کو روزگار میسر آسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری امن وامان کی صورتحال بھی بہت بہتر ہو جائے گی اور street crimes میں بڑی خاطر خواہ کمی آئے گی۔

کالا باغ ڈیم پر بڑی بات ہوئی، پانی سٹور کرنے اور بجلی پیدا کرنے پر تو میں اپنی حکومت کی توجہ کالا باغ کی ریت کے اندر پائی جانے والی ore کی طرف دلاتا ہوں کہ جس سے سٹیل مل چلتی ہے اور جس سے لوہا نکلتا ہے۔ ہمارے کالا باغ کی ریت میں 60 فیصد ore ہے تو میری یہ request ہے کہ اس کے لئے بھی کوئی ایسا منصوبہ دیا جائے جس سے ہمارے علاقے کے لوگوں کے لئے ایک تو روزگار ملے گا اور دوسرا ملک کی ترقی کے اندر قدرتی وسائل جنہیں ہم ضائع کررہے ہیں انہیں بروئے کار لا کر ہم روزگار بھی فراہم کریں گے اور ملک کی ترقی کے اندر بھی وہ بڑا اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ کہ as a پنجابی یا لاہوری کہہ لیں، میں کرنا چاہتا ہوں کہ بہت ساری reports شائع ہوئی ہیں کہ لاہور کے زیر زمین پانی کی سطح تین فٹ سالانہ نیچے گر رہی ہے۔ جو ہمارے ٹیوب ویل چلتے ہیں چونکہ برسات کافی سالوں سے کم ہوئی ہے اور ہمارے دریا بھی بند کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے پانی کی سطح جو کبھی اوپر ہوتی تھی اور ہم قدرتی پانی لیتے تھے تو اس کے لئے میری humble submission ہے کہ کوئی ایسی سکیم بنائی جائے کہ لاہور کے پانی کی گرتی ہوئی سطح کو روکا جاسکے۔ یہ میری تھوڑی سی تجاویز تھیں جن پر تھوڑی سی توجہ کر لی جائے تو ہمارے آنے والے مستقبل کے بچوں کے لئے بڑا اچھا ہوگا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب اجلاس کی کارروائی مکمل ہوگئی ہے لہذا اب اجلاس کل بروز سوموار 21-جون 2010 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔